بسم اللہ الرحمن الرحیم

**من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین**(الحدیث)

**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**(الحدیث)

# بچوں کے لئے احکام ومسائل

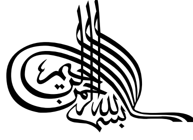
**مؤلفہ**

مولانا عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری

(خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن)

**ناشر**

مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت



# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | بچوں کے لئے احکام ومسائل |
| مؤلفہ | : | مولانا عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری (حال،مقیم،لندن) |
| ناشر | : | مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت |
| مطبع | : | سُپر تاج، سورت |
| ایڈیشن | : | پہلا ایڈیشن |
| سن طباعت | : | ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ مطابق فروری ۲۰۱۴ء |
| صفحات | : | ۲۹۷ |
| تعداد | : | ۵۵۰ |


## ملنے کے پتے


(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولوی عبداللہ انصاری، مدرس، مدرسہ اسلامیہ، صوفی باغ، سورت: 9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نزد ٹاٹا سکول بس اسٹانڈ، نوساری:

9824741280/9824084292

(۵) عبدالسلام ابراھیم مارویا، اسٹامفورڈ ہل، لندن: 07877937731

# فہرست

## طہارت کے مسائل

## نابالغ کی اذان کا حکم



## نماز اور بچوں کی نماز کے احکام ومسائل

## نابالغ بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم



## بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا اورصف بنانے کی ترتیب

## نابالغ اورقربانی اور نابالغ کے ذبیحہ کا حکم



## نابالغ بچوں کے نکاح کا طریقہ



## لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا



## شفقت و مہربانی ہر بچے کا حق ہے اور حضور ﷺ کا اسوہ

الله أكبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو اپنے اساتذہ نیز اپنے والدین ماجدین کے نام منسوب کرنا باعث سعادت سمجھتا ہوں جن کی آغوش تربیت میں اس ناکارہ نے پرورش پائی ، اور جن کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالی نے دینی خدمت میں لگنے کی سعادت بخشی، اور جن کا سایہ عاطفت (میری والدہ) میرے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔

# القرآن

## ربنا هب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما

ترجمہ

اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا۔

# الحدیث

## لیس منامن لم یرحم صغیرنا ومن لم یوقر کبیرنا

(ترمذی حدیث نمبر ۱۹۱۶)

ترجمہ

وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے۔

# بچے کی دعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے!
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے!
ہو میرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھولوں سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو میری پروانے کی صورت یارب!
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!
ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
میرے اللہ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اسی رَہ پہ چلانا مجھ کو

(کلیات اقبال، بانگ درا)

# باسمہ تعالیٰ

## تأثرات

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت طرفین مطلوب

ماشاء اللہ! آپ نے بڑی محنت وکوشش سے کام کی باتیں عمدہ ترتیب سے جمع فرمادی ہیں، اللہ کرے زورقلم اورزیادہ

میں نے جہاں مناسب لگا نشانات لگادیئے ہیں۔حارث نام کے بارے میں فون پر بات کرلوں گا۔

آپ کی محنت سے قلبی مسرّت ہوئی، دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تالیفات کو ذخیرۂ آخرت بنا کرامت کو خوب مستفید فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا) مرغوب احمد صاحب لاجپوری

حال مقیم، ڈیوزبری، انگلینڈ

# تقریظ

## حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب بستوی دامت برکاتہم

## استاذ التفسیر ام المدارس دارالعلوم دیوبند

## بحمدہ تعالی

عزیز القدر جناب مولانا حافظ عبدالسلام صاحب مارویا، امام وخطیب ''مسجد قبا'' اسٹام فورڈ ہل، لندن، ایک ذی استعداد، صحیح الفہم اور صاحبِ قلم عالم ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ امامت وخطابت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف اور قرطاس وقلم سے لائقِ تحسین لگاؤ رکھتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ موصوف کا قلم قومی وملیّ ہمدردی کی روشنائی پی کر کاغذ پر رواں دواں ہوتا ہے اس سے پہلے متعدد کتابیں موصوف کے حقیقت نگاہ قلم سے تصنیف ہوکر منصۂ شہود پر آچکی ہیں جن سے علماء، طلباء اور باذوق حضرات بھرپور استفادہ کررہے ہیں اب ان کی یہ نئی تصنیف ''بچوں کے احکام و مسائل،، کے نام سے طبع ہوکر علمی مارکیٹ میں عنقریب آرہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے۔

ایک بات یہ بھی صفائی کے ساتھ عرض کردوں کہ مذکورہ کتاب کے چند احکام و مسائل جو مستند حوالوں سے مزین ہیں بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میری معلومات میں ایک خوشگوار اضافہ ہوا ہے اس سے پہلے مجھے خود بھی ان کے بعض مندرجہ مسائل کا علم مستحضر نہیں تھا۔

اللہ تعالی جناب مولانا عبدالسلام صاحب کو جزائے خیر عطا کرے کہ بڑی عرق ریزی، دماغ سوزی، اور اسلاف کے کتبِ فتاویٰ پر گہری نظر ڈالنے کے بعد یہ کتاب

مرتب فرمائی ہے دنیائے علم میں اس کتاب کو انشاء اللہ العزیز قطب مینار جیسی بلندی حاصل ہوگی۔

.....اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔آمین۔

موصوف کی اس تصنیف کا قدرداں

عبدالرحیم بستوی

خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

یکم شوال (یوم الفطر) ۱۴۳۳ ہجری

۱۹ اگست ۲۰۱۲ عیسوی

بروز اتوار، نزیل لندن

# پیش لفظ

حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالی نے جو شریعت دے کر بھیجا وہ ایک کامل اور مکمل شریعت ہے، آپ کا پیش کردہ نظامِ زندگی عمر کی ہر سطح سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لئے کامیاب منزل کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ نظام جہاں بڑوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے وہاں بچوں کے لئے بھی ہر لحاظ سے کامل ومکمل اسوہ ونمونہ ہے۔

آپ نے بچوں سے متعلق ان کی پیدائش سے لیکر جوان ہونے اور شادی بیاہ تک کے شرعی احکام کی پوری وضاحت کے ساتھ رہنمائی فرمائی ہے۔

اس کتاب میں میں نے اکابر علماء کی معتبر کتب سے نابالغ بچوں سے متعلق جو اہم اہم احکام ومسائل ہے اور جن میں سے اکثر مسائل میں والدین اور بچوں کے سرپرستان کی طرف سے جانے انجانے میں غفلت برتی جاتی ہے۔اور غفلت کا ایک قوی سبب یہ ہے کہ چونکہ عام طور پر ذہنوں میں نابالغ بچوں کو لے کر یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ بلوغت سے پہلے چونکہ یہ شرعی احکام کے مکلّف نہیں ہے لہذاان کے معاملات کی طرف کچھ زیادہ دھیان دینے کی ضرورت نہیں ہے یہ بات کچھ حد تک تو تسلیم کی جاسکتی ہے لیکن کلی طور پر یہ بات شرعی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے اس کا اندازہ قارئین کو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے گا۔

بہت سے مسائل وہ ہے جو ہیں تو بچے سے متعلق لیکن اس کا تعلق بچے اور والدین دونوں سے ہیں مثلاً پاکی ناپاکی کے مسائل تو جب تک اس کا صحیح علم والدین کو نہیں ہوگا وہ کیسے اس پر صحیح طور سے عمل کر سکتے ہیں،اسی طرح بہت سے ممالک میں بچے کو چائلڈ بینیفٹ ملتا ہے وہ یا تو بچے کا والد وصول کرتا ہے یا اس کی والدہ وصول کرتی ہے اب بچے کو ملنے والے اس پیسہ کے مستقل شرعی احکام ہے یہ اگر معلوم نہیں ہوں گے تو

کیسے اس پر صحیح عمل ہو سکے گا؟ اس طرح کے اور بہت سے مسائل ہے جس کا تعلق ہے تو بچے سے مگر یہ اس وقت تک اپنے آخری انجام کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ بچہ جس کی کفالت میں ہے وہ اس میں دخل نہ دے۔

اس لئے یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ زیر نظر کتاب بچوں کے پڑھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ بچوں سے متعلق بڑوں کے لئے ہے، اس کتاب کو لکھنے کا مقصد بچوں سے متعلق والدین اور سرپرستان کی دینی راہنمائی کرنا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو سارے ہی مسلمانوں کے لئے مفید اور کارآمد بنائیں اور اس میں بیان کردہ باتوں پر قارئین کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

اور اس کتاب کو منظر عام پر لانے کے لئے جن حضرات نے مختلف لائنوں (جہتوں) سے میری مدد فرمائی اولاً تو میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں اور اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی انہیں دارین میں بہترین صلہ اور بدلہ عنایت فرمائے۔

میں نے اپنی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نہ رہ جائے ،مگر بہر حال انسان انسان ہے اور نسیان کا مادہ خود انسان میں موجود ہے، لہٰذا اگر کوئی غلطی قارئین کو نظر آئے تو اس سے احقر کو مطلع فرمائے ،تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کرلی جائے۔

محتاجِ دعا

عبدالسلام ابراہیم مارو یالاجپوری

خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن، یو، کے

۲۲ رصفر المظفر ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۰ ر دسمبر ۲۰۱۴ء

# بچہ کی پیدائش پر اظہار مسرت اور والدین کومبارکبادپیش کرنا

## بچہ کی پیدائش پر اظہار مسرت

جب کسی مسلمان کے یہاں بچہ پیدا ہو چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو وہ اس پر مسرت کا اظہار کرے۔آج کل لڑکے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور لڑکی کی پیدائش پر اظہارِ نفرت ہوتا ہے، یہ نفرت کا اظہار کا فرانہ روش ہے حضور ﷺ کے زمانے کے کافروں کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کے یہاں بچی پیدا ہوتی تو وہ اس پر نفرت کا اظہار کرتے اور غصہ کا اظہار کرتے دینِ اسلام میں اس پر مذمت آئی ہے اور اس کی وجہ سے بیوی کو قصوروار ٹھہرانا جائز نہیں، یہ ظلم ہے۔

## بچہ کی پیدائش کے بعد والدین کو مبارکباد پیش کرنا

انسان کی فطرت ہے جب اس پر خوشی و مسرت کے لمحات آتے ہیں تو وہ چاہتا ہے کہ اس خوشی میں دوسرے لوگ بھی برابر کے شریک ہوں، والدین کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا موقع اور کیا ہوسکتا ہے کہ اولاد کی دیرینہ تمنا پوری ہو، اس لئے سماج اور خاص طور پر رشتہ داروں کا اخلاقی فریضہ ہے کہ والدین کو اس مبارک موقع پر مبارکباد پیش کریں، چنانچہ جب انبیاء کرام نے صالح اولاد کی تمنا کی تو اللہ تعالی نے ان کی تمناؤں کی تکمیل کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی، حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحیی علیہ السلام کی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو حضرت عیسی علیہ السلام کی نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارتیں دی۔ان آیات بشارت کو ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ نے اس کی روشنی میں مبارکبادی کو ''مستحب،، قرار دیا ہے۔ (تحفۃ المولود باحکام المولود ص ۳۷)

عربوں میں بچہ کی پیدائش کے بعد والدین اور ان کے گھر والوں کو مبارکباد دینے کا رواج عام تھا، چنانچہ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس مبارک

موقع پر ''ثویبہ،، نامی باندی نے ابولہب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دی تو ابو لہب نے خوشی کے باعث اس باندی کو آزاد کردیا۔ (فتح الباری ج۹ص۴۵)

کلثوم بن جوشنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اسے اللہ تعالی نے لڑکا عطا فرمایا تھا اس نے کہا شہباز کی پیدائش کی مبارک ہو، حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ یہ بچہ ایسا ہوگا۔

عرض کی گئی تو پھر کیا کہا جائے؟ آپ نے فرمایا کہو کہ اللہ تعالی بچے کو مبارک بنا اور خدا کرے وہ بڑا ہو اور اسے جوانی کی بہار سے نوازے۔ (رواہ ابن عساکر)

ابن یحیی فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے اسے کہا اے خدا فلاں فارسی بچے کی پیدائش کی مبارک ہو، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا تمہیں کیا علم کہ یہ بچہ ایسا ہوگا بلکہ کہو

**جعله الله مبارکا علیک وعلی امة محمد** (اخرجہ الطبرانی فی الدعاء)

اللہ تعالی تیرے لئے اور جملہ امت محمدی کے لئے بابرکت بنائے۔

حضرت ایوبؒ کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو بچے کی پیدائش کی مبارک باد دیتے تو فرماتے

**جعله الله مبارکا علیک وعلی امة محمد** (اخرجہ الطبرانی من طریق حماد بن زید)

اللہ تعالی اسے تیرے لئے اور امت محمدیہ کے لئے مبارک بنائے۔

## بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں کھانا کھلانا

**سوال**: بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں بطور شکرانہ کھانا کھلانا کیسا ہے؟

**جواب**: اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور شرعاً اسکی ممانعت نہیں ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۱۱۶)

آئے ہوئی اذان، گئے ہوئی نماز
بس اتنی دیر کا جھگڑا ہے، زندگی کیا ہے؟

# نو مولود کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے مسائل

## نومولود کے کان میں اذان اوراقامت کہنا

جب اللہ تعالیٰ اولاد کی نعمت انسان کو عطا فرمادیں چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی تو اب اس نومولود بچے کی طرف اللہ جلّ شانہ کے کچھ اوامر اور احکامات متوجہ ہوتے ہیں ان احکامات میں سب سے پہلا حکم بچے کے کان میں اذان دینا ہے یہ رسول پاک ﷺ کا طریقہ ہے اور اسی بات کی اہلِ اسلام کو تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے نبی کی اتباع میں ہرنومولود کے کان میں اذان دے کر شریعت کے حکم کو پورا کرے اور لاشعوری طور پر اس کے اندر اس بات کو پیدا کیا جائے کہ اپنی پوری زندگی اس طرح شریعت پر عمل کر کے گزارنی ہے۔

## بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت.........

حضرت ابورافعؓ سے منقول ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہؓ سے حضرت حسن بن علیؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔( ابوداؤد ج ۲ ص۲۴۰،ترمذی ج۱ص۲۷۸)

**مسئلہ۔** نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہئے۔

نوٹ۔بعض بچے کو ولادت کے بعد کانچ کی مشین میں رکھا جاتا ہے مکان پر لاکر بعد میں پھر اذان دی جائے۔(مولانا مرغوب لاجپوری)

## نومولود کے کان میں جو اذان دی جائے اس کا جواب.........

**سوال۔** بچے کے کان میں پیدائش کے بعد جو اذان پڑھی جاتی ہے اس کا جواب دینا چاہئے، یانہیں؟

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف

میں ’’اذا سمعتم النداء،، فرمایا گیا ہے، تو اس کے عموم میں یہ بھی داخل ہوگا، اگر اس (اذان) کا سماع ہو تو اس کا بھی جواب دے۔ لیکن ’’النداء،، کے اندر الف لام عہد کا مان کر ندائے صلوات خمسہ مراد لیا جائے تو اس صورت کے اندر مولود کی اذان کا جواب دینا واجب نہیں ہوگا۔ (دروس مظفری جلد ثانی ص۵۷۳ بتغیر)

ردالمختار میں ہے کہ اذانِ نماز کے علاوہ دیگر اذانوں کا جواب بھی دیا جائے گا مثلاً بچہ پیدا ہوتے وقت کی اذان۔ (ردالمختار ج۲ ص۸۲)

## بچے کے کان میں اذان کس وقت دی جائے؟

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ بچے کو اذان کس وقت دی جائے (یعنی اس کے کان میں) اس سلسلہ میں حدیث میں کسی خاص وقت کی صراحت منقول نہیں، البتہ کوشش کرنی چاہئے کہ حتی المقدور جلد اذان واقامت کے کلمات بچہ کے کان میں کہہ دے، کیونکہ حضرت ابورافعؓ کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت فاطمہؓ کو ولادت ہوئی، آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے کان میں اذان دی (مرقاۃ المفاتیح ج۸ ص۱۵۹) اس تعبیر سے خیال ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اذان دینا بلا تاخیر تھا، اس لئے ممکن حد تک عجلت کرنی چاہئے، (بچے کے کان میں اذان دینے سے پہلے اسے نہلا دھلا لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ نہلانا مضر ہو یا پانی میسر نہ ہو تو غسل دیئے بغیر بھی درست ہے۔ مرتب) تاکہ بچہ کے کان میں جو پہلی آواز جائے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پاک ذکر سے متعلق ہو۔ (کتاب الفتاوی دوسرا حصہ ۱۵۵)

## نومولود کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے فوائد

حضرت مولانا مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان واقامت جلد سے جلد ہونا چاہئے اس میں تاخیر نہ کرنا

چاہئے کسی مسجد کے مؤذن یا کسی امام کا انتظار نہ کرنا چاہئے، اسکے بڑے فائدے ہیں جو بعد میں واضح ہوتے ہیں۔

پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ ان کلمات سے شیطان بھاگ جاتا ہے بھاگتا ہے اور بری طرح بھاگتا ہے اس طرح بھاگتا ہے کہ پشت کر کے نہیں دیکھتا، یہ کلمات اذان اور کلمات اقامت اس کے اوپر گرز کی طرح لگتے ہیں جیسے گھوڑے پر چابک مارتے ہیں ایسے اس کے اوپر لگتے ہیں وہ بھاگتا چلا جاتا ہے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان لگا رہتا ہے اپنا اثر ڈالنے کے لئے اس کے ساتھ لگا رہتا ہے اس کو کچوکے مارتا رہتا ہے شیطان سے حفاظت کی چیز یہ ہے۔

اس لئے پیدائش کے بعد یہ کام جلد سے جلد کرنا چاہئے ضروری نہیں کہ وہ کوئی امام مسجد یا کوئی مؤذن مسجد آکر یہ کام کرے، بلکہ ہر باپ جس کو اذان آتی ہے اور ہر ایک مومن کو آتی ہے اور جس کو کلمات اقامت آتے ہیں اور وہ عموماً ہر ایک کو آتے ہیں وہ کام کرے (مرد یا سمجھدار بچہ اذان کہنے والا نہ ہو تو عورت بھی یہ اذان کہہ سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں اذان سے مقصود اعلان نہیں ہے اس لئے عورت بھی اذان کہہ سکتی ہے، فتاوی رحیمیہ) بچہ شیطان کے شر سے اور اس کے اثر سے محفوظ ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ بچہ جس کے کان میں دنیا میں آتے ہی دنیا کی خوشبو سونگھتے ہی اس کے کان میں اللہ تعالی کی کبریائی اللہ تعالی کی توحید حضور اکرم ﷺ کی شہادت رسالت نماز اور کامیابی کے کلمات کان میں جب پہنچتے ہیں تو وہ لاشعور میں جا کر پیوست ہو جاتے ہیں ایسے پیوست ہوتے ہیں کہ وہ نکل نہیں سکتے، ان پر پردہ تو پڑ سکتا ہے بچے کا یہ زمانہ لاشعور کیفیت کا زمانہ ہے، یہ لاشعوری کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ جو چیز

اس کے اندر داخل ہوجائے وہ پیوست ہوجاتی ہے اس کی عقل میں اور ذہن میں جا کر نقش ہوجاتی ہے وہ پھر نکلتی نہیں ہاں! مستور ہوسکتی ہے، چھپ سکتی ہے لیکن نکلے گی نہیں۔ چنانچہ جس بچہ کے کان میں حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اذان واقامت کہہ دی گئی وہ کبھی کافر اور مرتد نہ ہوگا وہ لاشعور کیفیت اس کو روکے رکھے گی وہ اللہ تعالیٰ کا منکر نہ ہوگا، عمل خراب ہوسکتا ہے لیکن یہ لاشعور کیفیت اس کو روکے رکھے گی کتنا بڑا فائدہ ہے۔ (تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں ص۷۳،۷۴ بتغیر)

شعب الایمان میں امام بیہقیؒ نے حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے اس بچہ کو کبھی ''ام الصبیان،، (بدن کے دانے یا وہ بیماری کہ جس میں بچے بیہوش ہوجاتے ہیں) کی بیماری نہیں ہوگی۔ (اخرجہ ابن السنی ص۶۸ اوذکرہ الحافظ فی التخلیص ج۴ص۱۴۹)

## نومولود کے کان میں اذان کہنے کی دو حکمتیں

بچے کے کان میں اذان کہنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ مسلمان بچہ جو سب سے پہلی بات سنے اور جو کلام سب سے پہلے اس کے کان میں جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا کلام ہو اور ایسا کلام ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کبریائی اور نبوت کی شہادت وگواہی کا مضمون ہو کہ جس کے ذریعہ انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے پس یہ عمل گویا کہ اس کو اسلام کے کلمات کے تلقین کرنے کے قائم مقام ہے جیسا کہ وہ شخص جو کہ اسلام میں داخل ہونا چاہے اس کو یہ کلمات تلقین کئے جاتے ہیں لہٰذا بچہ کے کان میں ان کلمات کا کہنا شعائر اسلام میں سے ہے جس طرح دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کو ان کلمات کی تلقین کی جاتی ہے اسی طرح دنیا میں آنے کے وقت ان کلمات اذان کا بچہ کے کان میں

کہنا اسی تلقین کی طرح ہے اگر چہ ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ بچہ ان الفاظ کو نہیں سمجھتا اور اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا لیکن ان کلمات کا بچہ کے دل پر اثر انداز ہونا اور دل کا ان الفاظ سے متاثر ہونا کچھ بعید بات نہیں اس لئے کہ جہاں اذان دی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور شیطان گھات لگائے بچہ پیدا ہونے کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تا کہ نومولود بچے کے اعمال میں اپنا حصہ بنائے اور جو کچھ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کرنا مقدر کیا ہے اس کو برباد کرے لہٰذا اسی لئے اذان دی جاتی ہے۔ تو یہ چیز شیطان کو کمزور کرتی ہے اور اس کو غصہ دلاتی ہے۔

اذان دینے میں دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ بچہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے دین اسلام اور عبادت کی طرف دعوت شیطان کی دعوت سے پہلے دی جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت سلیمہ فطرت اسلام پر پیدا کیا ہے بعد میں پھر شیطان محنت کر کے اس کی فطرت سلیمہ اسلام کو بدلنے کی محنت کرتا ہے تو جیسا کہ فطرت اسلام شیطانی فطرت سے پہلے ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دعوت اس کے کان میں شیطان کی دعوت سے پہلے پڑ جائے۔ (تحفۂ والدین ص ۳۸، ۳۹)

## اذان اور اقامت کہنے میں عجیب نکتے کی بات

بعض بزرگوں نے بچے کے کان میں اذان و اقامت کہنے کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ اس کے ذریعہ اس کو یہ بتلانا مقصود ہوتا ہے کہ دنیا میں تیرے کو اتنا وقت رہنا ہے جتنا وقت اقامت اور جماعت کھڑی ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔ بس اس زندگی کو خیال سے گزارنا اور اس زندگی کو آخرت کی تیاری میں لگانا اس لئے کہ تیری اذان بھی ہو چکی ہے، تیری اقامت بھی ہو چکی ہے اب صرف نماز باقی ہے اور نماز کے بعد آخرت کی طرف جانا ہے اس لئے نماز جنازہ کے شروع میں نہ اذان ہے اور نہ اقامت ہے جیسے ہی

جنازہ آیا اور صفیں درست کیں بس ''اللہ اکبر،، کہکر نماز شروع ہوگئی۔لیکن انسان اس دھوکے میں ہے کہ میری عمر پچاس سال ہوگئی ،ساٹھ سال ہوگئی ،حالانکہ آخرت کے مقابلے میں یہ زندگی ایک لمحہ ہے یہاں دنیا میں آیا اور تھوڑی دیر بعد رخصت ہوگیا ۔

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

آنکھیں بند ہوتے ہی پوری زندگی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔(اصلاحی بیانات ج۳ص۱۶۸)

حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب سکھروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہی جاتی ہے بس اب جماعت تیار ہے،اذان کے بعد تو کچھ فصل کچھ وقت ہوتا ہے جماعت میں لیکن جب اقامت ہوتی ہے تو پھر اقامت میں اور جماعت میں کچھ فصل ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اب تو بالکل جماعت تیار ہے۔جی ہاں۔ ہر انسان سوچ لے،مرد بھی سوچ لیں عورت بھی سوچ کہ اذان بھی ہوچکی ہے اقامت بھی ہوچکی ہے۔جماعت تیار ہے صف بندی ہورہی ہے بس ابھی نماز پڑھائی جائے گی۔(اصلاح افروز بیانات ص۱۴۸)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچہ کے کان میں اذان وتکبیر کہنے کی حکمت میں بعض اہلِ لطائف نے لکھا ہے کہ مولود(پیدا ہونے والے بچہ)کے کان میں جو اذان کہی جاتی ہے اس میں ایک نکتہ ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کو سنا رہے ہیں کہ اذان وتکبیر ہوگئی ہے اب جنازہ کی نماز کے منتظر رہو۔

اور یہ بھی حکمت ہے کہ اذان وتکبیر اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو شروع ہی سے اس کے کان میں اللہ تعالیٰ کا نام اس لئے لیا جاتا ہے کہ ایمان کی استعداد قوی ہوجائے۔اور شیطان اس سے دور ہوجائے۔اور دونوں حکمتوں میں گویا اشارہ اس طرف ہے کہ دنیا

میں غافل ہو کر نہ رہنا۔ (تربیتِ اولاد ص۵۲،۵۳)

## نومولود کے کان میں عورت کا اذان دینا کافی ہے

**سوال**: بچہ کی ولادت کے بعد ایک عورت نے اس کے کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی تو یہ کافی ہے یا نہیں؟ یا دوبارہ مرد کو اذان دینا ہوگا؟ ایسا سنا ہے کہ عورت کا اذان دینا مکروہ ہے تو کیا یہ اذان بھی مکروہ ہوگی؟ اس وقت کوئی مرد وہاں نہ تھا اس لئے عورت نے اذان واقامت کہی۔

**جواب**: نومولود کے کان میں صالح متقی مرد اذان اور اقامت کہے تو بہتر ہے، لیکن اگر عورت نے اذان اور اقامت کہہ دی تو وہ بھی کافی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں، ہاں نماز کے لئے جو اذان ہے وہ اذان دینا عورت کے لئے مکروہ ہے کہ اس میں آواز بلند کی جاتی ہے اور یہ بات عورت کے لئے مناسب نہیں (درمختار ج۱ ص۳۶۴) اگر نماز کے لئے عورت نے اذان دی تو اس کا اعادہ کیا جائے (درمختار ج۱ ص۳۶۵) اور نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہنے کے وقت آواز بلند کرنا نہیں ہے، اس لئے عورت کی اذان و اقامت کافی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

## نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں اور ''حیی علی الصلوۃ،، اور ''حیی علی الفلاح،، کے وقت حسبِ معمول دائیں بائیں منہ بھی پھیریں۔ (خیر الفتاوٰی ج۲ ص۲۲۳) یہ ایک رائے ہے، دوسری ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس اذان میں دائیں بائیں چہرہ پھیرنا مسنون نہیں ہے۔

نومولود بچہ کے کان میں اذان کے وقت استقبال قبلہ اور ''حی علی الصلوٰۃ،

وحی علی الفلاح“ کے وقت چہرہ کا دائیں بائیں پھیرنا وغیرہ نماز کی اذان کی طرح مسنون ہیں البتہ کانوں میں انگلیوں کو دینا مسنون نہیں۔(درمختار بیروت ۴۹/۲، شامی زکریا ۵۳/۲، احسن الفتاوی ۲۷۶/۲) بہرحال اس بارے میں دورائے ہیں جس پر دل چاہے عمل کرلے۔

بچے کے کان میں جب اذان واقامت کہی جائے تو جہرِ مفرط (یعنی بہت زیادہ بلند آواز) کے ساتھ نہ کہی جائے بلکہ ہلکی آواز سے کہی جائے، کیونکہ جہر کا مقصد اعلان ہے اور اس اذان واقامت کا مقصد اعلان نہیں ہے۔(آدابِ اذان واقامت ص ۱۲۹)

## فون کے ذریعہ نومولود کے کان میں اذان کہنا.........

**سوال**: دواخانہ میں تولد شدہ لڑکا یا لڑکی کے کان میں اذان کے الفاظ فون کے ذریعہ بولنے سے بچہ کے کان میں اذان کہنے کا حکم ادا ہوجائے گا یا نہیں؟

**جواب**: چونکہ اصل مقصود بچہ کے کان میں اذان کی آواز کا پہنچنا ہے، اس لئے فون کے ذریعہ اذان و اقامت کا کہنا بھی کافی ہوجائے گا (واللہ اعلم) لیکن بہتر یہی ہے کہ بالمشافہ اذان دی جائے، کیونکہ کان میں اذان کہنے کے جو آداب فقہاء ومحدثین نے ذکر کئے ہیں وہ اسی وقت ادا ہوسکتے ہیں، علامہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نومولود کو ولادت کے وقت قبلہ رخ کرکے ہاتھوں پر رکھا جائے، اسکے دائیں کان میں اذان کہی جائے اور بائیں کان میں اقامت، نیز ”حیی علی الصلاۃ“ میں دائیں جانب اور ”حیی علی الفلاح“ میں بائیں جانب رخ کیا جائے۔ ظاہر ہے یہ آداب فون پر ادا نہیں ہو سکتے۔(کتاب الفتاوی دوسرا حصہ ۱۵۵)

## اذان اور اقامت کے ساتھ بچہ کے کان میں تعوذ پڑھنا

مستحب ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ کے کان میں شیطان سے حفاظت کی دعا پر مشتمل یہ آیت بھی پڑھی جائے ”إنی أعیذها بک وذریتها من الشیطٰن الرجیم“ (آل

عمرانؑ) میں آپ سے اس کے لئے اور اس کی نسلوں کے لئے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا (چاہتی) ہوں (مرقاۃ المفاتیح ۸۲/۸)

## حرامی بچہ کے کان میں بھی اذان کہی جائے

**سوال:** ایک صاحب نے حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ولدالزنا (حرامی بچہ) کے کان میں اذان کہنی چاہئے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا: کیوں نہیں اس کا کیا قصور ہے حدیث شریف میں ہے "الولد للفراش وللعاھر الحجر" (ملفوظات فقیہ الامت قسط سابع ص ۳۰)

## بچہ کی ولادت کے بعد دعاء

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب اپنی کتاب "تعلیم النساء" میں لکھتے ہیں کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو نہلا دُھلا کر پہلے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے، یہ سنت طریقہ ہے، اُس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بچہ اُم الصبیان کی بیماری سے بحکمِ خدا محفوظ رہے گا۔

اس کے علاوہ بچہ کے کان میں "سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد" بھی پڑھے، یہ سورت حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے کان میں پڑھی تھی (تعلیم النساء ص ۲۷۶ بحوالہ جمع الفوائد)

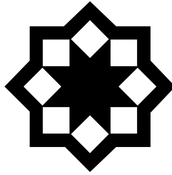
اس کے بعد یہ دعا پڑھے "انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطٰن الرجیم" (حوالہ بالا بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوۃ)

**ترجمہ:** میں اس کو اور اس کی اولاد کو (جب بھی ہو) آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔

**نوٹ:** حضور ﷺ نے مکتوبہ نماز کے لئے اذان دی ہے یا نہیں، اس میں تو علماء کے

درمیان اختلاف ہے۔البتہ علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بچوں کے کان میں تو اذان بہت مرتبہ دی ہے۔(دروس مظفری جلد ثانی ص۵۰۲)

بچے کے کان میں جب اذان پڑھے تو اذان فجر پڑھنی چاہئے۔عموماً اس موقع پر فجر کی نماز والی اذان نہیں پڑھی جاتی اس کا خوب خیال رکھا جائے۔علماء نے اذان فجر کو اذان کامل لکھا ہے۔مرتب



# تحنیک

## ''تحنیک،،ایک امر ضروری

حضرت مولانا مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان اور اقامت سے فارغ ہوتے ہی تحنیک کا معاملہ کیا جائے۔

(تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں ص ۷۶)

## ''تحنیک،،کا مفہوم

تحنیک اس کو کہتے ہیں کہ کوئی کھجور یا چھوارا (یہ نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز) چبایا جائے اور باریک چبایا جائے پھر اس میں سے تھوڑا سا اپنی انگلی میں لے کر اس بچے کا منہ کھول کر اس کے تالو میں اور اس کے منہ میں چاروں طرف مَل دیا جائے۔

(حوالا بالا ص ۷۶)

## تحنیک کا دنیاوی فائدہ

اس میں دنیاوی فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب میٹھی چیز اس کے منہ میں جائے گی تو وہ منہ چلائے گا اس سے اس کے دماغ کے تمام عضلات اور جسم کے تمام اعصاب سب کے سب بیدار ہو جائیں گے اور متحرک ہوکر کام کرنے لگیں گے، نیز بچے کے اندر چوسنے کی صلاحیت پیدا ہوگی جس سے ماں کا دودھ آسانی سے پی سکے گا۔دین کی ہر بات میں فوائد ہی فوائد ہیں، ہم ہی نہ کریں تو ہمارا قصور ہے۔(اصلاحی بیانات ج ۳)

حضرت مولانا مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحنیک کا سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ سب سے پہلی غذا ہے اس دنیا میں آنے کے بعد جو اس بچہ کے منہ میں جا رہی ہے، جب وہ اس کے تالو میں اور اس کے منہ میں چاروں طرف لگا دی گئی تو اب وہ اپنا منہ چلائے گا، زبان چلائے گا اور چٹخارے بھی لے گا اس سے وہ عضلات اور وہ رگیں اور وہ اعصاب جو منہ کے اندر ہیں اور زبان کے اندر ہیں حرکت

کریں گے اوراس کے اندر دودھ چوسنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔
(تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں ص ۷۶)

طبی اعتبار سے بھی تحنیک ایک فائدہ مند عمل ہے۔ کیونکہ بچہ جب اس دنیا میں نیا نیا آتا ہے تو اس کا منہ پیدائشی بند ہونے کی وجہ سے ابھی کھلنے کا عادی نہیں ہوتا۔ تحنیک کے عمل سے جبڑے کھل جاتے ہیں۔ اور منہ ماں کا دودھ لینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ اسکے علاوہ کھجور کا رس بدن کے لئے قوت بخش بھی ہے۔
(پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص ۱۸۔۱۹)

## نومولود بچے کی تحنیک کرنا مستحب ہے

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ جب میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

## کھجور سے تحنیک کرنے کی حکمت

امام نووی رحمہ اللہ نے بچہ کی ولادت کے وقت کھجور سے تحنیک کرنے پر علماء کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۴)

کھجور سے تحنیک کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں بچہ کے ایمان کی نیک فالی ہے کیونکہ کھجور وہ درخت ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے مومن سے تشبیہ دی ہے خاص طور پر جب کہ تحنیک کرنے والا عالم متقی اور نیک صالح ہو۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۵۸۸)

تحنیک کے لئے سب سے بہتر شے کھجور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے تحنیک کے لئے کھجور ہی کو استعمال فرمایا اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر شہد اور اگر وہ بھی نہ ہو تو پھر کسی بھی میٹھی چیز سے تحنیک کی جائے بہتر یہ ہے کہ وہ چیز آگ پر پکی ہوئی نہ ہو۔
(فتح الربانی ج ۳ ص ۱۳۳)

## تحنیک اُن سنتوں میں سے ہے جن کا رواج بہت ہی.......

تحنیک کے متعلق حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں اذان اور اقامت کہنے کا تو رواج ہے لیکن یہ تحنیک جو سنت ہے اس کا رواج نہیں ہے (یہی بات حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے بھی لکھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہ (تحنیک) اُن سنتوں میں سے ہے جن کا رواج بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ (معارف الحدیث ج۶ ص۲۲) اور حضرت مولانا مفتی سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحنیک ہمارے یہاں رائج نہیں ہے اسکی طرف توجہ نہیں ہے بہت سوں کو معلوم بھی نہیں ہے، (تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں ص ۷۶)

## تحنیک کے لئے کسی بڑے بزرگ کا ہونا........

پھر اس کے لئے کسی بڑے بزرگ کا ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ گھر میں یا قرب وجوار میں یا مسجد میں کوئی نیک صالح متقی پرہیزگار انسان ہو اس سے یہ تحنیک کرالی جائے اور گھر کی نیک خاتون سے بھی یہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ جس طرح اذان اور اقامت کے کلمات سے اس کے اندر اللہ تعالی کی عظمت، ایمان کی مضبوطی اور آخرت کی فکر پیوست کی گئی ہے اسی طریقے سے اگر کسی بزرگ سے تحنیک کرائی جائے تو اس بزرگ کے اثرات اور ان کی برکات تحنیک کے ذریعے بچے کے پیٹ میں منتقل ہو جاتی ہیں۔

## تحنیک کا مقصد برکت کا حصول ہے

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کے بعد کوئی بزرگ اور صالح آدمی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کا لعاب بچہ کے منہ میں اس طرح لگا دے کہ ایک خفیف حرکت کے ذریعہ منھ کے اندرونی حصہ میں دائیں اور

بائیں جانب لگ جائے۔اس کا مقصد برکت کا حصول ہے،انسان یا کسی بھی مخلوق کے جسم کے اجزاء اور لعاب جس طرح اپنے طبی اثرات رکھتے ہیں اور جسمانی صحت اور بیماری کا ذریعہ بنتے ہیں اسی طرح اس کے اخلاقی اثرات بھی ہوتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ انسان نے ان جانوروں کے گوشت کھانے کوممنوع اور لعاب کو ناپاک قرار دیا ہے جن میں فطری طور پر درندگی اور خساست ہے مثلاً شیر،بھیڑ یئے اور سور وغیرہ۔اس طرح عین ممکن ہے کہ بزرگ وصالح اشخاص سے تحنیک کرانے سے بچہ میں حسن اخلاق اور دینداری پیدا ہو۔(حلال وحرام ص ۴۴۵)

## تحنیک کا دوسرا طریقہ

بعض بزرگوں نے یہ طریقہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کے پاس کسی بزرگ کا کپڑا ہو جیسے رومال یا اس کے مستعمل کپڑے تو اس سے چھوٹا سا کرتا سِلوا لیا جائے اور سب سے پہلے اس کو یہ پہنا دیا جائے تا کہ اس بزرگ کے لباس میں جو برکات ہیں اس سے اس بچے کے اندر اس بزرگ کے اثرات بھی آجائیں گے۔

(اصلاحی بیانات ج ۳ ص ۱۶۹،۱۷۰ بتغیر)

# بچوں کے نا م کیسے رکھے جائیں اس کے متعلق کچھ ضروری باتیں

## نام سے انسان کی شناخت متعلق ہے اس لئے........

نام سے انسان کی شناخت اور پہچان متعلق ہے، اس لئے نام بہتر رکھنے چاہئیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے والد کے نام سے پکارے جاؤ گے، اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔

بچے کے نام رکھنے میں کوشش کی جائے کہ اگر لڑکا ہے تو انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے، یا اللہ تعالی کے جو صفاتی نام ہیں وہ سب سے بہتر ہیں ان میں سے رکھا جائے، یا صحابہ کرام کے ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے، یا بزرگانِ دین میں سے کسی کا نام رکھا جائے۔

بچی ہے تو پچھلی امتوں میں جتنی نیک عورتیں گزری ہیں ان کے ناموں میں سے نام رکھا جائے، یا ازواجِ مطہرات کے ناموں میں سے یا صحابیات کے ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے۔

## ساتویں روز نام رکھنے کی وجہ.........

اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں دن بچہ کا نام رکھا جائے۔ (حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ ساتویں روز نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ نام رکھنے میں بھی مہلت چاہئے۔ تاکہ خوب غور وفکر کے بعد اچھا نام رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ عجلت کی وجہ سے کوئی خراب نام مقرر کردیں۔ (المصالح العقلیۃ ج۲ص۲۴۸) ویسے نام ساتویں دن سے پہلے بھی رکھ سکتے ہیں، ہاں! اگر پہلے نام نہ رکھا گیا ہو تو ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ نام بھی رکھ دیا جائے۔ حضرت سمرۃؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض میں رہن ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر حلق کروایا جائے۔ (بیہقی ج۲ص۱۸۰)

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے بعد بچے کا اچھا نام رکھا جائے اور برے نام سے احتراز کیا جائے۔

## اچھے نام رکھنے کی تاکید

حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم اپنے ناموں سے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو تم اپنے اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

## نبی ﷺ کے نام پر نام رکھنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میرے نام پر اپنا نام رکھ سکتے ہو۔ (بخاری ومسلم)

**فائدہ:** محمد نام رکھ کر اس کا احترام کرنا چاہیئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ محمد نام رکھنا یہ حضور ﷺ سے محبت کی علامت ہے۔ صرف ''محمد'' بھی نام رکھا جا سکتا ہے یا اپنے نام کے شروع یا آخر میں ''محمد''، یا ''احمد''، بھی لگایا جا سکتا ہے۔

## چند اچھے نام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں وہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن (جیسے نام) ہیں (جن میں بندے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو) (مسلم شریف)

حضرت ابووہب جشمیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء (علیہم السلام) کے ناموں پر (اپنے) نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث (کمائی کرنے والا) اور ھمّام (فکر والا) ہے (کیونکہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو کمائی نہ کرتا ہو اور جس کو فکر لاحق نہ ہو)۔ (ابوداؤد)

حضرت ابومحمد بن حزم فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اچھے نام رکھنا پسندیدہ عمل ہے۔اورسب سے اچھے نام وہ ہیں کہ جن کے ساتھ اللہ تعالی کے نام کو جوڑ کر نام بنایا جائے جیسے عبداللہ،عبدالرحمٰن،عبدالرحیم وغیرہ اسی طرح سب سے پسندیدہ نام انبیاء علیہم السلام کے نام ہیں۔

## جس نام میں غیراللہ کی عبدیت معلوم ہوتی ہو وہ حرام ہے

جونام ایسے ہو کہ جس میں غیراللہ کی عبدیت معلوم ہوتی ہو وہ حرام ہے جیسے عبد العزی،عبدحسین،عبدعامر،عبدعلی،عبدمصطفیٰ۔وغیرذالک۔

## کچھ نام ایسے ہیں جن کا نام رکھنا جائز تو ہے مگر......

اسی طرح کچھ نام ایسے ہیں جن کا نام رکھنا جائز تو ہے مگر مناسب نہیں ہے،اسی میں ایک نام ہے ''پرویز،،اس نام کے متعلق حضرت مولانا سحبان محمودؒ فرماتے ہیں کہ ہم پرویز نام رکھتے ہیں پرویز کا نام رکھنا جائز تو ہے،ناجائز کی بات نہیں کررہا ہوں لیکن اثر بتا رہا ہوں اس کا،ایران میں ایک بادشاہ گذرا ہے پرویز نام کا پرویز ایران کا بادشاہ تھا کہ جس نے حضور ﷺ کے دعوت اسلام کے نامہ مبارک کو اور خط مبارک کو چاک کرکے پھینک دیا تھا۔(تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں ص۸۰)

## برے نام

حضرت ابو وہب جشمیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالی کے نزدیک) سب سے برے نام حَرب (جنگ) اور مُرّہ (کڑوا جیسے نام) ہیں (کیونکہ جنگ میں قتل اور خونریزی ہوتی ہے اور کڑوی چیز طبیعت کو ناپسند ہوتی ہے)۔

## اگر کسی کا نام برا رکھ دیا گیا ہو تو اس کو بدل..........

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک بیٹی کا نام

عاصیہ (نافرمان) تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدل کر جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔ (مسلم شریف)

**فائدہ**: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انسان کا کوئی غیر مناسب یا برے معنوں والا نام بچپن میں رکھ دیا گیا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنا نام تبدیل کر لے۔

## ایسے نام رکھنے سے بچنا چاہئے جس سے......

حضرت سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بچے کا نام نہ تو ''آسانی،، رکھو اور نہ ''نفع،، رکھو اور نہ ''کامیاب،، رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ (کبھی) تم پوچھو کہ کیا وہ (یعنی آسانی یا نفع یا کامیاب نامی شخص) وہاں ہے اور وہ وہاں نہ ہو تو جواب دینے والا یوں کہے گا کہ (یہاں نفع آسانی وغیرہ) نہیں ہے (اور اس طرح سے غیر مناسب جملہ بولا جائے گا)۔ (مسلم شریف)

حضرت زینب بنت ابی سلمہ ؓ کہتے ہیں (جو حضرت ام سلمہ ؓ کے نبی سے نکاح کی وجہ سے آپ کی پرورش میں آ گئی تھی اور اس وقت چھوٹی بچی تھی وہ) کہتی ہیں میرا نام برّہ (یعنی بڑی نیک) رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خود اپنے آپ کو پاک (اور نیک) نہ کہو تم میں جو نیک ہیں اللہ تعالی ان کو خوب جانتے ہیں (لہذا) ان کا نام زینب رکھ دو۔ آپ ان کو پیار سے ارے زوینب ارے زوینب کہتے تھے۔ (مسلم شریف)

## آج ہم نام کے سلسلے میں یہ چاہتے ہیں کہ ایسا نام رکھا جائے جو کسی کا نہ.....

حضرت مولانا سحبان محمود ؒ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کے نام کے سلسلے میں یہ چاہتے ہیں کہ نیا نام ہو ایسا نام کسی کا نہ گزرا ہو ہمیں وہ نام رکھنا چاہئے حالانکہ یہ اسلامی تصور نہیں، بچے کا نام ایسا رکھنا چاہئے کہ جس نام کو سن کر اور اس کے معنی سمجھ کر آدمی کو خوشی ہو کہ یہ اچھا نام ہے، ایسا نام نہ رکھنا چاہئے کہ جس سے اس کی شخصیت مجروح ہوتی ہو، اس کا مذاق اڑایا جائے۔ (تربیت اولاد قرآن وسنت کی روشنی میں)

## کچھ لوگ بالکل مہمل نام رکھتے ہیں

حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں جانا ہوا وہاں ایک بچی سے کسی شخص نے کہا ''بس کرالہی،، لوٹے میں پانی لے آؤ، معلوم ہوا کہ بچی کا نام ''بس کرالہی،، ہے، بچی پیدا ہوتی چلی جارہی تھی ایک دو تین چار ہوگئی، جب یہ پیدا ہوئی تو اس شخص نے کہا ''بس کرالہی،، بس اس کا نام ''بس کرالہی،، ہوگیا۔

اور فرمایا کہ ایک بچی کا نام معلوم ہوا کہ ''طیراً ابابیل،، ہے، میں نے کہا اللہ تعالی خیر کرے اس کے شوہر کے حال پر رحم فرمائے اللہ جانے شوہر کے سر پر کتنے پتھر برسائے گی ''ترمیھم بحجارۃ من سجیل،،

اسی مجلس میں ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے پوچھا حضرت! ناموں کا بھی آدمیوں پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں! کچھ تو ہوتا ہی ہے۔

(ملفوظات فقیہ الامت ج ۲ قسط ۱۰ ص ۷۰)

## نام کا بھی اثر پڑتا ہے

علماء نے لکھا ہے کہ نام کا بھی اثر پڑتا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) جب حضرت حسینؓ کربلا کی سرزمین پر اترے تو پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے۔ بتایا گیا کربلا۔ فرمایا کہ کرب و بلا (تکلیف اور مصیبت) اور ایسا ہی ہوا وہ جگہ غم و مصیبت کی بن گئی۔

(۲) جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ رضاعت کی طلب میں حضور ﷺ کے دادا کے پاس آئیں تو ان سے حضرت عبدالمطلب نے پوچھا کیا نام ہے؟ کہا حلیمہ۔ پوچھا کہاں سے ہو؟ کہا بنی سعد سے۔ تو خوش ہو کر فرمایا واہ واہ سعد و حلم (نیک بختی اور بردباری) ان دونوں خصلتوں میں زمانے بھر کی بھلائی ہے۔ (تحفۂ والدین ص ۸۴)

(۳) حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا۔

تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا۔ جمرہ (چنگاری)

دریافت فرمایا کس کے بیٹے ہو؟ اس نے کہا۔ شہاب (آگ کا ستارہ کا) بیٹا ہوں۔

دریافت فرمایا کس قبیلے سے ہو؟ اس نے کہا۔ حرقہ (آگ جلانے والا) سے

دریافت فرمایا کس علاقے میں رہتے ہو؟ اس نے کہا۔ (حامیہ (بھڑکتی ہوئی آگ) میں۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جاؤ اپنے خاندان و قبیلے کے لوگوں کو دیکھو کہ وہ سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے ہیں۔ جب اس شخص نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی پایا۔ (تربیت اولاد)

(۴) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ میں ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں آتا تھا وہ اپنے کسی بچے کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ وہ بیمار بہت رہتا ہے، علاج کروا کر تھک گئے ہیں مگر ٹھیک ہی نہیں ہوتا۔ ایک دن حضرت نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ کہا کہ اس کا نام ہے ''سقیم،، اور اس کا معنی ہے ''بیمار،، حضرت نے فرمایا کہ نام ہی ایسا ہے تو ٹھیک کیسے ہوگا؟ پھر حضرت نے ''سقیم،، ہٹا کر ''سلیم،، نام رکھ دیا، اور سلیم کے معنی تندرست کے ہیں، چنانچہ نام بدلتے ہی بچہ تندرست ہوگیا اور ساری بیماری زائل ہوگئی۔ تو جس نام کے معنی اچھے ہوں گے اسکے اثرات بھی بچے کے اندر اچھے ہوں گے، اور جس نام کے معنی برے ہوں گے اس کے اثرات بھی بچے کے اندر برے ہوں گے۔ جیسے ہم ''فرعون،، ہامان، شیطان وغیرہ ناموں کے رکھنے کو برا سمجھتے ہیں ایسے ہی وہ نام جن کے معنی برے ہیں ان سے بھی ہمیں بچنا چاہئے۔

(۵) حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ایک صاحب حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت! میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہےاور میں اس کا نام ''الحمدللہ خان'' رکھنا چاہتا ہوں، میرے ایک لڑکے کا نام ''ماشاءاللہ خان'' ہے، ایک لڑکے کا نام ''سبحان اللہ خان'' ہے لہٰذا اس کا نام ''الحمدللہ خان'' رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے منع فرمایا مگر اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ خیر جب وہ چلا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اسکے سب بچے مرجائیں گے، کوئی زندہ نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو خادموں نے پوچھا حضرت! یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا، تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن کریم میں کیا ہے''وآخر دعوٰھم ان الحمدلله رب العٰلمین،، کہ حمد تو سب سے آخر میں ہوتی ہے اس وجہ سے یہ حکم ہے کہ ہر اچھے کام کے اختتام پر اللہ تعالی کی حمد وثنا کرنا مستحسن ہے۔ (اکابر دیوبند کے ایمان وافروز واقعات ص۲۳۳،۲۳۴)

ابوالفتح ابن جنی فرماتے ہیں میں بہت عرصہ سے اس بات کا تجربہ کررہا ہوں کہ بعض اوقات کسی نام کا معنی مجھے معلوم نہیں ہوتا تو پھر میں اس شخص کے حالات دیکھتا ہوں تو نام کا معنی معلوم ہوجاتا ہے۔ لکھا ہے کہ اچھے نام اچھے اخلاق اور اچھے اعمال وافعال کا سبب بنا کرتے ہیں۔ اور برے نام برے اخلاق اور برے اعمال وافعال کا۔ تو ناموں کا عکس شخصیت میں نظر آتا ہے اسی لئے حکم دیا''فاحسنوا اسمائکم،، اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

## موجودہ سائنس دانوں نے بھی انسان پر نام کے....

موجودہ سائنس دانوں نے بھی انسان پر نام کے اثر کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ حکیم محمود طارق چغتائی لکھتے ہیں:

پیراسائیکالوجی کے ماہر پروفیسر پریری ماسٹر نے اپنی حالیہ تحقیق میں انکشاف

کیا ہے کہ نام زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں حتیٰ کہ نام کے الفاظ کا ترجمہ بھی اپنے فوائد اور ثمرات بدل دیتا ہے، پروفیسر کے بیان کے مطابق میں نے ''رحیم،، اور ''پرویز،، کا موازنہ کیا تو ''رحیم،، سے سبز اور سفید روشنی نکلتی ہوئی نظر آئی اور ''پرویز،، سے سیاہ اور نسواری رنگ کی روشنی مترشح ہو رہی تھی۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس)

## ناموں میں اختصار کا غلط استعمال

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو لفظ ''عبـــــد،، کے ساتھ استعمال کیا جائے ان ناموں کا بغیر ''عبد،، کے رکھنا یا پکارنا شرعاً ناجائز ہے مثلاً عبدالصمد کو صرف ''صمد،، کہنا یا صرف ''رزّاق،، ''خالق،، وغیرہ کہنا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کو بھی بغیر ''عبد،، کے استعمال کرنا درست نہیں۔

البتہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے بعض نام ایسے بھی ہیں کہ جن کا اطلاق مخلوق پر بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً واجد، ناصر، رحیم وغیرہ تو ان ناموں کو بغیر لفظ ''عبد،، کے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

## ایک سے زائد نام رکھنا

نام رکھنے کا شریعت نے اس لئے حکم دیا کہ اس سے انسان کو پہچانا جائے اور دوسرں سے انسان ممتاز ہو جائے چونکہ یہ مقصد صرف ایک نام رکھنے سے پورا ہو جاتا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ انسان ایک ہی نام رکھے۔ لیکن اجازت اس بات کی بھی ہے کہ کوئی انسان اپنے ایک سے زائد نام رکھے۔ یہ دوسرا نام کنیت اور لقب کے طور پر رکھ سکتا ہے۔

## نام رکھنے میں احتیاط

آج کل ایسے بے معنیٰ نام رکھے جاتے ہیں کہ ان میں نام ہونے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی، یا پھر فلمی اداکاروں اور ٹی وی اداکاروں کے نام رکھے جاتے ہیں، یا

پھر اللہ تعالی بچائے ملحدوں، کافروں کے نام رکھے جاتے ہیں،خوب سمجھ لو، جیسا نام رکھوگے بچے کے اندر ویسے ہی اثرات آئیں گے،مسلمان کو دین اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں آتے ہی بچے کے ساتھ وہ عمل کرو کہ اس میں نیکی کے جذبات پرورش پائیں۔

## بچوں کے نام رکھنے کا صحیح طریقہ

**سوال** : مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملا کر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک درست ہے۔ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے قرآن وسنت کی رو سے بتائیں؟

**جواب**: قرآن وسنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں لہذا یہ طریقہ غلط ہے نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسماء حسنی اور نبی اکرم ﷺ کے اسماء حسنی کی طرف نسبت کر کے نام رکھے جائیں اسی طرح صحابہ کرامؓ اور بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔ (فتاوی برائے خواتین جلد دوم ص۵۹۴)

## بچوں کے نام کیا تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جا سکتے.......

**سوال**: کیا بچوں کے نام تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں عدد وغیرہ ملا کر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں اسلام کی رو سے جواب بتائیے؟

**جواب**: عدد ملا کر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی ومفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے۔ البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سن پیدائش محفوظ ہو جائے صحیح ہے۔ (فتاوی برائے خواتین جلد دوم ص۵۹۶)

## ناموں کے انتخاب کے سلسلہ میں چند اہم اصول

خلاصہ یہ کہ ناموں کے انتخاب کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اصول ذہن نشیں رہنے چاہئیں:

(۱) بچوں کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمٰن رکھنا چاہئے، اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے ان دونوں ناموں کو کافی پسند فرمایا ہے (سنن ابی داود حدیث نمبر ۴۹۴۹)

چنانچہ اسی فرمان رسالت کے پیش نظر صحابہ کرام کی جماعت میں تقریباً تین سو افراد کا نام ''عبداللہ،، تھا۔

خود نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ''عبداللہ،، رکھا تھا۔

(۲) نومولود کا نام اللہ تعالی کے اسماء حسنی کے ساتھ ''عبد،، لگا کر رکھنا چاہئے جیسے عبدالحکیم عبدالودود وغیرہ

(۳) صفحہ ہستی پر آنے والے لوگوں میں سب سے اہم اور مبارک ذات انبیاء اور رسولوں کی ہے لہذا انبیاء اور رسولوں کے کے ناموں کے مطابق بھی نام رکھنا باعث خیر ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اپنا نام انبیاء کے ناموں پر رکھو اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں اور سب سے سچا نام حارث (کسان) و ہمام (بہادر سخی) ہے۔ (سنن ابی داود حدیث نمبر ۴۹۵۰)

خود نبی کریم ﷺ نے بعض بچوں کا نام انبیاء کے نام پر رکھا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے: حضرت ابوموسیؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک فرمائی۔ (مسلم حدیث نمبر ۵۶۱۵)

(۴) اسی طرح صحابہ تابعین اور بزرگان دین کے ناموں جیسا نام رکھنا بہتر ہے، کیوں کہ یہ حضرات اللہ تعالی کے مقرب بندوں میں سے ہیں اوران لوگوں میں سے ہیں جن پراللہ تعالی کی مخصوص نعمت ورحمت ہمہ دم برستی ہے، اللہ تعالی نے خود ہی اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایاہے۔قرآن مجید میں ہے:

ومن یطع الله والرسول فاولئک مع الذین ا نعم الله علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (نساء،٦٩)

ناموں کے انتخاب میں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہیئے کہ ایسا نام رکھا جائے جوشرعاً جائز ہواوراسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔

## غیراسلامی نام سے متعلق چند بنیادی اصول

(۱) ایسے تمام نام جن میں اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی چیزوں کوہی خدا کا درجہ دے دیا گیا ہو جیسے عبدالشّمس (سورج کا بندہ) عبدالبشر (انسان کا بندہ) وغیرہ اس طرح کے تمام نام باتفاق حرام ہیں، کیوں کہ ان ناموں میں غیراللہ کوخدا کا درجہ دے دیا گیا ہے، جب کہ اللہ تعالی ہی تنہا پرستش کے لائق ہے دوسری کوئی بھی مخلوق اس لائق نہیں کہ اس کی پرستش یا عبادت کی جائے۔

(۲) اللہ تعالی کے پاک ناموں کو بغیرکسی نسبت کے رکھنا جیسے کریم، خالق، رحمٰن، باری وغیرہ اس طرح نام رکھنا بھی درست نہیں ہے ان ناموں کے ساتھ اس کے آگے ''عبد'' لگا کرنام رکھے جائے۔

(۳) ایسے تمام نام جو دوسری قوموں کے لئے مخصوص ہوں اور وہی ان ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہوں، ایسے تمام نام غیرمسلموں سے مماثلت وتشبہ کی وجہ سے حمیت اسلامی کے خلاف ہیں اوریقیناً ناپسندیدہ ہیں۔

(۴) وہ تمام نام جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو اور جن سے تکبر کی بو آتی ہو۔
(۵) جنات وشیاطین کے ناموں جیسا نام رکھنا کیوں کہ زندگی پر ناموں کے اثرات کا پڑنا ایک مسلمہ حقیقت ہے، اس لئے اس طرح کے ناموں سے احتراز ضروری ہے، علامہ ابن قیمؒ نے تحفۃ المولود باحکام المولود ص۱۱۴ پر حرام ناموں میں اسے بھی شمار کیا ہے۔

## نبی کے نام کی نذر ماننے کا حکم

**سوال** : میرے شوہر نے یہ نذر مانی کہ میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام آپ کے اسماء گرامی سے رکھوں گا اب ہم اپنے بچے کا نام احمد اللہ، یا محمد اللہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

**جواب**: یہ نذر منعقد نہیں ہوئی لہذا اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے نام رکھ لے مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہو۔ (یعنی اصولاً یہ نذر منعقد نہیں ہوئی)

(فتاوی برائے خواتین ج۲ص۳۲۳)

## بچوں کی کنیت بھی رکھی جاسکتی ہے

لغت میں کنیت سے مراد وہ نام ہے جو کسی کی تعظیم یا علامت کے لئے بولا جائے، مگر اصطلاح میں کنیت سے مراد وہ نام ہے جو باپ، ماں، یا بیٹے کی طرف نسبت کر کے بولا جائے جیسے اگر کسی کے باپ کا نام عبداللہ ہو اور وہ خود کو بن عبداللہ کہے تو یہ اس کی کنیت ہوگئی، ایسا ہی اگر کسی کے بیٹے یا بیٹی کا نام حامد، حامدہ ہو اور وہ خود کو ابو حامد، یا ابو حامدہ کہے تو یہ اس کی کنیت ہوگی، اسی طرح اگر کسی کے بیٹی کا نام عائشہ ہو اور ماں ام عائشہ کہے تو یہ اس کی کنیت ہوگی۔

عربوں میں کنیت رکھنے کا بہت زیادہ رواج تھا اور نومولود کی بھی کنیت رکھی جاتی تھی چنانچہ نبی کی موجودگی میں ہی حضرت انسؓ کے ایک چھوٹے بھائی کی کنیت ''ابو عمیر،، تھی جو بالکل کم سن تھے اور گڑیوں اور پرندوں سے کھیلا کرتے، آپ جب بھی ان

کے پاس تشریف لاتے تو آپ ان سے مزاح کرتے اور فرماتے ''یا ابا عمیر ما فعل النغیر، ،(بخاری حدیث نمبر۶۲۰۳) نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اس طرح کا نام رکھنا اس بات کی صراحتاً دلیل ہے کہ بچوں کی کنیت بھی رکھی جاسکتی ہے،(بچے حقوق واحکام ص۶۶،۶۷)

**اہم بات:** سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ والدین بچے کے ایک ہی نام پر متفق ہو جائیں لیکن دونوں میں اگر اس بارے میں اختلاف ہو جائے اور دونوں الگ الگ نام پسند کریں تو اس صورت میں یہ والد کا حق ہے کہ وہ بچے کا نام رکھے۔

(تحفۂ والدین ص۸۹)

# بچے کے سر کے بال اتروانا اور اس کے وزن کے برابر صدقہ کرنا

## پیدائشی بال اتار دینا سنت ہے

پیدائش کے بعد بچے کو جو نہلایا جاتا ہے اس نہلانے سے اس کے بال بھی پاک ہو جاتے ہیں البتہ پیدائشی بال اتار دینا سنت ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۷ص ۱۳۹ بتغیر)

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن بچے کے سر کے بال کٹوائے جائیں اوران بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔

## بچہ اور بچی دونوں کے سر کے بال مونڈے جانے چاہئیں

مسئلہ کے رو سے بچہ اور بچی دونوں کے سر کے بال مونڈے جانے چاہئیں اور ہر ایک کے سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بچہ اور بچی دونوں خدا تعالی کی نعمت ہیں۔ (پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص ۱۹)

## سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی وجہ

جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو حکم دیا کہ سر کے بال کٹوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ (بیہقی ج ۹ص ۳۰۴)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چاندی خیرات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا حالت جنین سے منتقل ہو کر طفولیت کی طرف آنا (یعنی ماں کے پیٹ سے باہر آکر دودھ پینے والا بچہ ہو جانا) خدا تعالی کی نعمت ہے تو اس پر شکر کرنا واجب ہے۔ اور بہترین شکر یہ ہے کہ اس کے بدلہ میں کچھ دیا جائے۔ اور جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس کے بال جنین کا بقیہ نشان تھے۔ ان بالوں کا دور ہونا دودھ پیتے بچہ کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے۔ اس لئے واجب ہوا کہ ان کے بدلہ میں چاندی دی جائے۔

اور چاندی کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ سونا بہت گراں ہوتا ہے مالداروں

کے سوا اور کسی کو دستیاب نہیں ہوتا۔اور دوسری چیزیں بہت کم قیمت کی ہیں۔چاندی درمیانی ہے(اس لئے چاندی صدقہ کرنے کا حکم ہوا۔(تربیت اولاد ص۷۰،۷۱)

جو بال کٹوائے جائیں مستحب یہ ہے کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ذی الحجہ ۸ ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہؓ سے حضور پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو ساتویں دن رسول اللہ ﷺ نے ان کا عقیقہ فرمایا اور بال کٹوا کر دفنا دیئے۔(الاستیعاب ج۱ص۲۳)

## سر کے بال منڈوانے کا فائدہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ساتویں دن مستحب یہ ہے کہ بچہ ہو یا بچی استرے سے اسکے سر کے بال منڈوا دیئے جائیں۔اس کا دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ اس کے سر کے سارے مسامات کھل جائیں گے اور اس کا دماغ صحیح کام کرنے لگے گا اور اسکے بالوں کے ہم وزن چاندی یا چاندی کی قیمت خیرات کر دینا بھی مستحب ہے۔

ہمارے دین اسلام میں بچہ کی کیسی عمدہ تربیت ہو رہی ہے کہ ایک طرف عقیقہ ہو رہا ہے تو اس میں بھی صدقہ دیا جا رہا ہے ،عزیز و اقارب کو بھی کھلایا جا رہا ہے، پڑوسیوں کو بھی دیا جا رہا ہے،غریبوں کو بھی کھلایا جا رہا ہے، جب سب کھائیں گے تو سب خوش ہوں گے،خوشی میں دل سے دعائیں نکلیں گی اور پھر صدقہ بذاتِ خود اجر وثواب کا باعث ہے۔اور دوسری طرف سر منڈوایا جا رہا ہے تا کہ اس کے دماغ کی تمام صلاحیتیں کارآمد ہوں اور دماغ صحیح کام کرنے لگے۔

## حکمت کی بات

اسکے بعد اگر تھوڑی سی زعفران میسر ہو تو پانی میں گھول کر سر منڈوانے کے بعد

اس کے سر پر مل دی جائے۔ طبّی لحاظ سے زعفران گرم اور خشک ہوتی ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک تو طاقت پہنچائے گی اور دوسرے گرد وپیش کا موسم اس کے سر اور دماغ پر اثر انداز نہیں ہوگا، اس سے انشاء اللہ نزلہ وغیرہ بھی نہیں ہوگا۔ (اصلاحی بیانات ج ۳)

اس میں ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بچے کے پیدائشی بال مادر شکم میں آلائش وغیرہ کے ساتھ گندے ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان گندے بالوں کو دور کر کے صفائی ستھرائی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ پیدائشی بال انتہائی کمزور ہوتے ہیں جس کے دور کرنے سے نسبتاً طاقتور بال اگتے ہیں۔ (پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص ۲۰)

## کٹے ہوئے بالوں کو زمین میں دفن کرنا مستحب ہے

حضرت ابراہیمؓ آپ کی آخری اولاد ہیں۔ جو ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ ۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ساتویں روز آپ نے عقیقہ کیا۔ عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کرائے سر منڈوایا گیا۔ بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی گئی اور بال زمین میں دفن کئے گئے اور ابراہیم نام رکھا۔ (شہادت حسین ص ۱۱۵)

**فائدہ:** ناخن بال اور خون آدمی کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔ یہ مستحب ہے اور ناپاک مقام میں ڈالنا یہ مکروہ ہے، (شمائل کبری ج اول ودوم ص ۳۶۸)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے ناخنوں اور بالوں کو دفن کرو تا کہ جادوگر اس سے نہ کھیلے۔ (کنز ج ۶ ص ۳۷۳)

فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۴۶ میں ہے تا کہ جادوگر اس سے نہ کھیلیں یعنی تکلیف نہ پہنچا سکے۔

## حلق سارے سر کا کروانا ضروری ہے

یاد رکھنا چاہئے کہ حلق سارے سر کا کروانا ضروری ہے یہ جائز نہیں کہ کچھ سر کے بال تو کٹوائے جائیں اور کچھ بال رہنے دیئے جائیں اس سے حدیث شریف میں منع کیا

گیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ''قزع،، سے منع فرمایا اور قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کے کچھ بال کٹوائیں جائیں اور کچھ چھوڑ دیئے جائیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۷۷، ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۲۰۱، بیہقی ج ۹ ص ۳۰۵)

اسی طرح اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدھا سر گنجا اور آدھے پر بال ہوں آج کل یہ عجیب دستور چل گیا ہے کہ بچوں کے بال اسی طریقے سے بنائے جاتے ہیں اور شریعت سے واقفیت نہ ہونے کی بنا پر ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہوتا نہ احساس۔

## قزع کے چار اقسام ہیں

**اول** : یہ کہ سر میں مختلف جگہوں سے متفرق طور پر کچھ بال چھوڑے جائیں اور کچھ کاٹے جائیں۔

**ثانی** : وسطِ سر کے بال استرے سے صاف کر دیئے جائیں اور اطراف کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔

**ثالث** : اطراف کے بالوں پر استرا پھیرا جائے اور وسط کے بال ویسے ہی چھوڑ دیئے جائیں۔

**رابع** : سامنے کے بالوں کو صاف کر دیا جائے اور پیچھے کے بال باقی رکھے جائیں۔

قزع کی یہ چار اقسام زمانۂ جاہلیت میں عروج پر تھیں جن میں سے قسم ثالث اس زمانہ میں جدید تہذیب کے طور پر مستعمل ہے۔قزع کی یہ چاروں اقسام شرعاً ممنوع ہیں۔

## بچوں کا سر منڈوانا جائز ہے

رسول کریم ﷺ نے حضرت جعفرؓ کی شہادت پر جو غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے ان کے گھر والوں کو تین دن ان کا سوگ کرنے کی اجازت دی اور اس کے بعد رونے سے منع فرما دیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے بچوں کو بلوایا جو ابھی کم عمر تھے

اور حجام کو بلا کر ان کے سر منڈوا دیئے۔ (روضۃ المتقین ج۴ص۱۴۸)

## چھوٹی لڑکی کا سر منڈانا

**سوال** : چھوٹی لڑکی کا سر منڈانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس عمر تک؟

**جواب**: اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے۔ حکم یہ ہے کہ بالغہ عورت کا سر بلا عذر نہ منڈایا جائے، اور قریب البلوغ کا بھی یہی حکم ہوگا، اسکے سوا درست ہے۔

**سوال** : لڑکیوں کا سر منڈانا کئی سال تک درست ہے؟

**جواب** : بلوغ سے پہلے بضرورت مضائقہ نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۲۳۸)

# نومولود اور عقیقه

## عقیقہ کی تعریف

بچہ کی پیدائش پر شکرانہ کے طور پر جو قربانی کی جاتی ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔
(الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۰/۲۷۶، مرقاۃ المفاتیح ۸/۴۷)

علامہ اصمعی رحمہ اللہ نے فرمایا ''عقیقہ،، لغت میں ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو اس بچہ کے سر پر ہوں جو ابھی پیدا ہوا ہو جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت اس کے سر پر جو بال ہوتے ہیں لغت کے اعتبار سے عقیقہ ان بالوں کو کہا جاتا پھر جو جانور عقیقہ کے وقت اس بچہ کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذبح کے وقت بچہ کے سر سے یہ بال اتارے جاتے ہیں لہٰذا بال اتارنے کے وقت جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس مناسبت سے یہ عمل عقیقہ کہلاتا ہے۔

## عقیقہ کرنا مستحب ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچے کا عقیقہ کرنا چاہئے پس بچے کی طرف سے جانور ذبح کرواور اس کے بال صاف کرو۔ (نسائی ج ۲ ص ۱۸۰۔ ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۰۵۶)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ (شامی ج ۶ ص ۳، فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۷)

## عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی..........

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے۔
(رواہ احمد والترمذی والنسائی فی العقیقۃ ج ۲ ص ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے عقیقہ میں مینڈھا ذبح کیا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

نسائی کی ایک روایت میں آتا ہے کہ دو مینڈھے ذبح کئے۔
(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، نسائی ج ۲ ص ۱۸۰)

## جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کے والدین اس..........

بعض علماء سے منقول ہے کہ جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کے والدین اس کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ بلوغ سے پہلے وفات پا جاتا ہے تو بچہ اپنے والدین کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرتا ہے لیکن اگر کسی بچہ کا والدین نے عقیقہ نہ کیا تو اسکے والدین اپنے بچہ کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ لہٰذا علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو اس کو چاہئے کہ خود اپنا عقیقہ کر لے۔ (فتح الربانی ج ۱۴ ص ۱۳۰)

نوٹ: اگر استطاعت نہ ہو تو عقیقہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ (اصلاحی بیانات ج ۳ ص ۱۷۳)

## عقیقہ ساتویں دن ہی ہے لیکن اگر کسی کو........

عقیقہ کا جانور ساتویں دن ذبح کیا جائے اگر کسی نے ساتویں دن عقیقہ نہ کیا تو چودھویں دن کرے اگر چودھویں دن بھی نہ کر سکا تو اکیسویں دن تو کر ہی لے۔ (تحفۂ والدین ص ۴۸)

عام اہلِ علم کا یہی قول ہے کہ عقیقہ ساتویں دن ہی ہے لیکن اگر کسی کو ساتویں دن عقیقہ میسر نہ ہو تو بعد میں بھی کر سکتا ہے لیکن وہ درجہ اور استحباب باقی نہیں رہے گا اس لئے کہ اصل مسنون اور مستحب تو ساتویں دن ہے۔

دنوں کا اعتبار کرنے کے بارے میں ائمہ نے لکھا ہے کہ بچے کی پیدائش والے دن کو چھوڑ کر سات دن شمار کئے جائیں لیکن اگر بچہ طلوعِ فجر سے پہلے پیدا ہوا ہے تو پھر اس دن کو بھی شمار کیا جائے اور ساتویں دن عقیقہ ہو لیکن یہ بات ضرور یاد رہنی چاہئے کہ یہ ساتویں دن کی قید مستحب ہے لیکن اگر کچھ آگے یا پیچھے بھی ہو جائے تو بھی گنجائش ہے اور ساتویں دن کا اعتبار جانور ذبح کرنے کے اعتبار سے ہے یعنی جانور ساتویں دن ہی ذبح

ہوضیافت کا اعتبار نہیں یعنی اگر چھٹے دن جانور ذبح کردیا اور اس کا گوشت ساتویں دن پکا کر کھلایا تو مستحب ادا نہ ہوگا لیکن اگر جانور ساتویں دن ذبح کیا اور آٹھویں دن مہمانوں کو پکا کر کھلایا تو مستحب ادا ہو گیا اس لئے کہ ذبح ساتویں دن ہی ہے پکانے کھلانے کے لئے ساتویں دن کی قید نہیں۔

## عقیقہ میں جانور کا ذبح کرنا جانور کی رقم.........

عقیقہ میں جانور کا ذبح کرنا جانور کی رقم صدقہ کردینے سے افضل ہے اگر چہ رقم جانور کی قیمت سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو صدقہ کردی جائے پھر بھی جانور کا ذبح ہی افضل ہے اس لئے کہ یہاں مقصود ذبح کرنا اور خون بہانا ہے اور صدقہ کرنے میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں اس لئے کہ ذبح کرنا یہ وہ عبادت ہے جس کو اللہ تعالی نے ایک جگہ نماز کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ ’’فصل لربک وانحر،،

**ترجمہ**: پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

نماز اور قربانی کرنا ہر ملت میں رہا ہے اور اس کے قائم مقام کوئی اور عبادت نہیں ہوسکتی۔

**نوٹ** : اسی طرح جو حاجی حج قران یا حج تمتع کرنا چاہیں اور وہ دم قران یا دم تمتع کی جگہ اس کی رقم صدقہ کردیں تو یہ اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے بدلے رقم کا صدقہ قربانی کا بدل نہیں بن سکتا لہٰذا عقیقہ کے بدلے رقم کا صدقہ عقیقہ کا بدل نہیں بن سکتا۔

## عقیقہ میں بکرا بکری کی کوئی قید نہیں جو بھی میسر ہو.......

بچے کا عقیقہ کرنا مسنون عمل ہے چاہے بچہ مذکر ہو یا مونث یہی قول جمہور اہل علم صحابہ اور تابعین کا ہے اور اسی پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم لڑکے کا عقیقہ دوبکریوں سے کریں اور لڑکی کا ایک بکری سے (ترمذی ج۱ص ۲۷۸،ابن ماجہ ج۲ص ۱۰۵۶)

**نـــوٹ**: یہ ضروری نہیں کہ لڑکے کی طرف سے بکرااورلڑکی کی طرف سے بکری ذبح کی جائے بلکہ جوبھی میسر ہو دونوں طرح اختیار ہے چاہے بکرا ہو یا بکری اسکی کوئی قید نہیں۔

دوسری بات یہ کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور اورلڑکی کی طرف سے ایک جانور کا ذبح کرنا یہ بھی اختیار ہے بہتر ہے لڑکے کے لئے دو بکرے کرے ورنہ اگر اتنی وسعت اور گنجائش نہیں تو ایک بھی کر سکتا ہے۔ابو داؤد شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کے لئے ایک بکرا بھی ذبح کیا۔

حضور ﷺ نے حضرات حسنینؓ کا عقیقہ اور ختنہ پیدائش کے ساتویں روز ہی کرایا تھا۔(بیہقی ج۸ص۳۲۴)

## عقیقہ کی مشروعیت کی حکمت

عقیقہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ حلال اور مباح کو علانیہ کیا جانا چاہئے اوراس کا پوری طرح اظہار واعلان ہوجانا چاہئے ،نکاح حلال ہے اوراس کے ذریعہ ایک مردوزن کا علاقۂ باہمی پاکبازی پر مبنی ہے،اس لئے ولیمہ کے ذریعہ اس کی تشہیر کی گئی اسی طرح ایک جائز رشتہ کے ذریعہ جب بچہ کی تولید ہوتو اس کے نسب کو بھی معروف کیا جانا چاہئے تاکہ عام لوگ بھی اس سے مطلع ہوسکیں غالباً اس مقصد کے لئے شریعت نے ''عقیقہ'' کی سنت رکھی ہے۔(حلال وحرام ص ۴۵۰)

عقیقہ کے جانور کی رقم صدقہ کرنے سے عقیقہ کی سنت ادا نہیں ہوگی۔

## کیا بچی کے عقیقے کے لئے خریدی جانے والی بکری کی رقم اگر.......

**سوال**: کیا بچی کے عقیقے کے لئے خریدی جانے والی بکری کی رقم اگر کسی ضرورت مند

اور غریب رشتہ دار کو دیدی جائے تو عقیقے کی سنت پوری ہو جائے گی؟

**جواب:** اس سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ البتہ صدقہ اور صلہ رحمی کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ (حوالا بالا ص ۲۲۵)

## رات میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو دنوں کا حساب کب سے لگے گا؟

اگر رات کے وقت بچہ کی پیدائش ہوئی تو یہ رات گذرے ہوئے دن میں شامل نہ ہوگی لہٰذا اگلے دن سے عقیقہ کے دنوں کا حساب لگایا جائے گا۔ (مثلاً بدھ کا دن گذار کر رات میں بچہ پیدا ہوا، تو عقیقہ کے دن کے لئے دنوں کی گنتی بدھ سے نہیں بلکہ جمعرات سے شروع ہوگی اور اگلے بدھ کو عقیقہ کرانا مستحب ہوگا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۷۸/۳۰)

## بچہ اسپتال میں ہو تو کیا کریں؟

اگر بچہ اسپتال میں ہو تو اس کی طرف سے گھر پر عقیقہ کر دیں، عقیقہ کے لئے بچہ کا سامنے ہونا کوئی شرط نہیں ہے اور قربانی سے پہلے یا بعد میں اسپتال ہی میں بچہ کے بال منڈوا دیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۶۱۹/۱۵)

## بچہ کی طرف سے عقیقہ کون کرے؟

اصل تو یہی ہے کہ بچہ کا والد عقیقہ کا انتظام کرے لیکن اگر نانیہال والے عقیقہ کر دیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں (حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما) کی طرف سے خود عقیقہ فرمایا۔ (اعلاء السنن ۱۱۵/۱۷)

## بچہ کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ

اگر بچہ ایک شہر میں ہو اور اس کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ کیا جائے (یا مثلاً ایک بکرا ایک جگہ اور دوسرا بکرا دوسری جگہ ذبح کرایا جائے) تو اس میں بھی کوئی حرج

نہیں ہے،اور جب عقیقہ کے بکرے ذبح ہو جائیں تو بچہ کے بال منڈ وادئے جائیں۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ۶۱۹/۱۵)

## بڑی عمر میں عقیقہ کیا تو بھی سر کے بال مونڈنے ضروری ہیں؟

اگر بڑی عمر میں عقیقہ کیا جارہا ہو تو سر کے بال منڈوانے ضروری نہیں ہیں بلکہ بڑی عمر کی لڑکی کے بال مونڈنا ناجائز ہے۔(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ۶۲۲/۱۵، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۱۱/۱۷، آپ کے مسائل اوران کاحل ۲۳۸/۴)

## مردہ پیدا ہونے والے بچے کا عقیقہ کرنا

**سوال**: کیا مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا عقیقہ کرنا ضروری ہے؟

**جواب**: مردہ پیدا ہونے والے بچے کا عقیقہ کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کا عمل سنت سے ثابت ہے۔

اگر عقیقہ سے پہلے بچہ کی وفات ہو جائے تو بعد میں اس کی طرف سے عقیقہ کا حکم نہیں ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ۶۱۶/۱۵-۶۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

## کیا دونوں بکرے ایک ساتھ ذبح کرنے ضروری ہیں؟

لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے میں دونوں بکروں کو ایک ساتھ ذبح کرنا ضروری نہیں ہے، ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ ایک بکرا آج ذبح کر دیا جائے اور دوسرا بکرا اگلے ہفتے ذبح کر دیا جائے۔(مرقاۃ المفاتیح ۸۰/۸)

## کیا عقیقہ کے بغیر بچہ کے بال نہیں اتار سکتے؟

اگر جلدی عقیقہ کرنے کا ارادہ یا گنجائش نہ ہو تو عقیقہ سے قبل بچہ/ بچی کے بال اتارنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر جلدی عقیقہ کا ارادہ ہو تو عقیقہ کے دن بال اتارنا مستحب ہوگا۔(فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ۶۲۱/۱۵)

## عقیقہ کے فوائد

عقیقے کے فوائد بہت کثیر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ قربت کا سبب ہے دنیا میں آنے کے بعد اس کا عقیقہ کرنے سے دنیا میں آتے ہی وہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوجاتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عقیقہ سے بچہ اس رہن سے آزاد ہوجاتا ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض ہوتا ہے،، (حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کے عوض بچے کے رہن ہونے کے شارحین نے کئی مطلب بیان کئے ہیں، (پھر حضرت لکھتے ہیں کہ) اس عاجز کے نزدیک دل کو زیادہ لگنے والی بات یہ ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحب استطاعت کے لئے عقیقہ کی قربانی اس کا شکرانہ اور گویا اس کا فدیہ ہے جب تک یہ شکریہ پیش نہ کیا جائے اور فدیہ ادا نہ کردیا جائے وہ باقی رہے گا اور گویا بچہ اس کے عوض رہن رہے گا۔ (معارف الحدیث ج٦ص٢٦)

تیسرا فائدہ عقیقہ بچہ کا فدیہ ہے عقیقہ کے ذریعہ بچہ کا فدیہ دے دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ مینڈھے سے دیا۔ لہٰذا عقیقہ کی قربانی اسی طرح کی جائے جیسے عیدالاضحیٰ کی قربانی کی جاتی ہے۔

## عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں ہیں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔

(۱) عقیقہ کی مصلحتوں میں سے ایک مصلحت یہ ہے کہ اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔

(۲) نیز اس میں سخاوت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ (تربیت اولاد ص٦٨)

## عقیقہ کے تین طریقے ہیں

(۱) ایک یہ کہ کچا گوشت تقسیم کردیا جائے تاکہ ہر شخص اپنی پسند اور مرضی سے گوشت پکا کر استعمال کرلے۔

(۲) دوسرا یہ کہ گوشت پکا کر تقسیم کردیا جائے تاکہ لوگ پکانے کی مشقت اور تھکاوٹ سے بچ جائیں۔

(۳) تیسرا یہ کہ کھانا پکا کر لوگوں کو بلا کر ضیافت کے طور پر ان کو کھلا دیا جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جس میں سہولت ہو اسی کو اختیار کرلے۔ سب صورتیں جائز ہیں۔ البتہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عقیقہ کا گوشت پکا کر اور بلا کر کھلایا جائے پکا کر کھانا کھلانا مستحب اور افضل ہے۔

## عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کرے

اگر کچا گوشت تقسیم کرنا ہے تو عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے گھر کے لئے رکھے، ایک حصہ اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کردے اور ایک حصہ غریبوں اور مسکینوں کو خیرات کردے۔ (اصلاحی بیانات ج۳ص۱۷۳)

## عقیقہ کے جانور کی عمر وکیفیت

عقیقہ کے جانور کے بارے میں لکھا ہے کہ نر مادہ دونوں جائز ہیں لیکن نر زیادہ بہتر ہے اور مکمل عمر کا ہو یعنی چھوٹا نہ ہو بلکہ بلوغ کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔ عقیقہ کے جانور میں وہی باتیں پائی جانی ضروری ہیں جو قربانی کے جانور کے بارے میں ضروری ہیں لہٰذا اس جانور کی عمر بھی وہی ہو جو قربانی کے جانور کی ہونی چاہئے اور وہ تمام شرائط بھی ضروری ہیں جو قربانی کے جانور کے بارے میں ہیں۔

عقیقہ بھی انہی جانوروں کا ہوسکتا ہے جو قربانی کے لئے جائز ہیں وہ جانور یہ

ہیں بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔

البتہ بکرا سب سے افضل ہے کیوں کہ احادیث میں اس کا ذکر صراحت سے فرمایا ہے اسی طرح بعض روایات میں مینڈھے کا ذکر ہے۔

## دس کلو قیمہ منگوا کر دعوت عقیقہ کرنا

**سوال**: کیا دس کلو قیمہ منگوا کر رشتہ داروں کی دعوت عقیقے یا صدقے کی نیت سے کردی جائے تو اس طرح عقیقہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟

**جواب**: نہیں۔

## بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

ایامِ قربانی میں قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے حصہ لینا بلاشبہ جائز ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۷۲، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۶/۴۱۲)

**نوٹ**: لیکن اگر وسعت ہو تو عقیقہ میں بکرے/ بکری کی قربانی ہی افضل ہے۔

(اعلاء السنن بیروت ۱۷/۱۳۰)

## بڑا جانور سات چھوٹے جانوروں کے برابر ہے

احادیث میں عام طور پر عقیقہ میں چھوٹے جانوروں کو ذبح کرنے کا بیان ہے، ہاں اگر کوئی بڑا جانور گائے بیل اونٹ وغیرہ ذبح کرنا چاہے تو شریعت کے عام اصول کے مطابق کرسکتا ہے، بڑا جانور چوں کہ سات چھوٹے جانوروں کے برابر ہوتا ہے یعنی اس میں سات حصے ہوسکتے ہیں اس لئے بڑے جانور میں سے لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکیوں کے لئے ایک ایک حصہ ذبح کرنا پڑے گا یعنی ایک بڑے جانور میں زیادہ سے زیادہ تین لڑکے اور ایک لڑکی کا عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔ (بچے۔حقوق واحکام ص ۷۶)

## غیر ایامِ قربانی میں بڑے جانور میں عقیقے کے حصے.........

ایامِ قربانی کے علاوہ دنوں میں ایک بڑے جانور میں کئی بچوں کے عقیقے کے حصے لینے میں اختلاف ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ جس طرح ایامِ قربانی میں عقیقے کے حصے لینا جائز ہے اسی طرح غیر ایامِ قربانی میں بھی درست ہے۔ (کفایت المفتی ۲۳۴/۸، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۱۰/۱۵-۶۱۲، آپ کے مسائل اوران کا حل ۲۳۳/۴، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

## عقیقہ کے ساتویں دن مستحب ہونے کی.............

عقیقہ ساتویں دن مستحب ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا معاملہ سلامتی اور عدم سلامتی کے درمیان متردد ہوتا ہے اور یقین سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ جانبِ حیات راجح ہوگی یا عدمِ بقاء سبقت کر جائے۔ یہاں تک کہ ایسی مدت نہ گزر جائے کہ جس کے بعد کچھ اسکے احوال کا مشاہدہ کر کے اسکے بارے میں کچھ امید اور فیصلہ کیا جا سکے کہ واقعی اب قابلِ حیات ہے اور اسکی سلامتی اور بقاء کی امید ہے اس بات کا مشاہدہ اور اس بارے میں کچھ فیصلہ کرنے کے لئے مدت تقریباً سات دن بنتی ہے اس لئے کہ یہ دنوں کا ایک مکمل دور اور چکر ہے جو سات دن میں مکمل ہو جاتا ہے جس کو ہفتہ بھی کہا جاتا ہے جیسا کے تعداد کے اعتبار سے ایک تیس دن کا دور ایک ماہ بعد اور ماہ کے اعتبار سے تین سو ساٹھ دن بعد بارہ ماہ کا ایک دور مکمل ہوتا ہے جس کو مہینہ اور سال کہا جاتا ہے۔

یہی وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کی تخلیق کو مکمل فرمایا سات دن کے بعد ایک فریضہ کی ادائیگی کے لئے سارے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اجتماعی طور پر بڑی جامع مسجد میں یکجا جمع ہو کر عبادت وحمد وثنا میں مشغول ہوں۔ استواء علی العرش بھی ساتویں دن ہی ہوا۔ جس کو خالق کائنات نے یوں بیان فرمایا:

”خلق السموٰت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش،،

**ترجمہ** :اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر قائم ہوا عرش پر۔

حاصل کلام یہ کہ سات دن بعد ایک ہفتہ مکمل ہوتا ہے اور یہ انسان کی عمر کا سب سے پہلا مرتبہ اور دور ہے ہفتہ مکمل ہونے کے بعد عمر مہینوں کے اعتبار سے شمار ہونا شروع ہوتی ہے پھر مہینے مکمل ہونے کے بعد سالوں کے اعتبار سے عمر کو دیکھا جاتا ہے تو چونکہ سب سے اول مرتبہ عمر وہ ہفتہ ہے جو سات دنوں پر محیط ہے گویا کہ بچے نے اپنی زندگی کا سب سے پہلا اور چھوٹا دور مکمل کرلیا اور ایک دور کی تکمیل کے بعد اب وہ دوسرے دور میں منتقل ہورہا ہے لہٰذا ساتویں دن کے شروع ہونے پر ان حکمتوں کی بنا پر شریعت نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ اب بچے کی طرف سے جان کا فدیہ جانور ذبح کرنے کی شکل میں دیا جائے اور بچے کا نام بھی رکھ دیا جائے اور اسکے پیدائشی بالوں کو بھی صاف کردیا جائے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ پیدائش ہی کے دن عقیقہ کرنے کا حکم غالبًا اس لئے نہیں دیا گیا کہ اس وقت گھر والوں کو زچہ کی دیکھ بھال کی فکر ہوتی ہے علاوہ ازیں اُسی دن بچے کا سر صاف کرادینے میں طبّی اصول پر ضرر کا بھی خطرہ ہے۔ایک ہفتہ کی مدت ایسی ہے کہ اس میں زچہ بھی عموماً ٹھیک ہوجاتی ہے اور بچہ بھی سات دن تک اِس دنیا کی ہوا کھا کے ایسا ہوجاتا ہے کہ اُس کا سر صاف کرادینے میں ضرر کا خطرہ نہیں رہتا۔(معارف الحدیث ج۶ص۲۶)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عقیقہ میں دو ہی کام ہوتے ہیں۔ایک بچہ کا سر منڈوادینا اور دوسرا اسکی طرف سے شکرانہ اور فدیہ کے طور پر جانور قربان کردینا۔ان دونوں عملوں میں ایک خاص ربط اور مناسبت ہے،اور یہ ملت ابراہیمی

کے شعائر میں سے ہیں۔حج میں بھی ان دونوں کا اسی طرح جوڑ ہے اور حاجی قربانی کے بعد سر صاف کراتا ہے۔اس لحاظ سے عقیقہ عملی طور پر اس کا بھی اعلان ہے کہ ہمارا رابطہ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے، اور یہ بچہ بھی ملت ابراہیمی ہی کا ایک فرد ہے۔(معارف الحدیث ج ۶ ص ۲۷)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عقیقہ میں ساتویں روز کی تخصیص اس لئے ہے کہ ولادت اور عقیقہ میں کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے کیونکہ پورا خاندان زچہ بچہ کی خبر گیری میں مصروف رہتے ہیں۔پس ایسے وقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ ان کو عقیقہ کا حکم دے کر ان کا کام اور زیادہ کر دیا جائے۔

اور نیز بہت سے لوگوں کو اسی وقت بکرے دستیاب نہیں ہو سکتے بلکہ تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔اگر پہلے ہی روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو دقّت (پریشانی) ہو۔لہٰذا سات روز کا فاصلہ ایک کافی مدت ہے۔(تربیت اولاد ص ۶۹)

## عقیقہ کے چند متفرق مسائل

**مسئلہ**: عقیقہ سنت (یہ بھی ایک رائے) ہے۔اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہیئے۔نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۴ ص ۲۲۴)

عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اسکی حیثیت نفل کی ہوگی۔(حوالا بالا)

عقیقہ کے جانور کی رقم صدقہ کرنے سے عقیقہ کی سنت ادا نہیں ہوگی۔

**مسئلہ**: بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کر دے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔

**مسئلہ**: صاحب استطاعت پر قربانی واجب ہے اور عقیقہ سنت ہے۔ جس کے پاس گنجائش نہ ہو اس پر نہ قربانی واجب ہے نہ عقیقہ۔ سودی قرض لے کر قربانی یا عقیقہ کریں گے تو سخت گنہگار ہوں گے۔

**مسئلہ**: تحفہ میں ملی ہوئی بکری کا عقیقہ جائز ہے۔

**مسئلہ**: عیب دار جانور جس کی قربانی درست نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں۔

**مسئلہ**: ایک بڑا جانور خرید کر اس میں چند حصے عقیقے کے واسطے لے لئے جائیں اور بعض حصوں میں ولیمے کے واسطے نیت کر لے پھر ذبح کر دے تو جائز ہے اور قربانی کے بڑے حصے میں بھی درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ)

**مسئلہ**: عقیقہ کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے (ایضاً)

**مسئلہ**: عقیقہ ساتویں دن یا پھر چودھویں دن یا پھر اکیسویں دن کرنا سنت ہے۔ ہاں اگر کسی کو پیدائش کا دن معلوم نہ ہو تو اور دنوں میں (یعنی ساتویں چودھویں یا اکیسویں کی) رعایت نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۴ ص ۲۳۷ بتغیر)

**مسئلہ**: مستحب ہے کہ عقیقہ کے جانوروں کی ہڈیوں کو توڑا نہ جائے بلکہ صرف جوڑوں سے الگ کیا جائے، حضرت حسن و حسین کے عقیقہ کے جانور کی ران آپ نے دایہ کو دی تو فرمایا کہ اس کی ہڈیوں کو نہ توڑنا۔ (حلال وحرام ص ۴۵۳)

**مسئلہ**: صحیح یہی ہے کہ عقیقہ کا خون بچہ کے سر پہ لگانے کی ضرورت نہیں اور اسی پر عام فقہاء کا عمل ہے۔ (المغنی ۹۔۳۶۵)

**مسئلہ**: قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں اگر کوئی انسان قربانی میں ایسا جانور ذبح کرے جس میں سات حصے ہوتے ہیں تو ایسے جانور میں کچھ حصے قربانی اور کچھ حصے عقیقے کے بنانا درست ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہر حصہ مکمل ہو کوئی حصہ مشترک

نہ ہو مثلاً اگر گائے میں ایک حصہ قربانی کی نسبت سے لیا اب بقیہ چھ حصوں میں لڑکی کا ایک اور لڑکے کی طرف سے دو حصوں کے حساب سے جتنے عقیقے کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

عقیقے کے جانور کی کھال کا حکم وہی ہے جو قربانی کے جانور کی کھال کا حکم ہے اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے۔

**مسئلہ**: بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کر دے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔

**مسئلہ**: عقیقہ سنت ہے۔ اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہیئے۔ نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج۴ص۲۲۴)

بعض روایتوں میں یہ بات بھی آئی ہے کہ عقیقہ کے جانور کا خون بچہ کے سر میں لگایا جائے، لیکن اکثر علماء کے نزدیک فنی اعتبار سے یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ (حلال وحرام ص۴۵۴)

ایک شاعر کا بڑا اچھا شعر ہے۔

بوقت ختنہ جو میں رویا تو نائی نے مسکرا کر یہ کہا
مسلمانی میں قوت خون بہنے ہی سے آتی ہے

# نومولود اور ختنہ

## ختنہ کی حیثیت شعائر اسلام کی ہے

ختنہ کی حیثیت شعائر اسلام کی ہے اور یہ اسلام کا متفقہ اور اجماعی حکم ہے اس لئے بعض علاقوں میں بچہ کے ختنہ کرانے کو مسلمانی کرانا کہتے ہیں، (حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ہے حضرت فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں طلباء کی جماعت گئی وہاں معلوم ہوا کہ پورے گاؤں والوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے وہاں کے چودہری سے جا کر کہا کہ ہم پورے گاؤں والوں سے بات کرنا چاہتے ہیں ان سب کو جمع کرو چودھری نے کہا کیا حرج ہے جمع کر دیں گے چنانچہ اس نے جمع کر دیا تو ان طلباء نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان تھے؟ اب اسلام کو چھوڑ چکے ہو؟ تو کہا ہاں! انہوں نے کہا کہ تم کیسے اسلام کو چھوڑ سکتے ہو تمہاری تو مسلمانی ہوگئی ہے تم نے بچپن میں ختنہ کرایا تھا اسلام چھوڑنے کی صورت یہی ہے کہ وہ ٹکڑا جو کاٹا تھا اس کو دوبارہ اسی جگہ لگا دو۔ غرض ان کو اس طرح سمجھایا کہ ان کی سمجھ میں آ گیا اور وہ دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط سادس ص ۱۱۹ بتغیر) گویا مسلمانوں کی یہ ایک مذہبی شناخت ہے۔ مردوں کے لئے ختنہ کی صورت یہ ہے کہ حشفہ کے اوپر کے چمڑے کاٹ دیئے جائیں۔ (حلال وحرام ص ۴۵۶)

## چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چار چیزیں انبیاء کی سنتیں ہیں (۱) ختنہ (۲) خوشبو (۳) مسواک (۴) نکاح (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۶)

لہٰذا ہر مسلمان بچے کا ختنہ کرنا چاہئے اور اگر کسی کا ختنہ نہ ہوا ہو تو علماء نے لکھا ہے کہ بڑی عمر میں جا کر خود اپنا ختنہ کرے۔

## ختنہ کے فوائد

ختنہ نجاست کے دور کرنے کا سبب ہے اگر ختنہ نہ کیا جائے تو شرمگاہ کی نوک

میں گندے مادے اور نجاست جمع رہتی ہے اور صاف نہیں ہوتی اور بعض اوقات نجس ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بیماریوں کا بھی سبب بن جاتی ہے ختنہ کے ذریعہ شرمگاہ کے آخری حصے کی کھال کا کاٹ دینے سے حشفہ کھل جاتا ہے اور پیشاب اور دوسری نجاستیں آسانی سے صاف ہو جاتی ہے۔

ختنہ سے شہوت میں اعتدال پیدا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وہ شرمگاہ کے سرطان (کینسر) سے نسبتاً زیادہ محفوظ ہوتے ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو ختنہ نہیں کراتے ان میں یہ مہلک مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جن بچوں کا ختنی جلدی کرایا جاتا ہے وہ سلس البول (بستر پر پیشاب) کی بیماری سے زیادہ محفوظ ہوتے ہیں۔(پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص ۲۸)

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کسی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں جو ختنہ کا عمل ہے،اس کا فائدہ یہ ہے کہ ختنہ کروانے سے آدمی پچاس فیصد کینسر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔دیکھئے! شریعت کے ہر حکم میں کتنا فائدہ ہے اور بچے کے ساتھ کتنی خیر خواہی اور ہمدردی ہے۔(اصلاحی بیانات ج ۳ ص ۱۷۵)

## ختنہ اگر چہ سنت ہے لیکن اس کا چھوڑنے والا.......

ختنہ اگر چہ ہے تو سنت لیکن اسکی اتنی تاکید اور اسکے بارے میں کثرتِ روایت کی بنا پر علماء نے اس کو ضروری قرار دیا ہے۔قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ عام فقہاء کے نزدیک ختنہ اگر چہ سنت ہے لیکن اس کا چھوڑنے والا گناہ گار ہوگا۔

## ختنہ کا کوئی خاص وقت متعین نہیں البتہ بہتر ہے......

ختنہ کا کوئی خاص وقت متعین نہیں کہ اسی وقتِ خاص میں ختنہ ہو البتہ بہتر ہے

کہ نومولود بچہ کا بچپن میں اتنی عمر میں ختنہ کر دیا جائے جب کہ وہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو اور اس کو برداشت کر سکے ورنہ کم از کم بلوغ کے قریب جب بچہ پہنچ جائے اس وقت تو ختنہ ضرور کر دینا چاہیئے۔ بلوغ کے بعد تک اس میں تاخیر کرنا پسندیدہ نہیں۔

فتح الباری ج ۱۰ص ۴۲۰ پر ہے کہ ختنہ کے دو وقت ہے، ایک وقت وجوب اور دوسرا وقت مستحب، وقت وجوب بالغ ہونے کے بعد کا ہے اور وقت استحباب بالغ ہونے سے پہلے کا ہے اور مناسب یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن ہی ختنہ کرا دیا جائے اور بلا عذر وقت استحباب سے مؤخر کرنا خلاف مستحب ہے۔

## بچہ اگر مختون پیدا ہو تو اس کا ختنہ........

بچہ اگر ماں کے پیٹ سے ہی مختون (ختنہ کیا ہوا) پیدا ہوا اور اطباء حضرات دو بارہ ختنہ کرنے سے منع کریں، یعنی دو بارہ ختنہ کرنے کی گنجائش و ضرورت باقی نہ رہ جائے تو پیدا ہونے کے بعد ایسے مختون بچوں کا ختنہ نہیں کیا جائے (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ص ۲۸۶)

## مختون پیدا ہونا انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں

**سوال**: ۱۴۰۵ ہجری میں مکہ مکرمہ میں زاھر ہسپتال میں ایک بچہ مختون پیدا ہوا۔ میرا تو خیال ہے کہ انبیاء کے سوا کوئی مختون پیدا نہیں ہو سکتا اور ہمارے نبی تو آخری نبی ہیں۔ پھر یہ سب کیا ہے؟

**جواب**: غیر انبیاء بھی مختون پیدا ہو سکتے ہیں کیونکہ مختون پیدا ہونا انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس خصوصیت کا ذکر کہیں بھی نہیں کہ یہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہو۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۱۸)

## کیا لیڈی ڈاکٹر ختنہ کر سکتی ہے

**سوال**: ہمارے ہاں بعض ہسپتالوں میں خواتین ڈاکٹر بچوں کا ختنہ کرتی ہیں کیا ایسا

کرنا جائز ہے؟

**جــــواب** : اگر وہ صحیح طرح ختنہ کرنا جانتی ہو تو بظاہر کوئی حرج نہیں۔لیکن کسی ماہر مرد جرّاح یا ڈاکٹر سے کرانا بہتر ہے۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۱۹)

## ختنہ کے اخراجات کون برداشت کرے

ختنہ کرنے اور علاج کے اخراجات خود بچہ کے مال سے ادا کئے جائیں ورنہ اس کی ذمہ داری باپ پر(عالمگیری ج۵ص۳۵۷) یا اس شخص پر ہوگی جس کے ذمہ اس کا نفقہ واجب ہے۔(شرح مہذب ج۱ص۳۰۶)

## بچہ کے مرنے کے بعد ختنہ کرنا

**سوال**: ایک بچہ کا انتقال ہوگیا تو اس کے باپ نے اس خیال سے کہ کہیں اس کی ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے گناہ نہ ہو اس مردہ بچہ کی ختنہ کردی۔کیا اس شخص کے ذمہ کوئی کفارہ لازم ہے۔

**جــــواب** : ایسا کرنا بے علمی اور جہالت ہے۔جو کچھ ہوا اس پر توبہ واستغفار کیا جائے۔البتہ اس کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں ہے۔مردہ بچہ کی ختنہ نہیں کی جاسکتی۔اس لئے آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۱۸)

## ختنہ کے سقوط کی وجوہات

کچھ امور ایسے بھی ہیں کہ جن کی وجہ سے ختنہ کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔

پہلی وجہ: ایک صورت یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کی وہ کھال پیدائشی طور پر ہی نہ ہو کہ جس کو ختنہ میں کاٹا جاتا ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ بچہ اتنا کمزور ہو کہ اس بات کا احتمال ہو کہ اگر بچہ کا ختنہ کیا گیا تو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے مرجائے گا پس جیسے شریعت کے دیگر احکامات عذر

کے سبب سے بسا اوقات ساقط ہو جاتے ہیں یہاں بھی اس عذر کو ختنہ ساقط ہونے کا سبب سمجھا جائے گا۔

تیسری وجہ: کوئی شخص اتنی بڑی عمر میں مسلمان ہوا کہ اب وہ اس کے زخم کا تحمل نہیں کرسکتا تو اسکے بارے میں جمہور علماء کا فیصلہ یہی ہے کہ یہ اس پر سے ساقط ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ ''امداد الفتاوی'' میں لکھتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے۔ اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ اس کا تحمل (یعنی برداشت) بھی کر سکے ورنہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ختنہ کی ضرورت سے اس کے بدن کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا سب جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ج اص ۲۴۰)

عالمگیری میں ہے اگر کوئی شخص جوانی یا بڑھاپے میں مشرف بہ اسلام ہوا تو اب اس کے ختنہ کی کیا صورت ہوگی؟ ایسا شخص اگر خود سے ختنہ کرسکتا ہے تو کر لے، ورنہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالے، دوسری رائے یہ ہے کہ اگر ایسا شخص ختنہ کرانے پر بالکل ہی قادر نہ ہو اور ڈاکٹروں کا بھی یہی مشورہ ہو تو ایسے شخص کو ختنہ کرانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، اس لئے کہ عذر کے وقت جب ایک واجب کو چھوڑا جاسکتا ہے تو ایک سنت کو بدرجہ اولی چھوڑا جاسکتا ہے (ھندیہ ج۶ ص ۲۵۷)

## ختنہ کے موقع پر لوگوں کو اہتمام سے بلانا

ختنہ کے موقع پر لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیجکر بلانا بالکل سنت کے خلاف ہے۔ مسند احمد میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو کسی نے ختنہ میں بلایا۔ آپ نے تشریف لے جانے سے انکار فرمایا۔ آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول ﷺ میں (ختنہ میں) نہ جاتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس چیز کا اعلان ضروری نہیں اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا سنت کے خلاف ہے۔جس کام کے لئے لوگوں کو بلانا سنت سے ثابت نہیں۔اس کے لئے بلانے کو صحابہ نے ناپسند فرمایا۔اور جانے سے انکار کیا۔

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ بلانا اہتمام کی دلیل ہے تو شریعت نے جس چیز کا اہتمام نہیں کیا اس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔

ایک جگہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر گنجائش ہو اور بار بھی نہ ہو اور پابندی بھی نہ کرے۔اور شہرت ونمود اور طعن وبدنامی کا بھی خیال نہ ہو۔شکریہ میں دو چار اعزہ واحباب یا دو چار مسکینوں کو جو میسر ہو کھلا دے۔اللہ اللہ خیر صلاّ۔لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے۔ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔(اصلاح الرسوم ص ۴۸ بہشتی زیور ص ۱۵)

## ختنہ کی دعوت میں شرکت سے متعلق حضرت تھانویؒ کا دلچسپ واقعہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصبہ رامپور میں ایک مالدار مولوی صاحب کے لڑکے کا ختنہ تھا۔اپنے سب حضرات بھی اس میں مدعو تھے۔مجھ کو بھی بلایا گیا تھا۔میں بھی چلا گیا۔اصلاح الرسوم (حضرت تھانویؒ کی کتاب کا نام ہے) میں اس سے پہلے لکھ چکا تھا۔میں نے پہلے سے طے کر لیا تھا کہ میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہروں گا۔اور اس کی وجہ (بطور حیلہ) کے میں نے یہ بیان کی تھی کہ مجمع میں بعض بڑے لوگ ہوں گے۔میں ان کے ادب میں رہوں گا۔اور بعض لوگ چھوٹے ہوں گے وہ میرے ادب میں رہیں گے۔نہ مجھ کو راحت ملے گی نہ ان کو۔اور اس تقریب میں حضرت مولانا محمود حسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔عشاء کے وقت میں نے دیکھا کہ

نائی عام بلاوا دیتا پھرتا ہے۔میں نے دریافت کیا کہ یہ بلاوا کیسا ہے؟اس نے کہا کہ تمام برادری کی دعوت ہے۔میں کھٹک گیا کہ گڑبڑ معاملہ ہے اور بظاہر تفاخر ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ میں تو ''اصلاح الرسوم،، میں منع لکھ چکا ہوں اگر شرکت کی تو کتاب کا خاک اثر نہ رہے گا۔اس لئے میں نے خود سوچ کر تجویز کیا کہ میں قاضی انعام الحق صاحب کے باغ میں جاتا ہوں۔وہاں کسی کا خیال ہی نہ جائے گا۔اور میں شریک ہونے سے بچ جاؤں گا۔اور شریک نہ ہوں گا۔گو اس میں مجھ کو بعض کلفتیں ہوں گی۔مگر کچھ بھی ہو شرکت مناسب نہیں۔اور اس زمانہ میں بھی تصانیف کا کام کر رہا تھا۔سفر میں تصنیف کا کام بھی رکھتا تھا۔اس وقت بھی ضروری سامان تھا۔اس کو لے کر آخیر شب میں باغ میں پہنچ گیا..........لوگوں نے مختلف سڑکوں پر بھی ڈھونڈا۔مگر میں کہاں وہ سب تو ڈھونڈتے رہ گئے۔میں ریل کے وقت باہر باہر اسٹیشن پہنچ گیا۔اسٹیشن پر مولوی معین الدین صاحب ملے وہ بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔کہنے لگے کہ میں تو تم سے لڑنے آیا تھا۔یہ انہوں نے اس وجہ سے کہا کہ انہوں نے بھی ایک مرتبہ تقریب میں مدعو کیا تھا۔میں نے انکار کر دیا تھا۔کہنے لگے کہ میں یہ سوچ کر چلا تھا کہ غریب آدمیوں کے یہاں شرکت سے انکار کرتے ہو اور امیروں کے یہاں شرکت کرتے ہو مگر جب تم کو نہ پایا تو اب لڑائی کی گنجائش نہ رہی۔اور کہنے لگے کہ جب تم ہی شریک نہ ہوئے تو اب میں بھی شریک نہ ہوں گا۔

یہاں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ میں قرآن شریف میں سورۂ نمل پڑھ رہا تھا اس میں ھد ھد کا قصہ آیا۔میں نے ایک دوست کو بلا کر کہا کہ دیکھو قرآن شریف میں میرے اس واقعہ کی نظیر اور تائید ان آیات میں موجود ہے۔

''و تفقد الطير فقال مالى لا ارى الهد هد ام كان من الغائبين لاعذبنه عذابا

شدیدا،،

جیسے وہاں ھد ھد کی تلاش شروع ہوئی تھی۔میری بھی تلاش ہوئی۔ہمارے محاورے میں ھد ھد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف سا تھا۔

ہدہد سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے غائب ہوا میں بھی اس تقریب کے مجمع سے غائب ہوگیا تھا۔اس کی سزا عذاب اور ذبح تجویز کی گئی تھی۔مجھ کو بھی برا بھلا کہا گیا۔ملامت کی گئی یہ بھی ذبح نفس ہے۔

ہدہد نے ایک ایسی چیز کی خبر دی تھی جس کا علم حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ کسی واقعہ حسیہ کا علم اگر ناقص کو ہو کامل کو نہ ہوتو ممکن ہے اسی طرح اگر عوام کے مفاسد کی مجھ کو خبر ہو اور اکابر کو نہ ہوتو بعید نہیں۔

اور جیسے وہاں بلقیس عورت کی سلطنت تھی ایسے ہی یہاں پر بھی عورتوں کی حکومت تھی جن کی وجہ سے یہ رسمیں ہوئیں۔(الافاضات الیومیۃ ج۲ص۳۶۷)

## ختنہ وغیرہ کی تقریب میں بچوں کے نام سے......

ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔اس لئے وہ سب نیوتہ بچہ کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے۔جب قبضہ کرلیا تو مالک ہوگیا۔اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہوتو اگر باپ ہوتو اس کے قبضہ کر لینے سے۔اور اگر باپ نہ ہوتو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔اور اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہیئے۔(تربیت اولاد ص۷۵)

## عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے مواقع کے تحائف

**سوال:** بچوں کے عقیقہ وختنہ کے مواقع پر اعزہ واقارب نومولود اوران کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کو بھی تحائف پیش کرتے ہیں، اگر چہ والدین کو دیا جانے والا تحفہ بھی بچوں کے نام سے ہی دیا جاتا ہے، تو کیا والدین اپنے لئے اس کا استعمال کرسکتے ہیں؟

**جواب:** اس سلسلہ میں فقہاء نے دوصورتیں ذکر کی ہیں، ایک یہ کہ دیا جانے والا تحفہ بچہ کے استعمال کے لائق ہو، مثلاً اسکے سائز کا کپڑا، کھلونا وغیرہ ہوتب تو وہ بچوں کے لئے ہی ہوگا، لیکن اگر اسکے علاوہ کی دوسری چیزیں ہوں تو دیکھا جائے گا کہ دینے والا شخص کس کا قریبی اور رشتہ دار ہے، اگر باپ کا ہے تو وہ باپ کے لئے ہوگا اور اگر ماں کا ہے تو سمجھا جائے گا کہ تحفہ دینے والے نے ماں کے لئے یہ تحفہ دیا ہے۔ (البحر الرائق ج۴ص۴۹۱) لیکن اس سلسلہ میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کپڑا عورتوں کے استعمال کا ہو وہ ماں کے لئے سمجھا جائے، اور دوسری چیزوں کی بابت فقہاء کے اس نقطۂ نظر پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ (بچے۔حقوق واحکام ص۲۹۶)

# کتاب الایمان والعقائد

## کفار ومشرکین کی نابالغ اولاد جو انتقال کر جائے اس میں .................

**سوال:** کفار ومشرکین کی نابالغ اولاد جو انتقال کر جائے ان کا کیا حشر ہوگا؟

**جواب:** اولادِ مشرکین جنتی ہے یا جہنمی اس میں علماء کے آٹھ مذہب ہیں۔

ایک مذہب یہ ہے کہ ان کی فطرت پر حکم لگا دیا جائے گا چونکہ یہ بڑے نہیں ہوئے۔ فطرتوں میں سادگی تھی اور عمل واقع نہیں ہوا۔ اور جنت ونار عمل کے اوپر ہے اور وہاں عمل ہے نہیں اس لئے فطرت پر حکم لگا کر داخلِ جنت کریں گے مگر وہ داخلہ سزا یا جزا کے طور پر نہ ہوگا بلکہ محض انعام وتکریم کے طور پر ہوگا، اور انہیں خَدَمہ بنا دیا جائے گا اہلِ جنت کا۔ وہ داخل تو رہیں گے جنت میں مگر اصل باشندوں کے خادم بن کر بطورِ خدام کے رہیں گے اور یہ ہی ان کے حق میں بڑے اعزاز کی بات ہوگی کہ انہیں جنت میں خَدَمہ بنا کر داخل کر لیا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے یعنی حکم مت لگاؤ، سکوت اختیار کرو اور کہو کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ کیا انجام ہوگا بلکہ خدا تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔

ایک مذہب یہ ہے کہ ان کو تابع کیا جائے گا یعنی ان کے آباء واجداد کے ساتھ ملحق کر دیا جاوے گا۔ اگر آباء واجداد جہنمی ہیں تو وہ بھی جہنمی ہیں اور اگر آباء واجداد جنتی ہیں تو وہ بھی جنت میں جاویں گے۔

ایک مذہب یہ ہے کہ نہ وہ جنتی ہیں نہ دوزخی، بلکہ وہ بیچ میں اعراف کے اندر رکھ دیئے جائیں گے کہ وہ نہ جنت ہے نہ دوزخ۔

ایک مذہب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کی آزمائش کی جائے گی۔ اور ایک آگ روشن کی جائے گی اور حق تعالی کی جانب سے ان بچوں کو کہا جائے گا کہ اس آگ

میں کود پڑو، تو جن کے مزاج میں سلامتی ہوگی فطرتوں کی وہ کود پڑیں گے۔ وہ آگ حکمِ خداوندی سے باغ و بہار بن جائے گی اور بعضے تامل کریں گے کہ ہم آگ میں کیسے چلے جاویں، ڈریں گے، ادھر سے حکم ہے کہ آگ میں کودو اور وہ کودتے نہیں، معلوم ہوگا کہ اگر یہ جوان ہوتے تو یہ ہی سرکشی ان کے اندر ہوتی۔ ان کی فطرت ہی کے اندر سرکشی داخل ہے۔ ان کی فطرت میں سلامتی نہیں۔

بہرحال اس میں آٹھ مذہب ہیں لیکن جو اسلم ترین مذہب ہے وہ صرف توقف کا ہے کہ ہم حکم نہیں لگاتے، حق تعالیٰ جانتے ہیں چاہے وہ فطرت پر حکم لگا دیں چاہے وہ عمل پر حکم لگا دیں۔ یا پھر زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ اہلِ جنت کے خَدَمہ بن کر جنت میں داخل ہوں گے۔ (مجالسِ حکیم الاسلام ج ۲، بتغیر)

## انبیاء کرام اور نابالغ بچوں سے قبر میں حساب کتاب نہیں ہوتا

سوال۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں سے قبر میں سوال وجواب ہوگا یا نہیں؟ اور کفار کے بچوں کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں؟

جواب۔ نابالغ مسلم بچوں اور انبیاء کرام علیہم السلام سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوتا اور کفار کے بچوں کے بارے میں علماء کرام نے توقف کیا ہے۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۱۲)

## نابالغ بلوغ تک پہنچنے تک معصوم ہوتا ہے

بچے بالغ ہونے تک معصوم (بے گناہ) ہوتے ہیں عصمت اضطراری کے ساتھ کیونکہ ان میں مادہ ہی ابھرا ہوا نہیں ہے جو سرچشمہ ہے گناہ کا، ان میں صرف ایک طبیعت کی شوخی ہوتی ہے کھیل کود کرتے ہیں۔ (مجالس حکیم الاسلام ج ۲ بتغیر)

## باشعور بچوں کے ایمان کا مسئلہ

بچہ اگر شعور کی حد کو پہنچ جائے (پیدائش کے بعد عمر کے کس مرحلہ سے بچہ کو باشعور (عقلمند) تصور کیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں احناف کا نظریہ یہ ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے عقلمند تصور کیا جائے گا، علامہ طرطوسی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بچہ اگر یہ سمجھے کہ اسلام ہی نجات کا سبب ہے اور وہ پاک وناپاک، حلال وحرام، شیریں ونمکین میں تمیز کرنے لگے تو ایسے بچہ کو عقل منداور ہوش مند کہیں گے) اگر وہ ایمان لے آئے تو اس کے ایمان کا اعتبار کیا جائے گا کیوں کہ اس کے لئے آدمی کا عاقل، بالغ ہونا ضروری نہیں ہے، اس کی دلیل حضرت علیؓ کا اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کرنا اور اس پر فخر کرنا ہے (ہدایہ ج۳ص۶۰۶) اسی طرح یہودی بچہ کے قبول اسلام کا واقعہ بھی اس کی دلیل ہے جو بخاری شریف میں حدیث نمبر ۱۳۵۶ پر موجود ہے۔

## نابالغ کا اسلام قبول کرنا صحیح ہے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ نابالغ کا اسلام قبول کرنا صحیح ہے۔ (مظاہر حق جدید ج۲ص۵۴)

## مسلمان بچہ پر بالغ ہونے کے بعد اسلام پیش کرنا

بچہ کے والدین اگر مسلمان ہوں تو باپ ماں کے تابع مان کر بچوں کو بھی مسلمان ہی سمجھا جائے گا، چنانچہ جب یہی بچے بڑے ہو جائیں اپنے اسلام پر قائم اور نماز روزہ کے پابند رہیں تو ان بچوں پر دوبارہ اسلام پیش کرنا، یا یہ کہ دوبارہ اسلام پیش کرنا، یا یہ کہ دوبارہ ان سے اسلام کا اقرار کرانے کی ضرورت نہیں۔

(بچے۔حقوق واحکام ص ۸۷)

ہاں اگر فرائض اور ضروریات دین کا ہی یہ بچہ بالغ ہونے کے بعد منکر ہو جائے

تو اب اس پر دوبارہ اسلام پیش کیا جائے گا، کیوں کہ ضروریات دین اور مسلمہ عقائد کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (حوالا بالاص ۸۸)

## بچوں کا ارتداد

بچے اگر ارتداد اختیار کرلیں تو کیا ان کے مرتد ہونے کا اعتبار کیا جائے گا اور ان پر مرتد کی سزا جاری کی جائے گی؟

اس کے بارے میں حنفیہ کے یہاں دو رائیں ہیں، (۱) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ بچہ کے مرتد ہونے کا اعتبار نہیں، کیوں کہ اگر ان کے ارتداد کا اعتبار کیا جائے تو یہ ان کے حق میں خالص ضرر اور نقصان ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہِ کی رائے یہ ہے کہ بچے کے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا مگر ارتداد کی جو سزا اسلام میں رکھی گئی ہے یعنی یہ کہ پہلے مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر اسلام قبول نہ کرے تو پھر اسے قید کیا جائے گا، اگر پھر بھی اسلام قبول نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا، تو بچہ اگر مرتد ہو جائے تو اسے ارتداد کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ ارتداد کی جو دوسری سزائیں ہیں، مثلاً قید کرنا وغیرہ وہ حاکم بچہ پر جاری کرے گا۔

ان تصریحات میں بچہ سے مراد باشعور بچہ ہے، کیوں کہ بے شعور بچہ کا نہ ہی اسلام معتبر ہے اور نہ ہی ارتداد۔ (حوالا بالاص ۸۸۔۸۹)

# طھارت کے مسائل

## حمل ساقط ہو جائے تو عورت کب پاک ہوگی

**سوال:** اگر کسی عورت کا تین مہینہ کا حمل ساقط ہو جائے تو اسقاط کے بعد کتنے روز کے بعد عورت پاک ہو جاتی ہے؟

**جواب:** کسی عورت کا حمل گر جائے تو اگر بچہ کا آدھ عضو یعنی ہاتھ پیر کی انگلیاں وغیرہ کوئی عضو ظاہر ہوا ہو تو اسکے بعد جو خون بھی آوے گا وہ نفاس ہے۔ (مرغوب الفتاوی ج۲ص۴۰ بحوالہ درمختار ج۱ ۵۰۱) اور نفاس میں کم مدت کی کوئی حد مقرر نہیں (ہدایہ ج۱ص۵۴) جب خون آنا بند ہو جائے تو غسل کر کے پاک ہو جائے اور اگر حمل کا کوئی عضو نہ بنا ہو تو یہ خون نفاس نہیں ہے، اگر یہ خون تین دن سے کم آیا تو وہ استحاضہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی عورت غسل کر کے نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اس سے ہمبستری بھی جائز ہے۔ (حوالا بالاص۴۶) اور اگر تین دن سے زیادہ اور دس روز سے کم خون آیا تو وہ حیض ہے۔ خون بند ہو جانے کے بعد غسل کر کے پاک ہو جائے گی۔ (مرغوب الفتاوی ج۲ص۴۰)

## اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرادیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا، اور اگر حمل چار ماہ سے کم ہو تو یہ خون مسلسل تین روز یا اس سے زیادہ دس دن کے اندر اندر آنے کی صورت میں حیض شمار ہوگا، بشرطیکہ اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کی حالت رہی ہو، ورنہ (یعنی تین دن برابر خون جاری نہ رہا اور اس سے پہلے کامل طہر ہو یا تین دن خون جاری رہا لیکن اس سے پہلے کامل طہر نہیں تھا یا تین دن سے کم خون آیا جب کہ اس سے پہلے کامل طہر نہیں رہا تو ان تینوں صورتوں میں یہ خون) استحاضہ ہوگا۔ (شامی بیروت ۱/۴۳۵، زکریا ۱/۵۰۱ تنویر الابصار بیروت ۱/۴۳۴، زکریا ۱/۵۰۰، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ترکی ۱/۱۳۲)

## عورت کے شکم میں بچہ مرجائے تو نکالے یا نہیں؟

**سوال:** اگر حاملہ عورت کے شکم میں بچہ مرجائے تو عورت کو بچانے کے لئے بچہ کو کاٹ کر ٹکڑے کر کے نکال لینا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** بچہ کی موت کا پورا یقین ہو اور عورت کے انتقال کا خوف ہو تو عورت کی جان بچانے کی خاطر بچہ کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے بچہ زندہ ہو تو کاٹنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی برائے خواتین ج۲ص ۵۸۵)

## ناتمام بچہ بھی اپنے والدین کو جنت میں لے جائے گا

حضرت علیؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالی سِقط (یعنی ناتمام بچہ جو ماں کے پیٹ سے وقت سے پہلے گر گیا ہوگا) کے والدین کو دوزخ میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اپنے پروردگار سے جھگڑے گا چنانچہ اس سے کہا جائے گا کہ پروردگار سے جھگڑنے والے اے ناتمام بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جاؤ! لہذا وہ ناتمام بچہ اپنے والدین کو اپنی آنول نال کے ذریعہ کھینچے گا، یہاں تک کہ انہیں جنت میں لیے جائے گا۔ (ابن ماجہ)

مظاہر حق میں ہے کہ جب اس بچہ کے مرجانے کا اتنا زیادہ ثواب ہے جو ابھی ناتمام ہی تھا اور جس سے ماں کو کوئی تعلق و لگاؤ بھی پیدا نہیں ہوسکا تھا۔ تو اس بچہ کے مرجانے پر ماں کو کتنا کچھ ثواب ملے گا جو پلا پلایا اللہ تعالی کو پیارا ہو گیا ہو اور جس سے ماں کو کمال تعلق و لگاؤ بھی پیدا ہو چکا تھا۔ (مظاہر حق جدید ج۲ص ۱۶۳)

## ایک عورت کے بچہ ہوا لیکن خون نہیں دیکھا گیا تو کیا........

**سوال:** ایک عورت کے بچہ ہوا لیکن خون نہیں دیکھا گیا تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟

**جواب:** امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اس پر اکثر مشائخ کا عمل

ہے لیکن وضو سب کے نزدیک واجب ہوگا۔ (نفع المفتی والسائل ص ۴۷)

## چند متفرق مسائل

**مسئلہ** : جو خون بچہ کی ولادت سے پہلے یا بچہ کے اکثر حصہ کے باہر آنے سے پہلے جاری ہوا۔ وہ دمِ نفاس نہیں بلکہ دمِ استحاضہ ہے۔ (نفع المفتی والسائل)

**مسئلہ** : بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کے راستہ سے جو خون آتا ہے اس کا نام نفاس ہے۔ اس خون آنے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے، اور کم کی کوئی مقدار نہیں، حتی کہ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ خون آکر بند ہوگیا تو وہ بھی نفاس ہے۔

**مسئلہ** : اگر کسی کے چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو ان میں چالیس دن نفاس کے شمار ہوں گے، اور چالیس سے اوپر کے دن استحاضہ کے، اس لئے ایسی صورت میں چالیس دن گذرنے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دینی چاہئے، خون کے بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔

مگر یہ مسئلہ اس عورت کے لئے ہے جس کے پہلا بچہ ہو، اور اگر ایسی عورت ہے جس کے پہلے بھی بچہ ہو چکا ہے اور اس کو اپنی پہلی عادت معلوم ہے تو اس حساب سے جتنے دن نفاس کا خون آتا ہے شمار کر کے باقی زائد دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔

**مسئلہ** : نفاس میں بھی حیض کی طرح نماز معاف ہے، اور روزہ معاف نہیں، نفاس سے فارغ ہونے کے بعد غسل کر کے ان ایام کے روزوں کی قضا کرے۔

**مسئلہ** : کسی کو بچہ پیدا ہونے کے بعد تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت ہے، لیکن کسی کے بچہ پیدا ہونے کے بعد تیس دن گزر گئے اور خون بند نہیں ہوا تو غسل نہ کرے، اگر چالیس دن پر خون بند ہوگیا تو یہ سب نفاس ہی شمار ہوگا۔ اور اگر چالیس دن

سے زیادہ خون آئے تو تیس دن نفاس کے باقی دن استحاضہ کے شمار ہوں گے استحاضہ کے دنوں کی نمازوں کی قضا پڑھنی ہوگی، جب چالیس دن سے زیادہ ہوجائیں تو پھر خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے، بلکہ غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کردے۔

**مسئلہ** : بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہیں آیا تب بھی پاک ہونے کے لئے غسل کرنا واجب ہے۔ (تعلیم النساء ص ۱۶۱ تا ۱۶۳)

## اگر بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہوتو اشارہ کر........

**سوال:** ایک عورت کے ولادت کے وقت نومولود نے اپنا سر نکالا، اس عورت کو نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہوا۔ اور اس حالت میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتی، اور نہ بیٹھکر ہی پڑھ سکتی ہے تو وہ اپنی نماز کو کس طرح ادا کرے؟

**جواب:** اس کو چاہئے کہ وہ اگر کسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہے تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہئے اور بچے کے سر کو کپڑے کے ایک چیتھڑے میں یا گڑھے میں کر دے، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہوتو اشارہ کر کے نماز پڑھے، لیکن مزید تاخیر کرنے کی مجاز نہیں۔ (نفع المفتی والسائل ص ۲۵۸)

## زچہ خانے کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے

**سوال:** بچہ کی پیدائش پر جو مصارف زچہ خانے (میٹرنٹی ہوم) میں آتے ہیں وہ کس کے ذمہ ہیں؟

**جواب:** یہ مصارف شوہر کے ذمہ واجب ہیں۔ (فتاوی برائے خواتین ج۲ ص ۲۸۷)

## بچہ جنانے والی دایہ کو اگر نماز میں مشغول.................

بچہ جنانے والی دایہ کو اگر نماز میں مشغول ہونے سے بچہ مرجانے کا یا اسکے کسی عضو کے ضائع ہوجانے کا یا زچہ (بچے کی ماں) کی موت یا نقصان کا خوف غالب ہو تو اس کو نماز میں تاخیر کرنا یا قضا کر دینا جائز ہے اور اگر نماز میں ہو تو نماز کا توڑ دینا واجب ہے۔ (زبدۃ الفقہ کتاب الصلوۃ ص ۱۷۰)

## زچہّ کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانا درست ہے

**سوال:** جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے ہاتھ کا کھانا چالیس روز کے اندر جائز ہے یا نہیں؟

**جواب** : چالیس روز سے قبل اس عورت کے ہاتھ کا کھانا پکا ہوا کھانا درست ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۵۹)

## مردہ بچہ کی ناف نہ کاٹی جائے

**سوال** : لڑکا بعد پیدا ہونے کے مرگیا، اسکی ناف کاٹنا چاہئے یا نہیں؟

**جواب** : طفل میت جو کہ زندہ پیدا ہوکر مرگیا اور حالت حیات میں اسکی ناف نہ کاٹی گئی ہوتو بعد مرنے کے اسکی ناف نہ کاٹی جاوے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۲۶۵)

## فوت شدہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالنا

**سوال**: اگر حاملہ عورت کا چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہوجائے تو اس کے بچے کو پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں؟

**جواب** : درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہوکہ حرکت کرتا ہوتو اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جائے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہوجائے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت اور اضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا، کسی مدت کی قید نہیں ہے، بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہوتو پیٹ چاک نہ کیا جائے گا، بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت و اضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر۔ درمختار کی عبارت کا مفہوم ہے حاملہ عورت مرگئی اور اس کا بچہ پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے، تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کر کے بچہ نکالا جائے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۳۲۷)

## نفاس کی تعریف

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔(نورالایضاح مع المراقی ۷۵)

## نفاس کی کم سے کم مدت

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے،تھوڑی دیر بھی خون آ کر بند ہوسکتا ہے۔(تنویر الابصار بیروت ۱/۴۳۱،زکریا ۱/۴۹۷) بلکہ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک قطرہ خون نہ آئے یہ بھی ممکن ہے۔(ہدیۃ النساء ص۲۷)

## نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔(شامی بیروت ۱/۴۳۲،زکریا ۱/۴۹۷)

**مسئلہ** : جس عورت کو پہلی مرتبہ نفاس آیا اور چالیس دن کے اوپر بھی آتا رہا تو چالیس دن تک نفاس شمار ہوگا پھر استحاضہ،لہذا چالیس دن پر غسل کر کے نماز شروع کردے۔(ہدیۃ النساء ص۲۹)

## آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی،اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستہ سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا،مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔(درمختار بیروت ۱/۴۳۰،زکریا ۱/۴۹۶،عالمگیری ۱/۳۷)

## بچہ کٹ کٹ کر نکلے تو..........

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا،اور اگر بچہ کے دوایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا،اور اس حال میں بھی اس

عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ (درمختار بیروت ۱/۴۳۰، زکریا ۱/۴۹۶، ومثلہ فی الہندیۃ ۱/۳۷)

## بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل رہے.......

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہو جائے تو:

**الف**: اگر نفاس اور حیض اور طہر کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے، یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو ان کو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔

ب: اگر نفاس اور حیض کسی کی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولاً ۴۰/ دن نفاس، پھر ۲۰/ دن پاکی اور پھر ۱۰/ دن حیض قرار دے گی۔

ج: اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵/ دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں، تو ۱۵/ دن نفاس سمجھ کر ۲۰/ دن پاکی اور پھر ۱۰/ دن حیض کے شمار کرے گی۔

د: اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو، تو پھر ۴۰/ دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (النتف فی الفتاویٰ ۹۱)

## چند متفرق مسائل

**مسئلہ** : بچہ پیدا ہونے کے بعد ہر حال میں نہانا واجب ہے، اگر خون آئے تو خون بند ہونے کے بعد اور اگر خون نہ آئے تو نماز کا وقت ہونے پر۔ (ہدیۃ النساء ص ۲۸)

اگر ایسے وقت میں نہانے میں بیماری کا قوی اندیشہ ہو یا ہمت ہی نہ ہو تو غسل کی نیت سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے پھر ہمت آنے پر یا بیماری کا خطرہ نہ ہونے پر غسل کرے۔

**مسئلہ** : اگر آدھا یا اس سے زیادہ بچہ پیدا ہو گیا تو وہ خون بھی نفاس کا شمار کیا جائیگا اور اس وقت کی نماز معاف ہو جائے گی، البتہ اگر آدھے بچہ سے کم پیدا ہوا تو اس وقت کا خون استحاضہ ہے اور نماز فرض رہے گی۔

**مسئلہ** : چالیس دن میں اگر بیچ میں پاک ہو کر پھر خون دیکھے تو یہ سب نفاس ہے مثلاً اگر بیس دن خون آیا پھر دس دن بند ہو گیا پھر دس دن خون آیا تو یہ سب نفاس شمار ہوگا البتہ بیس دن پر جب خون بند ہوا تو غسل کر کے نماز شروع کر دے اس کے بعد جب خون شروع ہو جائے تو نماز بند کر دے، پھر جب خون آنا بند ہو جائے تو دوبارہ غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ (حوالہ بالا)

**مسئلہ** : نفاس کا خون بند ہونے اور اس کے بعد حیض شروع ہونے کے درمیان بھی کم از کم پندرہ دن پاکی شرعاً ضروری ہے، اگر پندرہ دن سے پہلے حیض آ گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

**نوٹ** : بعض مقامات پر کچھ عورتیں دواؤں اور انجکشنوں کے ذریعہ نفاس وحیض کے خون کو سکھا کر بند کرا دیتے ہیں، یہ صحت کے لئے سخت مضر ہے فطری شئی کو روکنا نقصان دہ ہی ہوتا ہے۔ (حوالہ بالا)

**مسئلہ** : جس عورت کو پہلی مرتبہ نفاس آیا اور چالیس دن کے اوپر بھی آتا رہا تو چالیس

دن تک نفاس شمار ہوگا پھر استحاضہ لہذا چالیس دن پر غسل کر کے نماز شروع کر دے۔(ہدیۃ النساء ص ۲۹)

**مسئلہ** : جو خون بچہ کی ولادت سے پہلے یا بچہ کے اکثر حصہ کے باہر آنے سے پہلے جاری ہوا۔ وہ دم نفاس نہیں بلکہ دمِ استحاضہ ہے۔(نفع المفتی والسائل)

**مسئلہ** : بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کے راستہ سے جو خون آتا ہے اس کا نام نفاس ہے۔اس خون آنے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے،اور کم کی کوئی مقدار نہیں،حتی کہ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ خون آ کر بند ہو گیا تو وہ بھی نفاس ہے۔

**مسئلہ** : اگر کسی کے چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو ان میں چالیس دن نفاس کے شمار ہوں گے،اور چالیس سے اوپر کے دن استحاضہ کے،اس لئے ایسی صورت میں چالیس دن گذرنے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دینی چاہئے،خون کے بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔

مگر یہ مسئلہ اس عورت کے لئے ہے جس کے پہلا بچہ ہوا اور اگر ایسی عورت ہے جس کے پہلے بھی بچہ ہو چکا ہے اور اس کو اپنی پہلی عادت معلوم ہے تو اس حساب سے جتنے دن نفاس کا خون آتا ہے شمار کر کے باقی زائد دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔

مسئلہ۔نفاس میں بھی حیض کی طرح نماز معاف ہے اور روزہ معاف نہیں نفاس سے فارغ ہونے کے بعد غسل کر کے ان ایام کے روزوں کی قضا کرے۔

**مسئلہ** : کسی کو بچہ پیدا ہونے کے بعد تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت ہے،لیکن کسی کے بچہ پیدا ہونے کے بعد تیس دن گزر گئے اور خون بند نہیں ہوا تو غسل نہ کرے،اگر چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہی شمار ہوگا۔اور اگر چالیس دن

سے زیادہ خون آئے تو تیس دن نفاس کے باقی دن استحاضہ کے شمار ہوں گے استحاضہ کے دنوں کی نمازوں کی قضا پڑھنی ہوگی، جب چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو پھر خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے، بلکہ غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دے۔

**مسئلہ** : کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس کا خون ہے، اور اگر بچہ کا عضو نہیں بنا صرف گوشت ہی گوشت ہے تو گرنے کے بعد اگر تین دن خون آئے تو اس کو حیض سمجھنا چاہئے، تین دن سے کم آئے تو استحاضہ ہے۔

## بچوں کا لعاب پاک ہے

نومولود بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو منہ میں رکھ کر چوستے ہیں، جس کے نتیجہ میں ان کے منہ سے لعاب گرتا رہتا ہے، یہ لعاب اس قدر تسلسل سے گرتا ہے کہ اس سے بچا نہیں جا سکتا، اگر بچنے کی کوشش کی جائے تو یہ بہت مشکل اور دشوار ہے، اس لئے اسلام نے بچوں کے لعاب کو پاک قرار دیا ہے، روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ حضرت حسینؓ کو کندھے پر اٹھائے رکھتے اور ان کا لعاب آپ ﷺ کے بدن مبارک پر گرتا رہتا (مسند احمد حدیث نمبر ۹۲۶۵)

حدیث میں چونکہ اس لعاب کو دھونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر فقہاء نے لکھا ہے کہ بچوں کا لعاب پاک ہے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بچوں کا لعاب پاک ہے۔ (المغنی، ج ۱ ص ۱۳)

اور یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے کہ جس سے انسان کو بہت زیادہ سابقہ پڑتا ہے اس لئے کہ چھوٹے بچے کے منہ سے رال ولعاب بہت کثرت سے نکلتا ہی رہتا ہے اور بار بار بچے کے منہ کا دھونا مشکل ہے اور جو عورت بچے کی خدمت میں لگی ہوئی ہو اس کے کپڑوں پر اور بدن پر یہ لعاب لگتا ہی رہے گا جس کی وجہ سے بہت وقت اور حرج لازم آئے گا چونکہ اس سے بچنا بہت مشکل ہے اس لئے شریعت نے نہ تو اسکو دھونے کا حکم دیا نہ ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور نہ ہی یہ حکم دیا کہ بچے کے لعاب سے بچا جائے۔

بعض حضرات نے اس بارے میں لکھا ہے کہ یہ ان نجاستوں میں سے ہے کہ جس سے بچنا مشکل ہے جس کی وجہ سے حرج لازم ہوگا اس لئے اس کو معاف قرار دیا گیا اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ راستہ کی کیچڑ قدموں میں لگ جاتی ہے اور راستوں کی

نجاست سے جوتوں کو بچانا مشکل ہوتا ہے لہٰذا صرف جوتوں کا زمین میں رگڑ لینا ہی کافی ہو جاتا ہے۔تو اگر بچے کا لعاب وراِل وغیرہ کپڑے میں لگ جائے تو یہ نجس نہیں ہوتا بچے کا لعاب ورال پاک ہے۔البتہ قے سے بچنا چاہئے اس لئے کے قے کے بارے میں حکم ہے کہ وہ قے جب کہ منہ بھر کر ہو یہ وضو توڑنے کا سبب بنتی ہے اور جس قے سے وضو ٹوٹے وہ نجس ہے اور اگر قے قلیل ہے کہ جس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ایسی قے نجس نہیں یعنی یہ قے کپڑے یا بدن میں لگنے سے وہ نجس نہیں ہوگا۔

چھوٹا بچہ جب قے کرے تو اس کا اعتبار ہوگا اگر منہ بھر کے قے کرے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بڑے آدمی کی منہ بھر کر قے کا حکم ہے اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو وہ ناپاک ہے اس کا پاک کرنا ضروری ہے اور اگر وہ مقدارِ درہم ہو تو نماز سے پہلے اس کا پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔(فتاوی محمودیہ ج۷اص۲۹)

## بچے کا جھوٹا کھانا پینا

**سوال** :ایک دودھ پیتے بچے کا باپ اپنے بچے کا جھوٹا کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟

**جواب** : شرعاً اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، (یعنی جائز ہے)(آپ کے مسائل اوران کا حل ج۷ص۱۸۸)

## چھوٹے بچے کی قے کا حکم

**سوال:** چھوٹے شیر خوار بچے کی قے پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

**جواب:** چھوٹا شیر خوار بچہ یا بڑا آدمی اگر منہ بھر کر قے کرے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے کپڑے پر یا بدن پر لگ جائے تو دھونا ضروری ہے البتہ اگر منہ بھر کر نہ ہو تھوڑی سی قے ہوئی جس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو وہ ناپاک نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ جلد چہارم، ص ۵۵)

بعض اوقات بچہ دودھ پینے کے بعد فوراً دودھ کی قئے کر دیتا ہے، یہ قئے کبھی دودھ کے حلق کے نیچے اتر جانے کے بعد ہوتی ہے اور کبھی پہلے ہی، اگر دودھ بچہ کے حلق کے نیچے اتر جائے پھر قئے ہو تو یہ قئے ناپاک ہوگی، کیوں کہ پیٹ کے اندر کی نجاستیں اس سے مل گئی ہیں، ہاں اگر دودھ حلق کے نیچے نہیں گیا، بلکہ منہ میں ہی تھا کہ بچہ نے قئے کر دیا تو اس قئے کو ناپاک نہیں سمجھا جائے گا، اگر کپڑے پر لگ جائے تو دھونا بھی ضروری نہیں۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۶۷)

## بچہ نمازی کے اوپر آکر بیٹھ جائے اور بچے کے پاک ہونے یا.....

اگر کوئی انسان نماز پڑھ رہا ہو اور بچہ اوپر آکر بیٹھ جائے اور بچے کے پاک ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ اور اگر نجاست ہونا معلوم ہے یا نجاست کے اثرات نمازی کے بدن یا کپڑے میں لگ گئے تو نماز درست نہیں۔

## یہ شکل بھی دراصل غسل کی ہی ایک صورت ہے

دودھ پیتا بچہ دودھ پیتے ہوئے ماں کے پستان پر الٹی کر دے، پھر اسے اچھی طرح چاٹ لے، تو اس کے چاٹ لینے سے پستان پاک قرار دی جائے گی۔ (شامی زکریا ۱/۵۱۰) (یہ شکل بھی دراصل غسل کی ہی ایک صورت ہے۔ (شامی زکریا باب الانجاس ۱/۵۱۷-۵۱۹

فتاویٰ عثمانی ۱/۳۴۹-۳۵۱)

## دودھ پیتے وقت بچہ اگر منہ بھر کر قے کردے تو شرعاً نجس ہے

دودھ پیتے وقت بچہ اگر منہ بھر کر قے کردے تو شرعاً نجس ہے لہٰذا اگر وہ کپڑوں وغیرہ میں لگ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ (درمختار بیروت ۱/۲۳۹، زکریا ۱/۲۶۶)

## پاکی کی اہمیت

شریعت اسلامی میں طہارت اور پاکی کی بڑی اہمیت ہے اس لئے کہ نماز جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کی صحت طہارت پر موقوف ہے، اگر طہارت ہی نہ ہوتو یہ عبادت معتبر نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ہے: نماز کی چابی طہارت ہے۔(ترمذی شریف)

اوردوسری جگہ ارشاد ہے: کوئی نماز بغیر طہارت کے معتبر نہیں ہے۔(ترمذی شریف)

طہارت کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: پاکی آدھا ایمان ہے۔(مسلم شریف۔۱۔۱۱۸)

نیز قرآنِ کریم میں قبا کے باشندوں کی طہارت پسندی کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی: فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المتطهرين ۔(توبہ۔۱۰۸)اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو، اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاکی حاصل کرنے والے سے اپنی محبت کا اظہاران الفاظ سے فرمایا ہے: اَللّٰہَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْن. (بقرة ۔۲۲۲)بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

نیز پاکی ناپاکی کے باقاعدہ احکامات نازل ہوئے، نجاستوں کو زائل کرنے، استنجاء کرنے، وضو، غسل اور تیمّم کے طریقے اہمیت کے ساتھ عمل کرکے بتائے گئے، جن کی تفصیلات کتب حدیث وفقہ میں موجود ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت میں طہارت ونظافت کا کتنا اہم اور بلند مقام ہے۔ احادیث مبارکہ میں خاص کران مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں عموماً احتیاط نہیں کی جاتی اور بتایا

گیا ہے کہ یہ معمولی سمجھی جانے والی لاپرواہی کتنے بڑے عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے، چناں چہ حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ نے فرمایا کہ ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہورہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں ہورہا جس کو تم بڑا سمجھتے ہو بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب ہورہا ہے اور دوسرے کو چغل خوری کی سزا مل رہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۴۲)

اور دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے: ''پیشاب سے بچو اس لئے کہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا ''پیشاب سے بچتے رہو'' اس لئے کہ قبر میں سب سے پہلے اسی کی وجہ سے عذاب ہوگا''۔ (مظاہر حق ۱/۱۳۵)

اسی طرح متعدد احادیث میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے یا ایسی جگہ پیشاب کرنے کی سخت ممانعت وارد ہوئی جہاں پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر لگنے کا امکان ہو۔ الغرض نجس چیز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم پاکی ناپاکی کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں اور اپنے گھروں میں طہارت کا ماحول بنائیں۔

## ایک غلط خیال...........

**سوال**: ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو غذا کھانا شروع نہ کی ہو وہ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں پر پیشاب کر دیتے ہیں تو بچہ کی ماں بہن وغیرہ اس کے دھونے کو ضروری نہیں سمجھتیں کیا یہ صحیح ہے۔

**جواب**: یہ خیال بالکل غلط ہے ایسے شیر خوار بچہ (لڑکا ہو یا لڑکی) کا پیشاب ناپاک ہے اور فقہاء نے اس کو نجاستِ غلیظہ میں شمار کیا ہے لہٰذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کردے تو اس کا دھونا ضروری ہے اگر بدن پر لگ گیا ہو تو بدن پاک کرنا بھی ضروری ہے اگر کپڑا اور

بدن پاک کئے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی لوٹانا ضروری ہوگا۔
(فتاوی رحیمیہ ج۴ص۵۶ بحوالہ درمختار وشامی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا پیشاب سے بچو (مجمع الزوائد ج۱ص۸۴)

لہٰذا پاکی کا پورا اہتمام کیا جائے پیشاب لگ جانے کو ہلکا سمجھنا اور اس کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا بہت سخت گناہ ہے۔

**نوٹ**: یہاں ایک اہم بات یاد رکھیں بہت سی عورتیں جب بچے کو نیپی تبدیل کرواتی ہے اور اس وقت بچے نے پاخانہ کیا ہوتا ہے تو وہ اس کو صاف کرتے وقت دایاں ہاتھ (سیدھا ہاتھ، رائٹ ہینڈ) استعمال کرتی ہے (اور ایسا ہی عمل مردے کو غسل دیتے وقت کیا جاتا ہے) یہ اس حدیث کے خلاف عمل ہے جس کا مفہوم ہے حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ منع کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے (ابوداؤد، حدیث نمبر۷) چونکہ بچہ خود یہ عمل اپنے طور پر نہیں کرسکتا اس لئے اس کا خیال اس کی دیکھ بھال کرنے والوں کو رکھنا ہوگا۔ اور عجیب بات ہے کہ مائیں یہی عمل جب پانی سے کرتی ہے (یعنی بچے کی گندگی کو دور کرتی ہے) تو اس وقت بایاں ہاتھ استعمال کرتی ہے مگر جب بیبی وائپس کا استعمال کرتی ہے تو عموماً صفائی کے وقت سیدھا ہاتھ استعمال کرتی ہے تو اس کا خوب خیال رکھنا چاہئے۔ مرتب

امام نووی رحمہ اللہ نے دائیں اور بائیں کا ایک ضابطہ لکھا ہے کہ جس کام میں تزئین وتکریم اور تبرک ہو اس میں تیامن مستحب ہے، اور اس کے علاوہ تمام افعال میں تیاسر مستحب ہے۔ (فضل الباری ج۲ص۲۷۸)

تحفۃ الالمعی میں ہے اسلام نے ہاتھوں کی اچھے برے کاموں کے لئے تقسیم کی ہے، تمام اچھے کام دائیں ہاتھ سے کرنے چاہئیں اور گندے کام جیسے استنجاء کرنا (یا ناک

صاف کرنا وغیرہ بائیں ہاتھ سے کرنے چاہئیں، اور اسکی حکمت ظاہر ہے، آدمی کو کھاتے وقت گھن نہیں آئے گی اور اگر جس ہاتھ سے استنجاء کیا ہے (یا صاف کیا ہے) اسی سے کھائے گا تو طبیعت میں نفرت (کراہت) پیدا ہوگی (تحفۃ الالمعی ج۵ص۱۴۸)

## بچے اور بچی کے پیشاب میں کوئی فرق نہیں

**سوال**: کیا شیرخوار بچے یا بچی کا پیشاب ناپاک نہیں ہے؟ یا ان دونوں کے پیشاب ناپاک ہیں؟

**جواب**: نفس ناپاکی کے معاملے میں دونوں کے پیشاب کا ایک ہی جیسا حکم ہے کہ وہ نجس ہے۔اس لئے جب تک اچھی طرح دھوکر پاک نہ کیا جائے گا تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا۔البتہ دودھ چھوڑ چکنے والے اور دودھ پینے والے بچوں میں سے صرف دودھ پینے والے بچوں کا پیشاب نجاست میں خفیف ہے اور اس کے مقابلے میں اس کو غسل خفیف بھی کافی ہوتا ہے۔لیکن حنفیہ کے نزدیک محض چھینٹے مارنے یا ایک گلاس پانی ڈالنے سے وہ بستر یا کپڑا پاک نہ ہوگا، شیرخوار بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم ہی راجح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔(ملخص درس ترمذی)

## دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کا حکم

**سوال**: شیرخوار (دودھ پینے والا) بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے تو کپڑوں کو دھونا چاہئے یا کہ ویسے ہی کپڑوں پر پانی گرادینے سے کپڑے صاف ہوجائیں گے؟

**جواب**: بچے کا پیشاب ناپاک ہے اس لئے کپڑے کا پاک کرنا ضروری ہے اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہادیا جائے کہ جتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔(یعنی جتنے پانی میں وہ کپڑا ڈوب جاتا اس سے تین گُنا پانی بہادیا جائے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۲ص۸۵)

## قالین یا بستر پر بچے کا پیشاب سوکھ جائے تو اس پر چلنے کا حکم

**سوال**: میرا بچہ بستر پر اور کمرے میں بچھے قالین پر جگہ جگہ پیشاب کر دیتا ہے۔ مجھے کہیں تو گیلا پن محسوس ہو جاتا ہے مگر کہیں کہیں بالکل سوکھا ہوتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس لئے لگتا یہی ہے کہ یہ سارا قالین ناپاک ہو چکا تو کیا میں اس پر گیلے پاؤں سے چل سکتا ہوں؟ یا گیلے کپڑے لے کر بیٹھ سکتا ہوں، اس سے ناپاکی تو نہیں لگے گی؟

**جواب**: اگر وہ جگہ ایسی سوکھ گئی ہے کہ اب وہ نشان معلوم نہیں ہوتا تب سوکھے پیر لے کر چلنے سے ناپاکی نہیں لگے گی۔ لیکن اگر گیلے پیر لے کر چلے یا گیلے کپڑے ہوں اور ان کی وجہ سے قالین میں بھی تری جائے تو وہ ناپاک ہو جائیں گے اور بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گے۔ اس لئے جہاں جہاں معلوم ہو اسے دھو لیا جائے۔ لیکن اگر صحیح نہیں معلوم اور اندازہ ہے کہ بہت سی جگہیں پھر بھی رہ جائیں گی تو قالین اور بستر کو پاک کرنا ضروری ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھو کر اگر نچوڑنا ممکن ہو تو ہر بار نچوڑا جائے ورنہ ہر بار دھو کر لٹکا دیں کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ پھر دوسری مرتبہ اور ایسے ہی تیسری مرتبہ دھو دیا جائے اور جب تک قالین اور بستر پاک نہ ہوں ان کو اس طرح استعمال کرنے سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۱۶)

## اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں تو.......

اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں تو اس کا کچھ حرج نہیں، دھونا واجب نہیں ہے۔ (اپنی نمازیں درست کیجئے، ص۵۲)

## جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا

اگر پاخانہ لگ جائے تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا، اور

اگر بدن میں لگ گئی ہوتو اس کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دومرتبہ اور دھولینا بہتر ہے اور اگر دومرتبہ میں چھوٹی ہے تو ایک مرتبہ اور دھولے غرضیکہ تین بار پورے کرلینا بہتر ہے۔(اپنی نمازیں درست کیجئے، ص۵۲)

## غذائی اجناس کھانے والے بچہ کے پیشاب کا حکم

جب بچہ کی مدت رضاعت ختم ہوجائے اور بچہ غذائی اجناس کھانا شروع کردے تو ایسے بچے کے پیشاب کو باتفاق فقہاء اچھی طرح دھویا جائے گا صرف پانی بہا دینا کافی نہ ہوگا، علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جب بچہ غذائی اجناس کھانا شروع کردے تو اب اس کے پیشاب کو باتفاق علماء فقہاء اچھی طرح دھویا جائے گا۔(نووی علی مسلم ج۱ص۱۳۹)

**نوٹ**: عوام کے اندر جو یہ بات مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہوتا ہے غلط ہے اور اس سے پاکی حاصل کرنا ضروری ہے۔(پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص۳۷)

## بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال واستدبارِ قبلہ کا حکم

**سوال**: کیا قضاءِ حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی قبلہ کی طرف رُخ یا پُشت کرنا ممنوع ہے جیسے کہ بڑوں کے لئے؟

**جواب**: جی ہاں بچوں کے لئے بھی وہی حکم ہے جو بڑوں کے لئے ہے۔اس لئے چھوٹے بچوں کی والدہ یا جوکوئی انہیں قضاءِ حاجت کرائے اسے حکم ہے کہ وہ بچے کو قبلہ رو یا قبلہ کی طرف پُشت کر کے نہ بٹھائے۔(خیر الفتاوی، ج۲ص۱۸۰)

استنجاء کی حالت میں قبلہ کی طرف چہرہ اور پشت کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح چھوٹے بچہ کو پیشاب و پائخانہ کی حالت میں اس رخ پر لے کر بیٹھنا یا بٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے(درمختار وردالمختار ج۱ص۲۲۸)

عورت کے لئے چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پائخانہ پیشاب کرانا مکروہ اور منع ہے اور اس کا گناہ عورت پر ہے۔ (زبدۃ الفقہ حصہ اول ص ۱۴۳)

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا یا پیٹھ کرنا سخت منع ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے اور اگر کسی جگہ قبلہ رخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے، حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رخ کر کے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔ (عالمگیری ۱/۵۰)

جن عورتوں کے معصوم بچے ہوتے ہیں ان عورتوں کو بھی چاہئے کہ ان بچوں کو پیشاب پائخانہ کراتے وقت ان کا منہ یا پیٹھ قبلے کی طرف نہ رکھیں اگر اس بچے کی پیٹھ یا منہ قبلے کی طرف رکھے گی تو گنہگار ماں ہوگی بچہ نہیں ہوگا اور جب بچہ سمجھدار ہو جائے اور تنہا پیشاب یا پائخانہ کے لئے جانے لگے تو اس وقت بھی ماں اس کو سمجھا دیا کرے کہ بیٹا جب پیشاب یا پائخانہ کے لئے بیٹھا کرو تو قبلے کی طرف نہ تو آپ کا منہ ہونا چاہئے اور نہ پیٹھ ہونا چاہئے اس کو سمجھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انشاء اللہ تعالی زندگی بھر وہ قبلے کا احترام کرے گا اور اس کا ثواب اسکی ماں کو ملتا رہے گا۔ (شریعت یا جہالت ص ۲۰۸)

عورت کو مکروہ ہے کہ بچے کو پائخانہ پھیرانے یا پیشاب کرانے کو قبلہ کی رخ لے کر بیٹھائے۔ (عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۵۰، عالمگیری ج ۱ ص ۶۷)

## قبلہ کا احترام

قبلہ کی طرف بلا عذر پاؤں کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور خواتین کا اپنے بچوں کو اس طرح سلانا کہ ان کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں یہ بھی مکروہ ہے۔

## بچے کا پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی کا حکم

**سوال**: اگر چھوٹا بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو کیا اس پانی سے وضو درست ہے؟

**جواب**: اگر علم ہو کہ بچے کا ہاتھ یقیناً پاک تھا تو بلاشبہ وضو درست ہے اور اگر پلید (گندا) ہونے کا یقین ہو تو پھر کسی صورت درست نہیں اور اگر شک ہو تو بھی احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کرے اور اگر کر لیا تو درست ہو جائے گا۔ (خیر الفتاوی، ج۲ص۱۶۱)

زبدۃ الفقہ میں ہے چھوٹے بچوں کے ہاتھ کا اعتبار نہیں اس لئے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے، اگر کر لے گا تو جائز ہے۔ (زبدۃ الفقہ حصہ اول ص۱۰۴)

**مسئلہ**: وہ بچہ جس نے ولادت کے بعد آواز نہیں نکالی اور وہ پانی میں گر جائے تو پانی کو نجس کر دے گا۔ (نفع المفتی والسائل ص۱۱۰)

## ناپاک بدن والے بچہ کا نمازی پر چڑھ جانا

اگر نماز کی حالت میں پاؤں چلتا بچہ ناپاک بدن یا کپڑوں کے ساتھ نمازی پر چڑھ جائے تو نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر بچہ اتنا چھوٹا ہو جو خود نہیں چل سکتا ہو اور اسے کوئی اٹھا کر نماز کی حالت میں نمازی پر رکھ دے اور اس بچے کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو ایسی صورت میں اگر ایک رکن ادا کر لیا تو نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار شامی بیروت ۶۸/۲، زکریا ۴۷/۲، کراچی ۴۰۳/۱، البحر الرائق ۲۷/۱، صغیری ۱۰۶)

## بغیر وضو قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا

نابالغ لڑکا قرآنِ کریم پڑھنے کی غرض سے بغیر وضو قرآنِ کریم کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ (مسائلِ وضوص ۱۱۱)

نابالغ بچہ کا قرآنِ کریم چھونا یا اس تختی وغیرہ کو چھونا جس پر قرآنِ کریم لکھا ہوا ہے مکروہ نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ باوضو کوئی بالغ آدمی قرآنِ کریم کو اٹھا کر بے وضو نابالغ بچہ کو دے، یا بے وضو لڑکے سے باوضو بالغ آدمی قرآنِ پاک طلب کرے۔ اسی طرح قرآنِ پاک کا ضرورت کے وقت لینا دینا جائز ہے اور وہ ضرورت بچوں کا قرآنِ پاک از بر یاد کرانا ہے۔ کیونکہ بچپن میں رٹ لینا ایسا ہے جیسا پتھر پر نقش کرنا۔ (اور نابالغوں سے ہر وقت وضو کرانا مشقت میں ڈالنا ہے اور بلوغ کے انتظار میں یاد نہ کرانا حفظِ قرآن کے مسئلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔) اسی لئے بچوں کے لئے قرآنِ پاک چھونے میں وضو شرط نہیں ہے، وہ بلا وضو چھو سکتے ہیں۔ (کشف الاسرار ج ا ص ۵۰)

## کیا قرآن کریم بچوں کے ہاتھ میں دینا.....

**سوال:** کیا قرآن کریم بچوں کے ہاتھ میں دینا جائز ہے جب کہ یہ یقین نہیں کہ وہ بچے نجاست وحدث سے مبرا ہوں گے اور طہارت سے پرہیز کرتے ہوں گے۔

**جواب:** کہا گیا ہے کہ بچوں کے ہاتھ میں قرآن کریم کا دینا مکروہ ہے اور اس کا گناہ اس پر ہوگا جو قرآن کریم بچوں کے ہاتھ میں دے گا جیسے کہ بچوں کو زیور پہنانا، ان کو شراب پلانا، ان کو ریشمی کپڑے پہنانا، ان کو پازیب پہنانا، قضاء حاجت کے لئے بچوں کو قبلہ رو بٹھانا وغیرہ جو مردوں کے لئے حرام ہیں بچوں کے ساتھ یہ فعل کرنا بھی ممنوع ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ بچوں کے ہاتھ میں قرآن کریم دینے میں کوئی حرج نہیں

کیونکہ ایسا کرنے میں حفظ قرآن کے طریقے کو ضائع کرنا ہے ان کو پاک رہنے کا حکم کرنا ان کے لئے باعثِ تنگی اور پریشانی ہے، اور یہی صحیح مذہب ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہوا ہے۔ (نفع المفتی والسائل ص ۳۵۱،۳۵۲)

## کیا بچے بے وضو قرآنِ کریم کو چھو سکتے ہیں؟

**سوال:** کیا بچے بے وضو قرآنِ کریم کو چھو سکتے ہیں؟

**جواب:** پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کریم کو باوضو چھونا ضروری ہے۔ حدیثِ پاک کا مفہوم ہے قرآنِ کریم کو صرف پاک شخص چھوئے۔ اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد صرف غسل کی طہارت نہیں ہے بلکہ طہارت معنوی اور حسی دونوں مراد ہیں۔ لیکن چونکہ بچے غیر مکلّف ہیں اس لئے ان کو وضو کرانا ضروری نہیں ہے البتہ جب وہ سمجھدار ہو جائیں تو انہیں وضو کی عادت ڈالی جائے۔ بغیر وضو قرآن کریم چھونے نہ دیا جائے۔ یعنی عملاً ان کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ لیکن اصل حکم کے اعتبار سے وہ مکلّف نہیں اس لئے یہ حکم شرعاً لازم نہیں۔ ہاں اگر وضو کرنا ہی نہ آتا ہو تو سکھانے کے ساتھ اس کا صرف منہ ہاتھ دھونا ہی کافی ہے۔ (کما فی الشامیۃ ج ا ص ۱۷۴)

## بچہ کے لئے بلا وضو حفظ قرآن کا حکم

**سوال:** حفظ قرآن کریم کی نعمت ایک بیش بہا اور گرانقدر عطیہ خداوندی ہے، جہاں ایک طرف یہ بات مسلم ہے کہ حفظ قرآن کریم کے لئے ''بچپن،، ایک بہترین زمانہ ہوتا ہے، وہیں دوسری طرف یہ سوال بھی اہم ہے کہ قرآن کریم چھونے کے لئے وضو ضروری ہے، مگر ایک بچہ جو طہارت کے مسائل سے واقف نہیں ہے اور اگر جانتا بھی ہے تو طہارت کی شرط لگانا اس کے لئے مشقت و تنگی کا سبب ہوسکتا ہے تو کیا بچوں کے لئے اس سلسلہ میں کوئی اجازت ہے کہ بچہ بلا وضو ہی حفظ قرآن کرے؟

**جواب:** فقہاءکرام نے بچوں سے اسی مشقت وتنگی کو دفع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بچہ بلا وضو ہی قرآن کریم لے کر حفظ قرآن کریم کرسکتا ہے کیوں کہ اگر ان کے لئے وضو ضروری قرار دیا جائے تو یہ بچوں کے لئے مشکل بھی ہے اور اس میں حفظ قرآن کریم کے عام نہ ہونے کا اندیشہ بھی ہے اس لئے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ:

بچوں کو طہارت کا مکلّف قرار دینا اور انہیں بھی وضو کا حکم دینا ان کے لئے پریشانی کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے حفظ کو بالغ ہونے تک مؤخر کرنے میں حفظ قرآن کریم میں کمی کا امکان ہے۔ (ردالمختار ج ا ص ۳۱۷)

زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ کلام خداوندی کو بحالت طہارت چھوا اور پڑھا جائے، اس لئے بچوں کو بھی حفظ قرآن کریم کے لئے وضو اور طہارت کی عادت ڈلوانی چاہئے۔

## بچوں کو خلافِ ترتیب قرآن کریم کی تعلیم دینا

**سوال:** بچوں کو پارۂ عم سے خلاف ترتیب تعلیم دینا جیسا کہ عموماً آج کل ہو رہا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قرأت میں سورتوں کی ترتیب تلاوت کے واجبات میں سے ہے، اور جائز ہے چھوٹے بچوں کو تعلیم کی ضرورت کے لئے خلاف ترتیب تعلیم دینا۔ (ردالمختار ج ا ص ۳٦۷)

## نابالغ بچے قرآن کریم کو بلا وضو چھو سکتے ہیں

سوال۔ چھوٹے بچے بچیاں مسجد مدرسے میں قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ پیشاب کر کے آبدست نہیں کرتے بلا وضو قرآن چھوتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟ اور کتنی عمر کے بچے بلا وضو قرآن کریم چھو سکتے ہیں؟

**جواب:** چھوٹے نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں، ان کا بلاوضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج۳ص۲۰۱،۲۰۲بتغیر)

## ختمِ قرآن کریم کی دعوت

**سوال:** بچوں کا قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعوت کرنا یا مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** جائز ہے، حضرت عمرؓ نے سورۂ بقرہ کی تعلیم بارہ سال میں مکمل کی اوراس خوشی میں اونٹ ذبح کیا۔

البتہ فخر ونمود یا اپنی حیثیت سے زیادہ قرض لے کر خرچ کرنا جائز نہیں، نیز التزام سے بھی احتراز ضروری ہے۔ (احسن الفتاوی ج۸ص۱۵۴)

## قریب البلوغ لڑکی کو بغیر پردے کے پڑھانا درست نہیں

**سوال:** مراھقہ لڑکی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے؟ آج کل جو حفاظ کرام یا مولوی صاحبان مسجد میں بیٹھ کر مراھقہ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

**جواب:** قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے بغیر پردے کے پڑھانا موجب فتنہ ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج۳ص۲۳۳)

# نابالغ کی اذان کا حکم

## ناسمجھ بچہ اذان دے تو معتبر نہ ہوگی

اگر کوئی ناسمجھ بچہ اذان دے تو معتبر نہ ہوگی اور اس کی اذان کا اعادہ کرنا چاہیئے، اقامت کا نہیں۔ (شامی ج ا ص ۲۶۳، مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۱۶)

مسئلہ۔عورت، مدہوش، دیوانہ، فاتر العقل، ناسمجھ بچے کی اذان کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ (نفع المفتی والسائل ص ۱۶۹)

## سمجھدار نابالغ لڑکے کی اذان بلا کراہت صحیح ہے لیکن........

**سوال**: نابالغ کی اذان ہوجاتی ہے یانہیں؟ اور بالغ کی شریعت میں کیا عمر ہے؟

**جواب**: نابالغ لڑکا اگر ہوشیار و سمجھدار ہو تو اس کی اذان صحیح ہے مگر خلافِ اولی ہے۔ بلوغ کا علامتوں کے ذریعہ پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اگر بالغ ہونے کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ تصور کیا جاتا ہے۔ (خیر الفتاوی، ج ۲ ص ۲۰۶)

مسئلہ: سمجھدار نابالغ لڑکا ہو تو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے، لیکن بالغ کی اذان افضل ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ا ص ۵۴، مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۱۸)

## نابالغ خواہ وہ تنہا نماز پڑھیں یا جماعت سے اذان اور اقامت کہنا...

بالغ حضرات اگر کہیں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہیں تو اس کے لئے اذان و اقامت کا ثبوت حدیث شریف سے ملتا ہے، لیکن نابالغ بچے اگر اپنی الگ جماعت بنائیں اور اس کے لئے اذان و اقامت کے کلمات کہیں تو یہ سنت نہیں، بلکہ ایک غیر مشروع عمل ہوگا، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اور یہ مسنون نہیں کیونکہ یہ ایک غیر مشروع عمل ہے۔ (ردالمختار علی الدرج ص ۵۸)

# نماز اور بچوں کی نماز کے احکام و مسائل

## بچوں کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کی جائے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بچہ جب سات برس کا ہوتو نماز پڑھنے کا طریقہ بتلادیں۔اوردس برس کی عمر میں تنبیہ کر کے پڑھوائیں لیکن اب تو نماز کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں کہتا۔اگر کوئی بچہ امتحان میں فیل ہوجائے تو اس پر افسوس ہوتا ہے۔لیکن اگر نماز سال بھر تک نہ پڑھے تو ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا۔اسلام زبان حال سے شکایت کررہا ہے کہ افسوس! میری طرف بالکل توجہ نہیں رہی۔آگے حضرت تھانوی لکھتے ہیں کہ بچوں کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کی جائے۔اوراس کو عادت ثانیہ بنایا جائے۔
(تربیت اولاد ص۹۲بتغیر)

## بچپن سے پچپن تک

سات سال کا بچہ ابھی احکام شرعیہ کا مکلّف نہیں ہوتا تاہم اس میں نماز کی عادت پختہ کرنے کی غرض سے اسے نماز سکھائی اور پڑھائی جاتی ہے اوردس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کرنا مزید مضبوط کرنے کی کوشش ہے۔اردو میں ایک مثال ہے ''بچپن سے پچپن تک''یعنی جو عادت بچپن میں پڑ جائے وہ بڑھاپے تک نہیں جاتی اورطبیعت میں جگہ پکڑ لیتی ہے۔اس لئے بچپن میں نماز کی عادت ڈالنے کی تاکید کی گئی ہے۔(پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص۴۹۔۵۰)

## طاعات میں شریعت سے آگے بڑھنے میں بھی مفاسد ہیں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک مرتبہ مجھے خیال ہوا کہ حدیث میں آیا ہے جب بچے سات برس کے ہوجائیں توان کو نماز کا حکم دو۔اس حکم میں ''سبعاً''سات برس کی قید آسانی کے لئے لگا دی ہے۔ورنہ یہ قید ضروری نہیں۔بلکہ جب بچہ ہوش والا ہوجائے اس کو نماز پڑھوانا چاہئے اگر چہ سات سال سے کم ہو۔یہ

خیال کر کے میں نے مدرسہ میں حافظ صاحب سے جو بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ان سے کہا کہ سب لڑکوں سے نماز پڑھوائی جائے خواہ ان کی عمر سات برس ہو یا اس سے کچھ کم۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔نماز کے بعد معلوم ہوا کہ ایک لڑکے نے جس کی عمر سات برس سے کم تھی۔جائے نماز پر پیشاب کر دیا۔

اس وقت سات سال کی تشریع (قید کی) حکمت معلوم ہوئی۔اور یہ سمجھ میں آیا کہ اس سے پہلے اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی۔واقعی شرعی احکام ایسے ہیں کہ ان کے خلاف کرنے سے جب نقصان سامنے آتا ہے تب ان کی تشریع کی وجہ(اور حکمت) معلوم ہوتی ہے۔

اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح گناہ کے کام کرنے میں مفاسد ہیں اسی طرح طاعات میں شریعت سے آگے بڑھنے میں بھی مفاسد ہیں۔(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۴ ص ۸۴)

## بچے کے نیک اعمال کا اجر وثواب والدین کو ملتا ہے، یا نہیں؟

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچوں کے متعلق یہ کہنا چاہئے کہ پڑھ تو رہے ہیں ظہر،عصر،مغرب،عشاء وفجر ہی،لیکن وہ واقع ہو رہی ہیں نفل۔یہ کہنا غلط ہے کہ وہ نفل پڑھ رہے ہیں اور اس امر کی بھی نقل نہیں ہے کہ بچوں کی عبادت کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔(ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۶۸)

البتہ اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ بچے کے نیک اعمال کا اجر وثواب والدین کو ملتا ہے اور اسکی وجہ یہ بیان کی گئی کہ والدین کی محنت اور توجہ ہی عام طور پر ان اعمال کی بجا آوری کا باعث بنتی ہے اور انہی کی تربیت کی وجہ سے بچہ نیک اعمال کی طرف راغب اور ان پر گامزن ہوتا ہے۔(پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام ص ۵۸ بتغیر)

## نابالغ بچہ فرض نماز ادا کر لیتا ہے اس کے بعد وقت کے اندر بالغ ہو جاتا ہے تو....

نابالغ بچہ فرض نماز ادا کر لیتا ہے، اس کے بعد وقت کے اندر بالغ ہو جاتا ہے تو اس پر اس پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے اور وہ نماز نہ پڑھنے والے کے حکم میں ہوتا ہے۔ (شرح معانی الاثار)

مذکورۂ بالا مسئلہ کے متعلق ایک واقعہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اس کو نقل کرتا ہوں۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ''بلوغ الامانی فی سیرة الامام محمد بن الحسن الشیبانی،، میں لکھا ہے کہ جب امام محمد رحمہ اللہ سن تمیز کو پہنچے تو قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کی اور اس کا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کر لیا اور حدیث اور ادب کے اسباق میں حاضر ہونے لگے پس جب امام محمد چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تا کہ ان سے ایک مسئلہ سے متعلق دریافت کریں جو ان کو پیش آیا۔ پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سے سوال فرمایا۔

آپ اس لڑکے کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ عشاء کی نماز لوٹائے؟ فرمایا ہاں! پس امام محمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھائے اور مسجد کے ایک کونہ میں عشاء کی نماز لوٹا لی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا جو انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سیکھا۔) جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا۔ (فضائلِ حفظِ القرآن ص ۲۱۹)

## بچوں پر جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے

بچوں پر چونکہ جمعہ نہیں، اس لئے نماز عیدین بھی واجب نہیں، مگر نابالغ بچوں کو

عیدگاہ لیجانا چاہیئے، تاکہ وہ اسلامی احکام سے واقف ہوسکیں اوران میں عبادت کا ذوق پیدا ہو، حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو آپ ﷺ کی وفات کے وقت تک بالغ نہیں ہوئے تھے، فرماتے ہیں کہ: میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں آپ کے ساتھ عیدگاہ جاتا۔ (بخاری ،حدیث نمبر۹۷۵)

**مسئلہ**: دوسری فرض نمازوں کی طرح نماز جمعہ بھی نابالغوں پرواجب نہیں، اگر بچہ نے نماز جمعہ پڑھ لی تو یہ ان کے لئے نماز نفل ہوگی، لیکن بچوں کو از راہ تربیت جمعہ کے لئے لے جانا زیادہ مناسب اور بہتر بات ہے۔ (بچے حقوق واحکام ص۱۱۹بتغیر )

## باشعور بچہ اگر خطبہ کی صلاحیت رکھتا ہوتو اسکے خطبہ کا اعتبار کیا جائے گا

نماز جمعہ کے لئے خطبہ شرط ہے، اور خطبہ کے لئے عاقل، بالغ اور صالح آدمی زیادہ مناسب اور بہتر ہے، مگر اکثر مشائخ احناف کی رائے یہ ہے کہ بچہ اگر باشعور ہو، خطبہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ خطبہ دیدے تو اسکے خطبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ (بچے حقوق واحکام ص۱۲۰بتغیر )

## بچوں کے سوجانے کے خوف سے نماز قبل از وقت پڑھنا

**سوال**: ہمارے چھوٹے بچے ہیں جو کہ ۹، ۱۰ سال کے ہیں اور وہ عشاء کی نماز سے پہلے سوجاتے ہیں۔ کیا میں ایسا کرسکتا ہوں کہ انہیں لے کر عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرلوں اور مغرب کے فوراً بعد عشاء کے وقت سے پہلے ادا کرلوں تاکہ بچوں کی نماز ان کے سونے کی وجہ سے فوت نہ ہوجائے۔

**جواب**: بچوں کی عشاء فوت ہونے کے خوف سے نماز قبل از وقت پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور نمازوں کو کسی بھی مجبوری میں جمع کر کے ایک ساتھ دو نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہیں۔ نمازوں کے اوقات بڑے چھوٹے سب کے لئے

ایک ہی ہیں۔البتہ اگر واقعی یہ خدشہ ہے تو انہیں کسی مصروفیت میں لگا دیا جائے تاکہ وہ عشاء تک جاگتے رہیں اور وقت ہوتے ہی ان سے نماز پڑھا کر انہیں سُلا دیا جائے۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۳۱)

## بچہ نماز میں قہقہہ لگا دے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا

نماز جنازہ کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز میں قہقہہ لگانے کی وجہ سے دوبارہ وضو کر کے نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔(سنن دار قطنی ج ۱ ص ۱۶۳)

یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ کوئی عاقل، بالغ شخص اس کا ارتکاب کرے اگر کوئی بچہ اس طرح کا عمل کرے یعنی نماز میں قہقہہ لگا دے تو اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور اسی وضو سے بچہ دوسری عبادتوں کو ادا کر سکتا ہے۔

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے نماز کی حالت میں بچوں کا قہقہہ لگانا ان کے وضو کو نہیں توڑتا ہے۔(تاتارخانیہ ج ۱ ص ۲۰۳)

# نابالغ بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم

## بچہ ایسا تربیت یافتہ ہو کہ مسجد کی عظمت اور اس کی پاکی کا خیال.....

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس کی صفائی، ستھرائی کا حکم دیا گیا ہے، نیز اس کو گندا کرنے سے منع کیا گیا ہے، اسی پس منظر میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو مسجدوں میں مت لاؤ بلکہ دور ہی رکھو (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۵۰)

آپ ﷺ کا یہ ارشاد اسی خطرہ کے پیش نظر ہے کہ بچہ کہیں مسجد کو گندا نہ کردے، چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بچوں اور پاگلوں کے بارے میں یہ غالب گمان ہو کہ وہ مسجد کو ناپاک کردیں گے تو ان کو مسجد لانا حرام ہے۔ (درمختار علی الرد ج۴ ص ۴۲۹) مگر جب بچوں سے اس کا اندیشہ نہ ہو اور بچہ ایسا تربیت یافتہ ہو کہ مسجد کی عظمت اور اس کی پاکی کا خیال اس کے دلوں میں ہو تو اس صورت میں بچوں کو مسجد میں لانا درست ہے، خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ فرض نمازوں میں (جو کہ مسجدوں میں ہوا کرتی تھیں) حضرت امامہؓ (جو کہ بچی تھیں) کو اپنے کندھے پر رکھ لیا کرتے تھے، چنانچہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے بچوں کو مسجد میں لانے کا ثبوت ملتا ہے (فتح الملہم شرح مسلم ج۲ ص ۱۴۱)

## اگر یہ گمان غالب ہو کہ ناسمجھ بچہ مسجد کو ناپاک کردے گا تو......

**سوال**: نابالغ بچوں کو مسجد میں لانا کیسا ہے؟

**جواب**: جب کہ گمان غالب ہو کہ ناسمجھ بچے مسجد کو ناپاک وملوث کردیں گے تو ایسی حالت میں ان کو مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(مرغوب الفتاوی ج۲ ص ۲۴۱ بحوالہ فیض القدیر ج۳ ص ۴۶۲)

**مسئلہ**: مسجد میں ایسے بچوں کو لانا جن سے مسجد کے ناپاک ہونے کا گمان غالب ہو مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر مسجد کے نجس ہونے کا گمان غالب نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۵۹۹)

''اولادکومسلمان بنانے کا طریقہ'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ سات سال پہلے اولاد کو مسجد میں نہ لے جائیے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ناسمجھی سے گڑبڑ کردے دھوم مچائے یا غلاظت کردے، ایسی صورت میں باپ مسجد کی بے ادبی کرنے اور دوسروں کی عبادت میں خلل ڈالنے کا ذمہ دار اور گنہگار ہوگا، اس عمر تک بچوں کو گھر ہی میں ماں کے ساتھ نماز کی نقل کرتے رہنے دیجئے۔ اور اولاد کو بچپن میں نماز کی عادت ڈالنے اور شوق پیدا کرنے کے لئے ہفتہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ کچھ انعام دیجئے تاکہ بچوں میں نماز کا شوق بڑھے، اس سے بچہ خود آپ کو نماز کے اوقات میں نماز کا احساس دلائے گا۔ اور ساتھ چلنے پر خوشی خوشی راضی ہوگا۔ (اولادکومسلمان بنانے کا طریقہ ص۳۶۲)

## بچہ اگر مسجد میں پیشاب کردے تو....

**سوال**: مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں اور عام مساجد میں بھی بچے کبھی کبھار پیشاب کر دیتے ہیں اور مسجد حرام میں لوگ سوجاتے ہیں جن میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کے بچے پیشاب کر جاتے ہیں نظافت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: ایسے معصوم بچے جو پیشاب کے بارے میں نہ بتاسکیں انہیں تو مسجد میں آنے نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی لے جانا چاہئے لیکن اگر مجبوری میں لے جانا ہی ضروری ہو تو اسے اچھی طرح پیک کر کے لے جایا جائے۔ پھر بھی اگر کوئی بچہ پیشاب کردے تو اس زمین، دری یا قالین وغیرہ کو اچھی طرح پاک کرنا ضروری ہے۔ جس کے طریقے مختلف کتب فقہ میں موجود ہیں، اس بارے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور خود سے ہوسکے تو خود دھودیں ورنہ مسجد کے خادمین کو اطلاع ضرور دیں اس کے بارے میں تساہل ہرگز جائز نہیں ہے۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۱۵)

## چند متفرق مسائل

**مسئلہ**: مسجد میں ایسے بچوں کو لانا جن سے مسجد کے ناپاک ہونے کا گمان غالب ہو

مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔اور اگر مسجد کے نجس ہونے کا گمان غالب نہ ہوتو مکروہ تنزیہی ہے۔(مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص۵۹۹)

**مسئلہ**: بچوں کو قرآن شریف وغیرہ اجرت لے کر مسجد میں پڑھانا ناجائز ہے جبکہ جگہ کی مجبوری نہ ہو۔

**مسئلہ**: گمشدہ بچے کا مسجد سے اعلان کرنے کی انسانی مجبوری کی وجہ سے گنجائش ہے۔لیکن اس کے لئے بہتر ہے کہ علاقے والے چندہ کرکے ایک لاؤڈ سپیکر شرعی مسجد کی حدود سے باہر لگالیں اور اس میں ایسا اعلان کریں۔

**مسئلہ**: اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص۱۸۴)

# بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا اور صف بنانے کی ترتیب

## صف بنانے کی ترتیب

صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں، اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے۔ (ہدایہ ۱/۱۲۴، ہندیہ ۱/۸۹)

اگر صرف ایک ہی نابالغ لڑکا ہو تو اس کو بالغوں کے ساتھ کھڑا کیا جائے۔ اگر نابالغ لڑکے زیادہ ہوں تو ان کو پیچھے کھڑا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں اور جب اندیشہ ہو کہ وہ سب ملکر اپنی نمازیں بھی خراب کریں گے اور بڑوں کی نماز میں بھی خلل کا سبب بنیں گے تو ان کو مردوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہئے یہ حکم ان بچوں کے متعلق ہے جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں۔ زیادہ چھوٹے بچوں کو مردوں کی صف میں کھڑا کرنا مکروہ ہے بلکہ مسجد میں لانا ہی جائز نہیں۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۶۴، ۱۶۵) خصوصاً تراویح میں

(مرغوب الفتاوی ج ۲ ص ۲۴۱، حاشیہ نمبر ۳)

## نابالغ لڑکوں کا صف میں شریک ہونا کیسا ہے؟

**سوال:** نابالغ لڑکوں کا صف میں شریک ہونا کیسا ہے؟

**جواب:** اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہو اور نابالغ لڑکا ایک ہی ہو تو اس کو پہلی صف میں شامل کرلیا جاوے اور اگر لڑکے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو مردوں کی صف میں شریک ہونا مکروہ ہے۔ لڑکوں کو پہلی صف میں کھڑا کیا جاوے۔

(مرغوب الفتاوی ج ۲ ص ۲۳۹، ۲۴۰، بحوالہ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۲)

## بچوں کو صف سے نکالنا کیسا.........

**سوال:** کیا نابالغ بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ اس کے کھڑا ہونے سے بڑوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے؟

**جواب:** جب مردوں کی صفیں مکمل ہوجائیں تو اس کے بعد ان بچوں کی صفیں بنائیں۔ یہی سنت طریقہ ہے اور نماز مشروع ہونے کے بعد جو لوگ آئیں وہ ان بچوں ہی کی صفوں میں دائیں اور بائیں شامل ہوجائیں۔

لیکن بعض لوگ اس موقع پر غلطی یہ کرتے ہیں کہ نماز شروع ہونے کے بعد جب وہ لوگ مسجد میں آتے ہیں اور صف میں شامل ہوتے ہیں اور بچوں کو صف میں کھڑا دیکھتے ہیں تو ان کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو پیچھے کردیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص آیا اور بچے کو صف میں کھڑا دیکھ کر اس کو کان سے پکڑ کر پیچھے کی صف میں کردیا اور اگر بچہ تھوڑی سی ضد کرے تو اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پیچھے کردیتے ہیں۔ اب جو شخص آئے گا وہ اسے ایک ایک صف پیچھے کرتا جائے تو اگر وہ پہلی صف میں تھا تو وہ نماز کے آخر تک آخری صف میں دھکیلا جاچکا ہوگا۔

لوگوں کے ذہن میں یہ جو بات بیٹھی ہوئی ہے کہ بچوں کے برابر کھڑے ہونے سے بڑوں کی نماز نہیں ہوتی یا فاسد ہوجاتی ہے یہ غلط نظریہ ہے۔ اس کو ذہن سے کھرچ دینا چاہیئے۔

شرعی حکم یہ ہے کہ آپ بچوں کے برابر میں کھڑے ہوجائیں۔ چاہے بچہ اگلی صف میں ہو یا پچھلی صف میں ہو۔ دائیں ہو یا بائیں اس کی وجہ سے بالغوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

یہ واضح رہے کہ بچوں کی نماز بھی سچ مُچ نماز ہے اگرچہ وہ بالغ نہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز چاہے فرض نہ ہو لیکن وہ نفل ضرور ہے اور جس طرح ہماری نفل نمازیں ہیں اسی طرح بچوں کی نفل نماز ہے۔

اگر ایک بالغ شخص کسی صف میں تنہا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ آگے سے ایک شخص

کوآرام سے پیچھے کھینچ لے۔لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر آگے والے شخص کو مسئلہ نہیں معلوم اور پیچھے والے کو اندازہ ہو کہ یہ شخص پیچھے آنے کے بجائے لڑنے کے لئے تیار ہوجائے گا تو اسے اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہئے۔آگے والے کو کھینچنا جائز نہیں ہے۔جب بڑوں کے لئے ضرورت میں بھی یہ حکم ہے تو بچوں کو بھی اس طرح کھینچ کر لانا نہیں چاہئے۔جس طرح بڑوں کو یہ گوارا نہیں کہ کوئی انہیں پیچھے کھینچ لے،اسی طرح بچوں کو بھی گوارا نہیں ہوتا اور خاص طور پر جب بچہ قرآن حافظ ہو یا حفظ کرر ہا ہو تو بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

دوسری بات یہ کہ اگر جو بچے نماز پڑھنے آرہے ہیں وہ غیر تربیت یافتہ ہیں اور ہم نے ان کی تربیت نہیں کی ہے تو وہ مسجد میں بھاگتے دوڑتے ہیں شور مچاتے ہیں ایسے میں اگر ان کی الگ صف بنادیں گے تو وہ ایک دوسرے کو دھکے دیں گے اور مزید شور مچا کر نمازوں میں خلل ڈالیں گے۔اس لئے ان کو بالغوں کی صف میں متفرق طور پر کھڑا کردینا چاہئے تاکہ نہ بچوں کی نماز خراب ہو اور نہ بالغوں کی۔اور اگر محض ایک دو ہی بچے ہیں تو ان کو مردوں کی صف میں کھڑا کردینا بلا کراہت جائز ہے۔

اس لئے نہ تو بچوں کو ڈانٹنا چاہئے اور نہ انہیں دھتکار کر مسجد سے بھگانا چاہئے۔بلکہ پیار ومحبت سے انہیں سمجھا دینا چاہئے۔کیونکہ ڈانٹنے سے وہ بڑا نہیں بن جاتا بچہ ہی رہتا ہے۔بہر حال بچے جب سن تمیز کو پہنچے ہوئے ہوں تو ان کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے،اوپر گزری تفصیل کے مطابق معاملہ کیا جائے۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۲۶ تا ۲۸)

## بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنے کی.....

اگر بچے ایک دو ہوں،یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ

یکجا ہوکر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم ہو جانے کا خطرہ ہو وغیرہ) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔ (تقریرات الرافعی علی الدر المختار ۲/۷۳)

## نابالغ بچوں کو عیدگاہ لے جانا کیسا ہے؟

**سوال:** ہمارے علاقوں میں یہ عادت ہے کہ عید کے دن بچے بھی تیار ہوکر عیدگاہ جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر مسجد کے اطراف میں یا دوصفوں کے درمیان خالی جگہ میں بیٹھ کر کبھی خاموش رہتے ہیں یا کبھی شور کرتے ہیں۔ بعض بچے والد اور بھائیوں کے ساتھ صف کے درمیان کھڑے ہوکر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** بچوں کو عیدگاہ جانے سے روکا نہیں جاسکتا جب کہ وہ سات سال کے ہوں۔ اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ "اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر ان کی پٹائی کرو اور ان کے بستر علیحدہ کردو،، ان بچوں کو عیدگاہ لے جایا جائے اور ادب کی تاکید کی جائے اور نماز میں شامل کیا جائے، اور انہیں اتنا آزاد نہ کیا جائے کہ وہ عیدگاہ میں شور کرتے رہیں۔ البتہ وہ اور جوان سے چھوٹی عمر کے بچے ہیں اگر وہ نماز کا شعور رکھتے ہیں تو انہیں اپنے ساتھ کھڑا کرکے نماز میں شامل کیا جائے ورنہ الگ جگہ میں اگر صفوں سے ہٹ کر میسر ہو تو بٹھا دیا جائے اور شرارت نہ کرنے کی تاکید کی جائے۔

# بچے کی امامت کا حکم

## نابالغ کی امامت درست نہیں ہے

نابالغ کی امامت درست نہیں ہے۔کیونکہ امامت کے لئے چھ شرطیں ہیں (۱)مسلمان ہونا(۲)بالغ ہونا(۳)عاقل ہونا(۴)مرد ہونا(۵)بقدرِ ضرورت قرآن کریم کا یاد ہونا(۶)اور نکسیر وسلسل بول وغیرہ سے پاک ہونا(مرغوب الفتاوی ج ص ۲۲۵ بتغیر)اس میں ایک شرط ہے''بالغ ہونا،،وہ شرط اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔

بچے کی امامت مختار مذہب یہ ہے کہ نفل میں بھی جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ بچے کا نفل بھی بڑے کے نفل سے کم تر ہے اور بڑے کا قوی تر۔(فقہ حنفی قرآن وسنت کی روشنی میں ج۱ص ۲۲۵،۲۲۶)حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں بچہ جب تک بالغ نہ ہو امامت نہ کرائے۔(سنن بیہقی،ج۳ص ۲۲۵):

## نابالغ کے پیچھے بالغ کو نفل نماز میں بھی اقتداء کرنا صحیح نہیں

نابالغ کے پیچھے بالغ کو نفل نماز میں بھی اقتداء کرنا صحیح نہیں،اگر کسی نے یہ کام کرلیا ہے تو نفل کا اعادہ احتیاطاً کرلیا جائے۔(فتاوی محمودیہ ج۲ص ۷۷)

## نابالغ کو تراویح کے لئے امام بنانا درست نہیں ہے

نابالغ کو تراویح کے لئے امام بنانا درست نہیں ہے(فتاوی محمودیہ ج۲ص ۳۵۰)کیونکہ بچہ کی تراویح صرف نفل ہے اور بالغ کی سنتِ مؤکدہ۔دوسرے بچہ کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی اور بالغ پر واجب ہو جاتی ہے،پس بچہ کی نماز ضعیف ہوگی اس پر بالغ کی قوی نماز کا بنا کرنا خلافِ اصول ہونے کے سبب جائز نہیں رہے گا۔(امداد الفتاوی ج۱ص ۳۶۱)ویسے بچوں کا نفلوں میں قرآن شریف سنتے رہیں یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اس کا قرآن شریف سنتے رہیں اور جب پندرہ سال کا ہو جائے تو امامِ تراویح بنادیں۔(مسائلِ امامت

ص ۸۷،۹۷ بحوالہ ردالمختار ج ۵ ص ۵۳۹) البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰)

ذکر صالحین ج ا ص ۱۸۲ پر حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس ایک استفتاء آیا کہ نابالغ کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟

حضرت نے جواب دیا کہ ناجائز ہے۔ طلبہ نے دلیل دریافت کی تو فرمایا کہ دلیل: الامام ضامین ،، ہے جو تم حدیث پڑھ چکے ہو، بچہ ضامن نہیں ہوسکتا، تو امام بھی نہیں ہوسکتا۔ (ذکر صالحین ج ا ص ۱۸۲)

## چند متفرق مسائل

**مسئلہ**: نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۴۹)

**مسئلہ**: بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۵۰)

**مسئلہ**: پندرہ سال سے کم عمر کا لڑکا تراویح کا امام نہیں بن سکتا جبکہ وہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۳۷)

**مسئلہ**: سامع نابالغ ہو تب بھی اس کو پہلی صف کے درمیان میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ اس میں کراہت نہیں۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۳۷)

**مسئلہ**: ہدایہ میں ہے کہ نابالغوں کی امامت کسی بھی نماز میں جائز نہیں، کیونکہ بچے کے نفل بالغ کے نفل سے کم درجہ کے ہوتے ہیں، کیونکہ نابالغ پر نماز فاسد ہونے پر بالاتفاق قضا لازم نہیں، اور قوی کی بنا ضعیف پر نہیں ہوسکتی۔

درمختار میں ہے کہ عورت خنثی اور نابالغ لڑکے کی اقتداء مرد کے لئے صحیح نہیں، اگر چہ نماز جنازہ ہی کیوں نہ ہو یا نماز نفل ہی کیوں نہ ہو۔

## بچے کو نائب امام بنانا

نماز باجماعت کی حالت میں اگر امام کا وضوٹوٹ جائے، یا کوئی دوسری مجبوری پیش آجائے تو امام اپنے مقتدیوں میں سے کسی مرد مقتدی کو اپنی جگہ پر گھڑا کرسکتا ہے اور نماز کو مکمل کرنے کی ذمہ داری اسے سونپ سکتا ہے، مگر اس کے لئے عاقل، بالغ ہونا ضروری ہے، اگر امام نے کسی بچے کو نیابت کے لئے آگے بڑھادیا تو یہ اسکے لئے جائز نہیں، نیز اس سے تمام مقتدی اور خود امام کی بھی نماز فاسد ہوجائے گی۔(بچے حقوق و احکام ص ۱۱۸ بتغیر۔اپنی نمازیں درست کیجئے ص ۱۹۳)

## نماز جنازہ میں بھی نابالغ کی امامت درست نہیں ہے

فرائض میں چونکہ بچوں کی امامت درست نہیں اس لئے نماز جنازہ میں بھی بچوں کی امامت درست نہیں، اور اگر نابالغ لڑکے نے نماز جنازہ پڑھادی تو اعادہ ضروری ہوگا، کیوں کہ اس سے فرض ساقط نہیں ہوتا ہے۔(بچے کے حقوق واحکام ص ۱۳۳، ۱۳۴)

نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا بالغ ہونا شرط ہے اگر نابالغ کو امام بنادیا جائے یا صرف کوئی نابالغ بچہ تنہا نماز جنازہ پڑھ لے تو بالغین کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔

(طحطاوی ۳۱۹، درمختار بیروت ۹۸/۳، زکریا ۱۰۴/۳)

## اگر نابالغ بچہ میت کو غسل دیدے تو غسل ہوجائے گا

اگر نابالغ بچہ میت کو غسل دیدے تو غسل ہوجائے گا میت کو غسل دینے کے لئے غسل دینے والوں کا بالغ ہونا شرط نہیں۔(شامی زکریا ۱۰۴/۳، بیروت ۹۸/۳)

# بچہ اور نماز باجماعت

## بچوں پر چوں کہ نماز ہی فرض نہیں ہے اس لئے ان کے لئے جماعت....

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ بلکہ قریب بہ واجب ہے، بچوں پر چوں کہ نماز ہی فرض نہیں ہے، اس لئے ان کے لئے جماعت کی بھی کوئی تعیین نہیں اگر وہ بغیر کسی عذر کے بلا جماعت ہی نماز پڑھ لیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(بچے۔حقوق واحکام ص۱۱۰،۱۱۱)

## باشعور بچہ مقتدی ہوتو جماعت درست مانی جائے گی

نماز باجماعت کے لئے کم ازکم دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک امام اور دوسرا مقتدی ہو، چنانچہ جب کوئی ایک نابالغ مگر باشعور بچہ کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہوتو اس کی یہ جماعت درست مانی جائے گی اور وہ اس بچہ کو اپنی دائیں جانب رکھے گا، روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ جو ایک کم سن صحابی تھے وہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی نماز میں شامل ہوگئے اور آپ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تو آپ نے انہیں دائیں جانب کرلیا۔

(مجمع الزوائدج۱ص۱۷۹)

## بالغ شخص نابالغ بچوں کی جماعت کرا سکتا ہے

**سوال:** میرے تین بچے ہیں جن کی عمریں نو سے گیارہ سال کے درمیان ہیں۔سردی کی صبح بہت زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے تو میں ان بچوں کو گھر میں جماعت سے نماز پڑھاتا ہوں۔کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ ایک خطیب صاحب نے مجھے منع کیا ہے؟

**جواب:** بالغ شخص نابالغ بچوں کی جماعت کرا سکتا ہے۔اس لئے مذکورہ صورت میں آپ صرف اپنے بچوں کو لے کر جماعت کر سکتے ہیں اور اگر آپ کے گھر کی محرم عورتیں بھی نماز باجماعت میں شامل ہونا چاہیں تو وہ بچوں کے پیچھے صف بنائیں۔نبی کریم ﷺ نے دو بچوں کی جماعت کرائی تھیں۔اس لئے اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۲۴،۲۵)

## جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر.........

جمعہ کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ سے سجدۂ رکعت اولی تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبہ کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کرسکیں، پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

(اپنی نمازیں درست کیجئے ص ۳۰۵)

# کتاب الجنائز

## نابالغ اولاد کی موت کی فضیلت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں اللہ تعالی اسکو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

**نوٹ**: روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فضیلت ایک نابالغ بچے کی وفات پر بھی صبر کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

## معصوم بچے اپنے والدین کی شفاعت کریں گے

**سوال**: کیا معصوم بچے اگر وفات پا جائیں تو وہ اپنے والدین اور اجداد کی شفاعت کریں گے؟

**جواب**: معصوم بچے اپنے والدین کی شفاعت کریں گے اور یہ مضمون کئی احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ دادا دادی کی شفاعت کے بارے میں کوئی روایت منقول نہیں۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۱۰)

## بچوں کو موت کے وقت تلقین نہیں کی جائے گی کیونکہ.........

بچوں کے سلسلہ میں صحیح قول یہ ہے کہ ان سے سوال قبر نہیں ہوگا، اس لئے ان کی موت کے وقت تلقین کی بھی حاجت نہیں۔ (بچے حقوق واحکام ص ۱۲۸)

مظاہر حق میں ہے کہ قبر میں بچوں سے سوال و جواب ہوگا یا نہیں؟ اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں، کچھ حضرات کا قول تو یہ ہے کہ بچوں سے بھی سوال و جواب ہوگا جبکہ دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ بچے اس سے مستثنیٰ ہوں گے ان سے کوئی سوال و جواب نہیں ہوگا اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ غیر مکلّف کا عذاب میں مبتلا ہونا اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (مظاہر حق جدید ج ۲ ص ۱۲۵)

## جو بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا.............

**سوال:** جو بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا ہوا اس بچہ کو غسل دینا چاہئے یا نہیں؟
بچہ کا نام بھی رکھا جانا ضروری ہے یا نہیں؟
بچہ کو قبرستان کے اندر دفن کیا جائے یا باہر کسی اور جگہ؟

**جواب:** جو بچہ مردہ پیدا ہوا اسے غسل دینے اور اس کا نام رکھنے میں اختلاف ہے، ہدایہ میں اسی کو مختار کہا ہے کہ غسل دیا جائے اور نام رکھا جائے البتہ اس کا جنازہ نہیں بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کر دیا جائے، قبرستان سے باہر دفن کرنا غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۳ص ۹۷)

## اتنے عرصہ سے جنازہ نہ پڑھنے کا کفارہ کیا..........

**سوال:** ہمارے گاؤں میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے آواز کرتا ہے یا روتا ہے علامت زندگی کی پائی جاتی ہے، اذان کی مہلت نہیں ملتی اور بچہ دو چار سانس کے بعد مر جاتا ہے۔ گاؤں کے رہنے والے اس بچہ کو اس وجہ سے کہ بچہ کے کان میں اذان نہیں ہوئی اس لئے بچہ کا جنازہ نہیں پڑھواتے، اگر آپ کے خیال میں نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے تو اس صورت میں جنازہ اتنے عرصہ سے نہ پڑھنے کا کفارہ کیا ہے؟

**جواب:** جس بچہ میں پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت پائی جائے اس کا جنازہ ضروری ہے خواہ دو تین منٹ بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا ہو۔ ایسے بچوں کا جنازہ اس وجہ سے نہ پڑھنا کہ ان کے کان میں اذان نہیں کہی گئی جہالت کی بات ہے۔ اور ناواقفی کی وجہ سے اب تک جو ایسے جنازے نہیں پڑھے گئے ان پر توبہ استغفار کیا جائے یہی کفارہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۳ص ۱۵۶، ۱۵۷)

## جو بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مر گیا ہو اس کا جنازہ......

**سوال:** ہمارے گاؤں میں ایک عورت فوت ہوگئی اس کے پیٹ میں بچہ تھا، یعنی زچگی کی تکلیف کے باعث فوت ہوگئی اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا۔ ہمارے امام صاحب نے اس کا جنازہ پڑھایا اب کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دو جنازے ہونے چاہئے تھے، دلائل اس طرح دیتے ہیں کہ فرض کرو ایک حاملہ عورت کو قتل کرتا ہے تو اس پر دو قتل کا الزام ہے۔

**جواب:** جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنازے ہونے چاہئے تھے وہ غلط کہتے ہیں۔ جنازہ ایک ہی ہوگا اور دو مردوں کا اکٹھا جنازہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مر گیا ہو اس کا جنازہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

## نابالغ بچہ کی نماز جنازہ کے لئے دعا

**اللھم اجعله لنا فرطاً واجعله لنا اجراً و ذخراً واجعله لنا شافعاً و مشفعا**

## نابالغ بچی کی نماز جنازہ کے لئے دعا

**اللھم اجعلھا لنا فرطاً واجعلھا لنا اجراً و ذخراً واجعلھا لنا شافعةً و مشفعةً**

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۶۲)

## ولدالزنا کی نماز جنازہ

ولدالزنا جس کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو وہ مسلمان بچہ ہے اور اسکی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔ (مسائل میت، ص ۱۰۹)

ظاہر ہے کہ ولدالزنا ہونے میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے قصور اگر والدین کا ہو تو بچہ اس کا مواخذہ دار نہیں ہوسکتا وہ تو معصوم بیگناہ ہے تعزیر تنبیہ اور زجر کا نہ محل ہے کیونکہ نابالغ تھا اور نہ مستحق ہے کیونکہ ولدالزنا ہونا اس کا اختیاری فعل نہیں ہے، اگر تنبیہ یا زجر زانی زانیہ کو ہو تو مضائقہ نہیں ہے وہ بھی اس صورت میں کہ زانی اور زانیہ کے نماز

جنازہ سب لوگ اور اچھے لوگ نہ پڑھیں بلکہ ایک دو آدمی پڑھ کر دفن کردیں۔ (کفایت المفتی ج۴ص۸۰)

انعام الباری میں ہے مسلمانوں میں جو بچہ انتقال ہو تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی چاہے وہ بچہ گناہ کا ہو۔ (انعام الباری ج۴ص۵۲۶)

## ماں اور بچے کی نماز جنازہ ایک ساتھ؟

**سوال:** زچگی یعنی حالت وضع حمل میں ایک عورت اور اس کا بچہ دونوں وفات پاگئے تو کیا دونوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھی جائے گی یا الگ الگ؟

**جواب:** دونوں کی نماز جنازہ الگ الگ پڑھنا اولی ہے ایک ساتھ پڑھنی ہو تو امام کے آگے پہلے بچہ (لڑکے) کا پھر اسکی ماں کا جنازہ رکھا جائے یا بچہ کی پائنتی پر ماں کا جنازہ رکھا جائے یہ بھی جائز ہے۔

دونوں کی ایک ساتھ نماز جنازہ پڑھنے کی صورت میں پہلے بالغ کی دعا اور پھر نابالغ کی دعا پڑھی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ج۱ص۳۶۰)

## بچہ کے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

میت اگر چھوٹا بچہ ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں کہ ایک آدمی اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح ادلتے بدلتے لے (شامی زکریا۱۳۵/۳، بیروت۱۲۶/۳، ہندیۃ۱۶۲/۱، حلبی کبیر۵۹۲)

## بالغ ونابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو نماز جنازہ میں کیا دعاء پڑھیں؟

اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو ایسی صورت میں بالغوں کی دعاء کے بعد نابالغوں کی دعاء بھی پڑھی جائے گی۔ (فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۵۸۶/۸)

## نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کردیا تو کیا کریں؟

**سوال:** زید کہتا ہے کہ میرے ہاں دو بچوں کی ولادت ہوئی اور چند لمحوں بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ میں موجود نہیں تھا۔ وہاں رشتہ داروں نے نماز جنازہ پڑھے بغیر انہیں دفن کردیا۔ اب کیا کیا جائے؟ کوئی کفارہ وغیرہ ہے یا نہیں؟

**جواب:** جب بچے زندہ پیدا ہوئے تھے تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جانی چاہئے تھی۔ بہر حال اب یہ ہوسکتا ہے کہ تین دن گذرنے سے پہلے پہلے ان کی قبر پر ان کی نماز جنازہ ادا کرلی جائے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کفارہ نہیں سوائے یہ کہ بغیر جنازہ دفن کرنے پر توبہ و استغفار کی جائے۔ (بچوں کے مسائل واحکام ص ۳۰)

## جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے غسل دیا جائے اور نام رکھا........

**سوال:** اگر کوئی بچہ مردہ پیدا ہو تو اس کا نام رکھنے اور اسے غسل دینے اور جنازہ پڑھانے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے غسل دیا جائے اور نام رکھا جائے البتہ اس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کردیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳ ص ۷۹ ملخصاً)

## چند متفرق مسائل

**مسئلہ:** نابالغ بچہ و بچی کو بھی موت کے غسل میں وضو کرانا چاہئے۔
(احسن الفتاوی ج ۴ ص ۲۱۲)

**مسئلہ:** کسی کا بچہ مرگیا اس نے یوں کہا یا اللہ! یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا ایسا کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ (مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۶۰۷ بتغیر)

**مسئلہ:** اگر کسی نابالغ لڑکے کا انتقال ہو جائے اور وہ ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ اسے

دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو مردوں کی طرح عورتیں بھی ایسے لڑکے کو غسل دے سکتی ہیں۔اور اگر نابالغ لڑکی کا انتقال ہو جائے اور وہ اتنی کم عمر ہو کہ اسے دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی ،تو ایسی کم عمر لڑکی کو عورتوں کی طرح مرد بھی غسل دے سکتے ہیں۔

البتہ نابالغ لڑکا اور لڑکی اتنے بڑے ہوں کہ انہیں دیکھنے سے شہوت ہوتی ہے تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورتیں ہی غسل دیں۔(احکامِ میت ص۴۲ بحوالہ عالمگیری)

**مسئلہ**: :اگر نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی مر جائے جو ابھی جوان نہیں ہوئے لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئے تھے تو لڑکے کے کفن میں تین کپڑے دینا اور لڑکی کے کفن میں پانچ کپڑے دینا سنت ہے،اگر لڑکی کو پانچ کی بجائے تین اور لڑکے کو تین کی بجائے دو ہی کپڑے دیئے جائیں تب بھی کافی ہے۔(احکام میت ص۵۲،بحوالہ شامی)

**مسئلہ**: :جو لڑکا یا لڑکی بہت کم عمری میں فوت ہو جائیں کہ جوانی کے قریب بھی نہ ہوئے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ لڑکے کو مردوں کی طرح تین کپڑے اور لڑکی کو عورتوں کی طرح پانچ کپڑے کفن میں دیئے جائیں ،اور اگر لڑکے کو صرف ایک اور لڑکی کو صرف دو کپڑے کفن میں دیدیئے جائیں تو بھی درست ہے،اور نمازِ جنازہ اور تدفین حسبِ دستور کی جائے۔(احکامِ میت ص۵۳،بحوالہ عالمگیری)

**مسئلہ**: جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا، یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی قاعدے سے نہلا دیا جائے اور کفنا کر نماز پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جائے۔(احکامِ میت ص۵۳،بحوالہ بہشتی زیور)

**مسئلہ**: جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ،لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دو، بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو،اس پر نمازِ جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی،البتہ نام

اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئے۔(حوالہ بالا)

**مسئلہ**: اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے، کچھ بھی نہ کرے، بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے۔یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے،لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے، نہ نماز پڑھی جائے، بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(حوالہ بالا)

**مسئلہ**: ولادت کے وقت بچہ کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا حکم ہے،البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ وہ زندہ پیدا ہوا اور اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر اُلٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہئے۔(حوالہ بالا)

حضرت ابوطلحہؓ کے صاحبزادے حضرت عمیرؓ کا انتقال نابالغی میں ہو گیا تھا،تو حضور ﷺ کو ان کی نماز کے لئے بلایا گیا اور حضور ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔(شرح معانی الآثار)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔(حوالہ بالا)

**مسئلہ**: مسلمانوں کے نابالغ بچے جو تکلیف کی عمر تک پہنچے سے پہلے انتقال کر جاتے ہیں وہ انشاءاللہ جنت میں ہوں گے۔(انعام الباری ج۴ص۵۵۰)

# نابالغ اور زکوۃ

## نابالغ لڑکے پرزکوۃ واجب نہیں ہے

نابالغ لڑکے پرزکوۃ واجب نہیں ہے،اس کے مال پر بالغ ہوجانے کے وقت سے سال شروع ہوگا اورسال پوراہونے پرزکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔

(زبدۃ الفقہ حصہ سوم ص ۱۱)

اگر نابالغ لڑکی کوزیور کا مالک بنادیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوۃ نہیں،بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی جبکہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا زکوۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۳ ص ۳۴۸ بتغیر)

## پاگل اورناسمجھ بچہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں

پاگل اورناسمجھ بچہ کوزکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادانہ ہوگی البتہ اگران کا ولی ان کی طرف سے قبضہ کرلے توزکوٰۃ درست ہوجائے گی۔

(المحیط البرہانی ۳/۲۱۴ شامی زکریا ۳/۳۰۷،بیروت ۳/۲۷۷)

## نابالغ کوزکوۃ دینا

زکوۃ کا مال اگر نابالغ محتاج بچوں کو دیا جائے اوران کی جانب سے ان کے اولیاء مال زکوۃ پر قبضہ کرلیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اوران کا قبضہ کرنا بھی درست ہوگا۔(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۴۳)

## سمجھ دار بچے کوزکوٰۃ دینا

اگرفقیر سمجھ دار بچہ کوزکوٰۃ دی یا کپڑے پہنائے توزکوٰۃ اداہوجائے گی۔

(تاتارخانیۃ زکریا ۳/۲۱۱،ہندیۃ ۱/۱۹۰ شامی زکریا ۳/۱۷۱)

## مالدار کی نابالغ اولاد کوزکوۃ دینا

کسی ایسے محتاج نابالغ لڑکے کوزکوۃ کا مال دینا جائز نہیں جس کے والد مالدار

ہوں، کیوں کہ بچے کے اخراجات کی ذمہ داری مالدار باپ پر ہے، تو اگر ایسے نابالغ بچے کو زکوۃ کا مال دیا تو یہ ایسا ہی ہے کہ گویا مالدار باپ کو ہی زکوۃ کا مال دیا جارہا ہے اور یہ اسکے لئے جائز نہیں، اس لئے مالدار باپ کی محتاج نابالغ اولاد کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۴۲۸)

## نابالغ اور مجنون کی زمین میں عشر

نابالغ بچے اور مجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے۔

(بدائع الصنائع ۲/۱۷۳، ہندیہ ۱/۱۸۵، المحیط البرہانی ۳/۲۷۹، تاتارخانیہ زکریا ۳/۲۸۱، شامی زکریا ۶/۲۹۳، کراچی ۴/۱۷۸)

# نابالغ اورصدقۃ الفطر

## نابالغ کی طرف سے صدقۃ الفطر کون ادا....

نابالغ کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کیا جائے گا۔اور جو نابالغ اولاد ہے اسکی طرف سے والد پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے بچوں کی والدہ کے ذمہ بچوں کا صدقۂ فطر دینا لازم نہیں ہے۔(تعلیم المسلمین ص۲۷۱) ماں جتنی بھی مالدار ہو نابالغ اولاد کا صدقۂ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔ (حوالہ بالا ص۲۷۲،۲۷۳)

**مسئلہ**: جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اسکی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔

**مسئلہ**: اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کر دے،اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

## بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

**سوال**: بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟۔

**جواب**: اس طرح آسکتا ہے کہ کسی کی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔(حوالہ بالا ص۲۷۳)

**نوٹ**: بعض مما لک میں بچوں کو پیدا ہوتے ہی چائلڈ بینیفٹ دیا جاتا ہے( ہر ہفتہ ان کو کچھ رقم ملتی ہے ) تو اس طرح بھی ان کے پاس مال آسکتا ہے۔مرتب

# روزہ

## حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ میں رخصت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے مسافر کے لئے نماز کا ایک حصہ معاف فرمادیا ہے اور رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے کی بھی مسافر کو اجازت دی ہے اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت اور حمل والی عورت کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ (رواہ الترمذی وابوداود)

**مسئلہ**: دودھ پلانے والی عورت کے لئے جائز ہے کہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور بعد میں قضا کرے۔ بشرطیکہ روزہ رکھنے سے بچے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہو اگر بچہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری غذا کے ذریعہ گزارہ کرسکتا ہو مثلاً اوپر کا دودھ پینے سے یا دلیہ چاول وغیرہ کھانے سے بچہ کی غذا کا کام چل سکتا ہے تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے اور یہ مسئلہ بھی بچہ کی عمر دوسال ہونے تک ہے جب بچے کی عمر دوسال ہو جائے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا ہی منع ہے۔ اس میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (تعلیم المسلمین ص۳۱۲)

**مسئلہ**: دودھ پلانے والی عورت کو شرط مذکور کے ساتھ رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ بچہ کا باپ دوسری عورت کو معاوضہ دے کر دودھ پِلوانے سے عاجز ہو یا وہ بچہ ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی نہ ہو (حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعض عورتیں باوجود تیقن اس امر کے کہ روزہ رکھنا دودھ پینے والے بچے کو ضرر کرے گا۔ اپنی ہٹ دھرمی اور ہیکڑی سے باز نہیں آتیں ایسی عورت نے ایک بے گناہ بچہ کو ضرر پہنچایا سو کسی کو ضرر پہنچانا پھر وہ بھی بچہ یہ حقوق العباد کی کس درجہ کی فرد ہے؟ (اصلاحِ انقلاب امت ص ۱۲۹، ۱۳۰)

**مسئلہ**: جو عورت حمل سے ہو اس کو بھی رمضان شریف میں روزہ چھوڑنے کی

اجازت ہے ولادت کے بعد جب نفاس ختم ہوجائے چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے۔ مگر شرط وہی ہے کہ روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف میں پڑنے یا اپنے بچے کی جان کا اندیشہ ہو۔ (حوالہ بالا)

اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہوجائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہوجائے گی، تو اس صورت میں رمضان المبارک میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرے۔

(ہندیۃ ۱/۲۰۷، تاتارخانیۃ ۳/۴۰۴، فتاوی دارالعلوم ۶/۴۶۴)

حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز ہے۔

(ہندیہ ۱/۲۰۷، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۴۰۴، درمختار زکریا ۳/۴۰۳، ہدایۃ ۱/۲۲۲، بہشتی زیور ۳/۱۷)

## بچے کو پیار کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

**سوال:** روزہ کی حالت میں کسی بچے کا بوسہ لینے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

**جواب:** اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۳ ص ۲۹۱)

## دن میں بچہ بالغ ہوا یا کافر اسلام لایا تو.........

اگر دن میں کسی بھی وقت بچہ بالغ ہوا یا کافر اسلام لایا تو ان کو شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔ (ہندیۃ ۱/۲۱۴)

## نصف النہار سے قبل بالغ ہونے والے بچہ کیلئے نفل روزہ کی نیت.......

اگر بچہ نصف النہار شرعی سے قبل بالغ ہوجائے اوراس نے اب تک کوئی منافی روزہ کام نہ کیا ہو تو وہ نفل روزہ کی نیت کرسکتا ہے (ہندیۃ ۱/۲۱۴)

## دس سال سے کم عمر کا بچہ اگر ایسا صحت مند ہو کہ روزہ رکھنے سے....

دس سال سے کم عمر بچہ اگر ایسا صحت مند ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کو کوئی مشقت نہ ہو تو

ایسے بچے سے روزہ رکھوانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر بچہ کمزور ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو تو اس سے روزہ نہیں رکھوایا جائے گا۔

(ہندیہ ۱/۲۱۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۵)

**نوٹ**: ناموری کے لئے زبردستی چھوٹے چھوٹے بچوں سے روزہ رکھوانا اور پھر ان کی تصاویر یا اخبارات میں شائع کرنا اور روزہ کشائی کے نام پر بڑی بڑی دعوتیں کرنا، یہ سب باتیں رسومات میں داخل ہیں اور قابل ترک ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

## دس سال کے بچوں کو روزہ کی تاکید کرے اور.........

جو بچہ دس سال کا ہو جائے اور روزہ کی طاقت ہو تو اسے روزہ کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ بلا عذر روزہ چھوڑے گا تو اس کو تنبیہ کی جائے (ہندیہ ۱/۲۱۴، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۵)

## دس سال سے کم یا دس سال کے بچہ کو پورے.............

اگر بچہ دس سال سے کم عمر کا ہو یا دس گیارہ سال کی عمر کا ہو اور اس کو پورے مہینہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بلکہ پورے مہینہ روزہ رکھنے سے سخت تکلیف اور زیادہ کمزور ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو جتنے دن روزہ رکھنے کی طاقت ہو صرف اتنے ہی دن روزہ رکھے، مزید روزے رکھنے کا اسے حکم نہ ہوگا۔ (شامی زکریا ۳/۳۸۵)

جس طرح نماز کے لئے بالغ نہ ہونے کے باوجود ان کو نماز کی تاکید کرنا بلکہ تنبیہ کرنا ضروری ہے اسی طرح روزہ کے لئے بھی حکم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ نماز میں سات سال عمر کی قید ہے اور روزہ میں قوت برداشت پر مدار ہے۔ نماز روزہ کی حکمت یہ ہے کہ یک دم سے کسی کام کا پابند ہونا دشوار ہوتا ہے اگر بالغ ہونے کے بعد تمام احکام شروع ہوں تو اس سے ایک دم بار پڑ جائے گا۔ اس لئے شریعت نے پہلے ہی سے آہستہ آہستہ اعمال کا عادی بنانے کا قانون مقرر کیا ہے تاکہ بالغ ہونے کے بعد دشواری نہ ہونے پائے۔ (اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ ص ۳۶۵، ۳۶۶)

## روزہ میں افراط

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعضوں کو بہت چھوٹے کم سمجھ ناتواں بچہ کو روزہ رکھانے کا شوق ہوتا ہے کچھ تو خود اس روزہ رکھانے کا فخر ہوتا ہے اور کچھ روزہ کشائی میں حوصلہ نکالنے کا ارمان ہوتا ہے سو اول تو مبنی ہی اس کا فاسد ہے پھر ''لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا،، اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اسکی گنجائش ہوتی ہے،، کی مخالفت پھر اس پر بعض عوارض ایسے مرتب ہوجاتے ہیں کہ معصیت میں تضاعف ہوجاتا ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھ کو ایک جگہ کا قصہ معلوم ہے کہ اسی طرح کے ایک بچہ کو روزہ رکھوایا اور اپنی امارت اچھالنے کے لئے روزہ کشائی کا بہت زیادہ اہتمام کیا گرمی کے بڑے اور کڑے دن، عصر کے وقت تک جوں توں کر کے اس نے کھینچا آخر طاقت طاق ہوگئی اور صبر وتوان نے جواب دیدیا ٹھنڈے پانی کے مٹکے بھرے رکھے تھے ان پر تر کپڑا لپٹا تھا برف گھولنے کا سامان ہورہا تھا اس سارے سامان نے آگ بھڑکا دی ایک ایک سے خوشامد پانی کے لئے کرتا تھا، لیکن اگر پانی دیتے تھے تو روزہ کشائی کا سامان اکارت جاتا ہے اپنا سامان بچانے کے لئے پانی کو جواب دیدیا آخر سخت بیتاب ہوکر دوڑ کر ایک مٹکے کو جا لپٹا اور محبوب سے وصل ہوتے ہی روح نے قالب کو چھوڑ دیا۔ اسکی نعش زبانِ حال سے سراپا تھی کہ ؎

لو بھئی! تم کو تمہارا سامان مبارک ہے ہم اپنی جان تمہارے سامان پر فدا کرتے ہیں۔

کس قدر حسرتناک ماجرا ہے یہ نتیجہ ہے غلو اور افراط کا آخر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بے معنی تو نہیں کہ تم دین میں غلو نہ کرو کیا اس ہلاک اور قتل کی نسبت گو تسبباً سہی ان

ظالموں کی طرف نہ ہوگی؟

غرض تفریط اورافراط دونوں مذموم ہیں، شرع نے دونوں سے روکا ہے۔

(اصلاحِ انقلابِ امت ص ۱۳۱، ۱۳۲)

## روزہ میں تفریط

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ خودتو روزہ رکھتے ہیں لیکن بچوں سے (باوجودان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) روزہ رکھوانے کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ بعض ان کے نابالغ ہونے کی دلیل بنا کر اپنی رائے وعمل کو صواب سمجھتے ہیں اور روزہ رکھوانے کو سختی سمجھتے ہیں، خوب سمجھ لیا جاوے کہ عدمِ بلوغ سے ان بچوں پر واجب نہ ہونا تو لازم آتا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیاء پر بھی ان سے روزہ رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لئے باوجود عدمِ بلوغ کے ان کو تاکید کرنا، بلکہ سختی کرنا ضروری ہے، اسی طرح روزہ کے لئے بھی اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے۔ (یعنی جب روزہ کی تکلیف کو برداشت کرنے کی قابلیت وطاقت آجائے رکھوانا واجب ہے) اور اس میں راز یہ ہے کہ کسی کام کا دفعۃً پابند ہونا دشوار ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام احکام شروع ہوں تو اس پر ایک بارِ گراں پڑ جاوے گا، اس لئے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے شدہ شدہ سب اعمال کا خوگر بنانے کا قانون مقرر کیا تاکہ مکلّف ہونے کے وقت دشواری نہ ہو، پس اس قانون کی تنفیذ سرپرستوں کے ذمہ مقرر کی گئی، سو اگر سرپرستوں پر یہ واجب نہ ہو تو اس قانون کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا، کیونکہ واجب نہ ہونے کی صورت میں ان کو ترک بھی جائز ہوگا، تو اگر اس جائز سے یہ منتفع ہوئے تو بلوغ کے بعد اس نئے نئے مکلّف کو اسی مصیبت کا سامنا ہوگا، تو قانون کا عدم وجود برابر ہوا تو لامحالہ اولیاء پر اس کا وجوب ہوگا، تو ان لوگوں کی دو غلطیاں ہیں، ایک اس کو ضروری نہ سمجھنا۔

دوسرے اس ضروری کو سختی سمجھنا جس میں شرع پر دھبّہ لگتا ہے، کیونکہ نصوص میں بتلایا گیا ہے کہ شرع میں سختی نہیں ہے ’’قال اللہ تعالی یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ،،اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا اور ’’وما جعل علیکم فی الدین من حرج ،،تمہارے لئے اللہ تعالی نے دین میں تنگی نہیں کی ’’و فی الحدیث‘‘ دین آسان ہے۔ (اصلاحِ انقلاب امت ص ۱۲۹، ۱۳۰)

مسئلہ۔ مسائل بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہوجائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کے ہوجائیں تو سختی کرکے روزہ رکھائے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھے رکھائے۔

## نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھائے

اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھائے البتہ اگر نماز کی نیت کرکے توڑ دے تو اس کو دہرائے۔ (مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۷۸)

مسئلہ۔ اگر کوئی دن کو جوان ہو تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزہ کی قضا رکھنی اسکے ذمہ واجب نہیں ہے۔ (حوالہ بالا ص ۳۸۱)

## بچہ کا اعتکاف معتبر نہیں ہے

اعتکاف کے لئے عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے (لہٰذا پاگل اور بچہ کا اعتکاف معتبر نہیں) (کتاب المسائل)

## کفارہ میں بچوں کو کھانا کھلانا.........

**مسئلہ**: اگرکوئی شخص کفارے کے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو یعنی ایسا بیمار ہے جس کے اچھا ہونے کی امید نہیں رہی یا بہت بوڑھا ہے اس لئے وہ دو مہینے کے روزے لگا تار رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے البتہ بڑی عمر کے بچے ہوں یعنی جو بلوغت کے قریب ہوں تو جائز ہے۔(مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۷۰)

## بہت چھوٹے بچوں کو کھلانے سے کفارہ ادانہ ہوگا

چھوٹے بچوں (جو قریب البلوغ نہ ہوں) کو کھلانے سے کفارہ ادانہ ہوگا۔
(طحطاوی ۶۷۰، ومثلہ فی الشامی زکریا ۵/۱۴۳، البحر الرائق ۴/۱۰۹)

## روزہ دار عورت چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال.....

اگر چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ وہاں کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو تو وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ چکھنے یا چبانے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اترے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔ (شامی زکریا ۳/۳۹۵، شامی بیروت ۳/۳۵۲)

## نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں

اگر کسی عورت کو بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا تو نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔(حوالہ بالا ص ۳۸۱)

# نابالغ بچوں کے حج کے احکام ومسائل

## اگر استطاعت رکھتے ہوں تو بچوں کو حج اور عمرہ کرائیں تا کہ....

اولاد کی دینی تربیت اور دین کی تعلیم والدین کے فرائض میں سے ہے، جس طرح والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں کو نماز کی تعلیم دیں اور انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کریں اسی طرح مناسک حج کی تعلیم بھی دیں اور اگر استطاعت رکھتے ہوں تو بچوں کو حج اور عمرہ کرائیں تا کہ وہ بچپن ہی سے اس روحانی فضا سے مانوس ہو جائیں اور مناسک حج کی تربیت ہو جائیں۔ بلوغ سے قبل بچوں کے تمام اعمال نفلی اعمال ہوتے ہیں، اس لئے بچے اگر حج یا عمرہ کریں تو وہ نفلی حج یا عمرہ ہوگا اور اگر وہ بالغ ہو کر صاحب استطاعت ہو تو پھر اپنا فرض حج ادا کرے گا۔ (فتح الباری ج۱ص۹۹۳)

## نابالغ بچے بھی حج کے لئے جا سکتے ہیں

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی معیت میں مجھے والد کے ساتھ حج کرایا گیا اور میں سات (۷) سال کا تھا۔ (بخاری، ص۲۵۰)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور ہم نے اپنے بچوں کی جانب سے تلبیہ پڑھا۔ (ابن ابی شیبہ۴۲۹)

اور مسند احمد میں ہے کہ ہمارے ساتھ بچے بھی تھے ہم نے ان کی جانب سے رمی کی۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت گود میں اٹھائے ہوئے بچے کو لیکر آئی اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس بچہ کا حج ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اور تم کو ثواب ملے گا۔

بالکل چھوٹے دودھ پیتے بچوں کا حج میں لے جانا جلیل القدر صحابہ کرام سے ثابت ہے چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ

نے ابن زبیرؓ کو کپڑے میں لیکر حج کیا۔اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے ان بچوں کو حج کراؤ۔حضرت ابن عمرؓ اپنے بچوں کو کپڑا کھول کر احرام باندھتے تھے۔اور عرفہ میں لے جاتے تھے۔

حضرت عطاء کہتے تھے کہ ان کو احرام پہنایا جائے گا اور ان کی جانب سے تلبیہ پڑھا جائے گا اور جس طرح بڑے احرام کی پابندی کرتے ہیں ان کو بھی کرایا جائے گا۔(عمدۃ القاری ج۱۰ص ۲۱۸)

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ بچوں سے مناسکِ حج کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو فدیہ یا دم نہیں ہے۔

امت کا اس پر کثرت سے عمل ہے کہ والدین حسبِ سہولت اپنے چھوٹے بچے کو حج کے موسم میں اپنے ساتھ حج کے لئے لاتے ہیں۔سعودی خطے کے لوگ جن کو پاسپورٹ اور ویزا اور سفر کی دقتوں کا مسئلہ نہیں ہوتا ہے بکثرت ایسے بچوں کو لاتے ہیں۔(رسول اللہ کا طریقۂ حج،ص ۵۸۱)

ہاں! مگر خیال رہے کہ موجودہ دور میں ازدحام اور دور دراز کے سفر اور سفری مشقتوں کی وجہ سے بالکل چھوٹے گود والے بچوں کو لے جانا بہتر نہیں، چونکہ بسا اوقات سفری صعوبتوں کی وجہ سے ان بچوں کو پریشانی ہوتی ہے جس کا اثر بڑوں پر حج کے مناسک ادا کرنے میں پڑ سکتا ہے بسا اوقات مناسک چھوٹ جاتے ہیں یا دقت ہوتی ہے۔خصوصاً طویل مسافت والوں کو اس لئے اس وقت کے پیشِ نظر نہ لے جانا بہتر ہے۔(رسول اللہ کا طریقۂ حج،ص ۵۸۲،۵۸۳)

پھر یہ بچہ اگر بڑا ہوا اور اس پر شرعاً حج وسعتِ مال کی وجہ سے فرض ہوا تو یہ نابالغیت کا حج کافی نہ ہوگا۔حج فرض الگ سے کرنا ہوگا۔(شرح مسند ج۱۱ص ۱۳۱)

## نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے

والدین اپنے چھوٹے بچے کو حج اور عمرہ کرا سکتے ہیں، بچوں کا بچپن میں کیا ہوا حج اور عمرہ نفلی ہوگا اور والدین کو اس کا اجر وثواب ملے گا۔ بچوں کی نیکیوں کا والدین کو اجر و ثواب ملتا ہے جیسے بچہ نماز پڑھیں یا تلاوت قرآن کریں یا کوئی اور عمل صالح کریں تو والدین کو اس عمل صالح کا اجر ملے گا۔ (تحفۃ الاحوذی ج۳ص۸۰۰)

**سوال:** میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں میرے ساتھ دو بچے عمر ۱۳ سال کا لڑکا اور گیارہ سالہ لڑکی ہے۔ چونکہ یہ نابالغ ہے اس لئے ان کا حج فرض ہوگا یا نفل۔

**جواب:** نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی استطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۴ص۴۷)

## نابالغ حج بدل نہیں کرسکتا

**سوال:** میرے لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے کیا یہ اپنے باپ کا حج بدل کرسکتا ہے؟

**جواب:** نابالغ حج بدل نہیں کرسکتا۔

## بچہ کی خاطر حج فرض میں تاخیر کرسکتے ہیں

اگر کسی عورت پر حج فرض ہوچکا ہو لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۲، اعلاء السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

## احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہوگیا

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا (خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی یعنی والدین میں سے کسی نے باندھا ہو) اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہوگیا تو مذکورہ احرام سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا (بلکہ نفلی

حج رہے گا) البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کر لی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔
(غنیۃ الناسک ۱۳، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/ ۴۷۷، ہندیۃ ۱/ ۲۱۷، خانیۃ ۱/ ۲۸۱، بدائع الصنائع ۲/ ۲۹۵)

## بچہ میقات سے گذرنے کے بعد بالغ ہو جائے تو........

نابالغ آفاقی بچہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا، پھر آگے جا کر بالغ ہو گیا تو اسے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں بلکہ وہ بالغ ہونے کی جگہ سے احرام باندھ کر حج فرض وعمرہ ادا کر سکتا ہے، اس پر کوئی دم وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۶۱، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/ ۴۸۶، ہندیۃ ۱/ ۲۵۳، البحر الرائق زکریا ۳/ ۵۰)

## بچہ کو بھی احرام باندھنے کے وقت چادر اور لنگی پہنائی جائے

مناسب ہے کہ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر اور لنگی پہنا دی جائے۔ (غنیۃ الناسک ۸۴، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۵۴، شامی زکریا ۳/ ۴۶۷، تبیین الحقائق ۲/ ۲۴۵، فتح القدیر ۲/ ۴۲۳)

## سمجھدار بچہ کا احرام

سمجھدار اور باشعور بچہ خود ہی احرام باندھے گا، اور حج کے تمام ارکان ومناسک بالغ شخص کی طرح خود ہی ادا کرے گا، بلا عذر اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔
(غنیۃ الناسک ۸۳، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳/ ۴۶۷، ہندیۃ ۱/ ۲۳۶، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۵۳)

## ناسمجھ بچہ کا احرام

ناسمجھ اور بے شعور بچہ کا خود احرام باندھنا معتبر نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی احرام کی نیت کرے گا اور تلبیہ پڑھے گا۔ (غنیۃ الناسک ۸۳، ومثلہ فی الہندیۃ ۱/ ۲۳۶، الولوالجیۃ ۱/ ۲۹۷، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۵۳، شامی زکریا ۳/ ۴۶۷)

## ناسمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

ناسمجھ بچہ اگر خود طواف کرے تو اس کا طواف درست نہیں ہوگا اس لئے کہ طواف کے لئے نیت شرط ہے اور ناسمجھ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے لہٰذا ناسمجھ بچہ کی طرف سے احرام اور طواف وغیرہ اس کا ولی کرے گا۔

(غنیۃ الناسک ۸۳-۸۴، ہندیۃ ۱/۲۳۶، ولوالجیۃ ۱/۲۹۷، شامی زکریا ۳/۴۶۷)

## مراہق یا مجنون سے دوران حج جماع ہو جائے تو......

اگر کسی قریب البلوغ بچہ اور مجنون (پاگل) سے جماع کا صدور ہو جائے تو ان کا حج وعمرہ بھی فاسد ہو جائے گا البتہ ان کے حج وعمرہ فاسد ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی جزاء یعنی دم اور قضاء وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ (مناسک ملاعلی قاری ۳۳۷، غنیۃ الناسک ۲۶۸، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۹۲، البحر العمیق ۲/۸۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۶۳، ہندیۃ ۱/۲۴۴)

## مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل کرانا بھی.........

بالغ شخص کی طرف سے مراہق (قریب البلوغ) لڑکے کا حج بدل کرنا بھی شرعاً معتبر ہے لیکن افضل یہی ہے کہ بالغ سے حج بدل کرایا جائے۔

(درمختار شامی بیروت ۴/۲۰)

## چند متفرق مسائل

چھوٹے بچوں کو بھی احرام کے دو چادر پہنائے جائیں گے۔ (شرحِ مناسک)

چھوٹے بچوں کا احرام نفلی حج کا ہوگا۔ باوجود غنی ہونے کے فرض نہ ہوگا۔

(شرحِ مناسک)

بچہ سمجھدار ہو تو اپنا احرام خود سے باندھے یعنی تلبیہ پڑھے۔ (شرحِ مناسک)

اگر بچہ سمجھدار ہے مثلاً سات، آٹھ سال سے لیکر چودہ (۱۴) سال تک کا ہے تو یہ حج کے تمام امور خود سے ادا کرے گا یا ولی اس کی زبان سے کہلوائیں گے۔ طواف کرے گا، رمی

کرے گا، وقوفِ عرفہ کرے گا اور طواف کرے گا۔

اور اگر اس قابل نہیں مثلاً دودھ پیتا بچہ ہے یا تین، چار سال کا ہے تو تمام امور اس کی جانب سے والدین یا ولی ادا کریں گے۔ اس کی جانب سے نائب ہو کر رمی وغیرہ کریں گے۔

بالکل چھوٹے بچے جو نماز پڑھنے کے لائق نہیں وہ طواف خواہ اسے ہاتھ پکڑ اکر کرائیں یا گود میں لیکر کرائیں۔ اس کے ذمہ طواف کی دو رکعت نہیں اور نہ اس کے ولی کے ذمہ ہے احرام کی تمام پابندی اس کے والدین یا ولی کرائیں گے۔

اگر بچہ سے احرام کی پابندی کے خلاف کچھ ہو جائے تو کوئی فدیہ صدقہ وغیرہ نہیں ہے۔ اگر کوئی فرض یا واجب کسی وجہ سے چھوٹ جائے تو نہ گناہ نہ دم نہ قضا واجب ہے۔ نہ بچہ پر نہ والدین پر۔

اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے بچہ بالغ ہو جائے تو اس صورت میں احرام کے تجدید یعنی پھر سے باندھنے کی ضرورت نہیں۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج، ص ۵۸۳، ۵۸۴)

اگر کسی نابالغ بچے نے احرام باندھا پھر وہ بالغ ہو گیا۔ تو اگر وہ احرام کی تجدید کر لے، یعنی نئے سرے سے حج فرض کا احرام باندھے گا۔ تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اگر اس نے نئے سرے سے احرام نہ باندھا تو وہ اس کا حج نفل قرار پائے گا۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۳۱۶)

**مسئلہ**: پانچ شخصوں کے لئے طواف میں نیابت جائز ہے۔ بیہوش، مریض جو سویا ہو، وہ مجنون جسے احرام باندھنے سے پہلے جنون لاحق ہوا ہو، اور طواف کے وقت بھی جنون طاری ہو۔ بے سمجھ بچہ اور بالغ دیوانہ۔ (شرح اللباب ص ۱۴۸)

**مسئلہ**: سمجھ دار بچے کے احرام باندھنے اور افعالِ حج ادا کرنے میں نیابت صحیح نہیں

ہے۔لیکن جن افعال کے ادا کرنے پر وہ قادر نہ ہوان میں نیابت صحیح ہے۔
(عمدۃ المناسک ص ۲۴۷)

**مسئلہ**: اگرنابالغ سے احرام کے خلاف کوئی فعل سرزد ہوجائے تواس پرکوئی فدیہ یا دم نہیں ہے۔(مبسوط سرخسی ج۴ص۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: جوبھی بچہ اپنے اہل کے ساتھ حج کرتا ہے اور پھر مرجاتا ہےتو اس کا حج ادا ہوگیااور بالغ ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا اس پرلازم ہے۔(شرح معانی الاثار)

# نابالغ اورقربانی
# اور نابالغ کے ذبیحہ کا حکم

## نابالغ پر قربانی واجب نہیں ہوگی

**سوال**: اگر نابالغ بچہ نصاب زکوۃ کی مقدار مال کا مالک ہوتو اس پر قربانی واجب ہوگی یانہیں؟

**جواب**: قربانی ایک عبادت ہے اورشریعت عبادتیں بالغوں پرواجب قرار دیتی ہے نہ کہ نابالغوں پر،اسی لئے نماز،زکوۃ،روزہ،حج وغیرہ بچہ پر واجب نہیں،یہی حکم قربانی کا بھی ہے کہ قول صحیح کے مطابق نابالغ پرقربانی واجب نہیں ہوگی،البتہ اگرولی ایسے نابالغ بچوں کی طرف سے اپنے مال میں سے قربانی کردے تو بہتر اورقرین احتیاط ہے۔

(کتاب الفتاوی چوتھا حصہ ص۱۳۲بتغیر)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں نابالغ بچے کے مال پر نہ زکوۃ فرض ہے نہ قربانی واجب ہے۔اس لئے ولی کوان کے مال سے زکوۃ اورقربانی کی اجازت نہیں۔البتہ ان کے مال سے ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اور ان کی دیگر ضروریات پر خرچ کرے۔(آپ کے مسائل اوران کاحل ج۴ص۱۷۹)

## نابالغ اورمجنون کی طرف سے ان کےاولیاء پر بھی قربانی.....

نابالغ بچہ اور دیوانہ شخص پرقربانی واجب نہیں ہے(اگرچہ وہ مال دار کیوں نہ ہوں)اسی طرح ان کےاولیاء پر بھی ان کی طرف سے قربانی لازم نہیں لیکن اگر کردیں تو بہتر ہے. (شامی زکریا ۹/۴۵۸،کراچی ۳۱۶/۶ تاتارخانیہ زکریا ۴۰۹/۱۷۔ تاتارخانیہ زکریا ۴۰۷/۱۷،احسن الفتاویٰ ۴۹۷/۷،کتاب الفتاویٰ ۱۳۲/۴)

## نابالغ ایام نحر میں بالغ ہوتو.........

اگر نابالغ دس،گیارہ،بارہ ذی الحجہ کے درمیان بالغ ہوجائے اور وہ صاحب مال ہوتو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی۔(بدائع الصنائع ج۴ص۱۹۷)

## باشعور بچے کا ذبیحہ

اگر نابالغ بچہ باشعور ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح پر قادر ہو تو اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ (درمختار بیروت ۳۵۹/۹، زکریا ۴۳۰/۹، ہندیہ ۲۸۵/۵، البحرالرائق زکریا ۳۰۶/۹، فتاوی سراجیہ ۳۸۱)

## نابالغ کا ذبیحہ

ذبح کرنے والے کا بالغ ہونا ضروری نہیں اگر نابالغ ہو لیکن ذبح کرنے کو سمجھتا ہو اور اس کا شعور رکھتا ہو نیز ذبح کرنے پر قادر ہو تو اس کا ذبیحہ درست ہے۔

(کتاب الفتاوی چوتھا حصہ ص ۱۹۶)

# نابالغ کے نکاح کا طریقہ

## نابالغ کے نکاح کا طریقہ

نابالغ بچے کا کیا ہوا عقد چونکہ معتبر نہیں مانا جاتا کیونکہ عاقدین کا آزاد، عاقل، بالغ ہونا شرط ہے اس لئے نکاح خواں بچہ اور بچی کے بجائے ان کے باپ سے ایجاب و قبول کرائے مثلاً پہلے نابالغہ بچی کے باپ سے مخاطب ہوکر یوں کہے کہ آپ نے اپنی لڑکی جس کا نام فلاں ہے سے بعوض گیارہ سوا کاون روپیئے مہر فلاں صاحب کے فلاں لڑکے کے نکاح میں دی۔ اس پر وہ کہے کہ میں نے دی (یہ ایجاب ہوا) اس کے بعد نکاح پڑھانے والا نابالغ بچہ کے باپ سے مخاطب ہوکر یوں کہے کہ آپ نے فلاں صاحب کی فلانہ بچی کو اتنے مہر کے عوض اپنے فلاں بچہ کے نکاح میں قبول کی اس پر نابالغ کا باپ کہے گا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص ۲۴۸)

## اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے ولی کے بغیر اس کا نکاح نہیں ہوتا

اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے۔ ولی کے بغیر اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر اس نے بغیر ولی کے اپنا نکاح کرلیا یا اور نے کردیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے جس سے چاہے کردے۔ نابالغ لڑکے اور لڑکیاں اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کرسکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

**مسئلہ**: نابالغہ کا نکاح باپ دادا نے کیا ہو تو:

(۱) اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کیا ہو تو لازم ہوتا ہے اور نابالغہ کو بالغ ہونے پر اسکو

---

بعض مما لک میں نکاح کے لئے ایک خاص عمر کا تعین ہے، آدمی جس جگہ رہا ہوا ہے وہاں کے قانون کا احترام کرنا چاہئے، کیوں کہ یہ مسئلہ عقائد سے متعلق نہیں ہے۔

تڑوانے کا حق نہیں ہوتا۔

(۲) اگر غیر کفو میں کیا یا مہر مثل سے بہت کم مہر پر کیا۔ تو اس میں یہ تفصیل ہے۔

ا۔ عقد نکاح کرتے ہوئے باپ اگر نشہ میں ہو تو یہ نکاح نہیں ہوا۔

ب۔ باپ کی بے تدبیری اور ناعاقبت اندیشی مشہور ومعروف ہو۔ یعنی نکاح کرنے سے قبل اس سے کوئی بھی ایسا واقعہ ہوا ہو جس کی بنا پر عموماً خیال ہو جائے کہ یہ شخص معاملات میں لالچ وغیرہ کی وجہ سے مصلحت اور انجام بینی کو مدنظر نہیں رکھتا۔ اس صورت میں بھی نکاح نہیں ہوتا۔

ج۔ باپ فاسق بے غیرت اور بے باک ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح بھی نہیں ہوتا۔

د۔ باپ میں اوپر مذکورہ باتوں میں سے تو کوئی نہ ہو لیکن مثلاً کسی دشمنی کی وجہ سے اس پر نکاح کرنے کے لئے جانی یا مالی دھمکی کا واضح دباؤ موجود ہو۔

اس صورت میں بھی باپ کی طرف سے کیا ہوا نابالغہ کا نکاح نہیں ہوا۔

ہ۔ اوپر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہو لیکن باپ نے پہلی مرتبہ لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے نکاح کر دیا اور صاف واضح ہے اسنے لڑکی کی مصلحت کو پیشِ نظر نہیں رکھتا۔ مثلاً کسی اہلسنّت نے نابالغہ کا نکاح کسی بدعتی سے کر دیا ہو۔

باپ عام مسلمان ہو اور حلال کھاتا ہو لیکن وہ اپنی نابالغہ کا نکاح ایسے شخص سے کر دے جو حرام میں ملوث ہو مثلاً بینک کی ملازمت کرتا ہو یا تصویر سازی کا پیشہ کرتا ہو۔

باپ نے بلا وجہ اور بلا مصلحت نابالغہ کا مہر بہت کم مقرر کیا مثلاً اس کا مہر مثل پانچ ہزار ہو اور باپ نے نکاح صرف پانچ سو پر کر دیا ہو۔

اس صورت میں نکاح تو ہو جائے گا لیکن لڑکی کو خیارِ بلوغت حاصل ہو گا یعنی بالغ ہوتے ہی وہ اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔

ز۔نکاح تو کفو میں کیا اور مہر بھی پورا ہے لیکن زوجین کی عمروں میں بہت زیادہ فرق ہے ایسا کہ جو عام طور سے روا نہیں نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً پچیس تیس سال یا اس سے زیادہ فرق ہو تو ایسے نکاح میں بھی نابالغہ کو خیارِ بلوغت حاصل ہوگا۔

نابالغہ کا نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو تو:

جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا کفو بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے۔

اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن اس کو خیار بلوغت حاصل ہوگا یعنی بالغ ہوتے ہی وہ عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور اگر اس کے ولی نے لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کیا یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کیا تو نکاح نہیں ہوا۔

**مسئلہ**: باپ دادا کے سوا کسی ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح جس سے کیا اس کا مہر اس کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو نکاح نہیں ہوا۔

(مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۵۶، ۴۵۷)

## نابالغ کی بیوی کا مہر نابالغ پر ہی لازم ہوگا

مہر کے وجوب کے لئے بلوغ شرط نہیں اگر عدم بلوغ کی حالت میں نکاح ہوا ہے تو نابالغ بچہ ہی پر مہر لازم ہوگا اگر باپ ذمہ داری لے لیتا ہے تو پھر بیوی اپنے خسر سے وصول کرے گی۔اور باپ اپنے نابالغ بچے کے مال میں سے مہر کے بقدر لے لے گا۔(فتاوی ھندیہ ج ا ص ۳۵۸)

## حق ولایت کے چند مسائل

**مسئلہ**: قاعدے سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ رشتہ ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی

صورت میں اس کے بعد والا بھی نکاح کرسکتا ہے۔اگر قریب کے ولی سے پوچھے بغیر بعد والے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنی دور نہ ہو یا دور تو ہو لیکن اس سے رابطہ ممکن ہو تو اس کی رائے لئے بغیر دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہئے۔اگر کرے گا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا جب وہ اجازت دے گا تب صحیح ہو گا۔

**مسئلہ:** اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا مثلاً حق تو تھا باپ کا لیکن نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔(حوالہ بالا ص ۴۵۸، ۴۵۹)

## نکاح میں ایک گواہ نابالغ ہو تو..........

**سوال:** نکاح میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، مگر کیا یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دونوں بالغ ہوں، اگر ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو کیا نکاح درست ہو جائے گا؟

**جواب:** نکاح درست ہونے کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، نیز دونوں گواہوں کا مسلمان اور عاقل و بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔اس لئے ایک بالغ اور ایک نابالغ گواہ سے نکاح منعقد نہیں ہو گا۔(کتاب الفتاوی چوتھا حصہ ص ۳۰۳، ۳۰۴)

# لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا

## لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے

**سوال**: شریعت ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتی ہے کہ بعض لوگ لڑکیوں کی پیدائش پر خوش نہیں ہوتے، بلکہ بعض لوگ تو بہت غصہ ہو جاتے ہیں اور بچی کی ماں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں، بعض جگہ تو طلاق تک نوبت آجاتی ہے۔

**جواب**: مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کی اس تقسیم پر راضی رہیں کہ اللہ تعالی نے کسی کو مذکر اولاد دے دی اور کسی کو مونث اور کسی کو دونوں۔ تو جو اولاد اللہ تعالی کسی کو دے دے اس پر راضی رہے۔ کیونکہ دینے والی ذات اللہ تعالی ہی کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے یا لڑکیاں اور لڑکے دونوں دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ (سورۃ الزمر)

انسان اپنی اولاد خود پیدا نہیں کرسکتا اگر ایسا ہوتو تو انسان اولاد میں لڑکے ہی اختیار کرتا، اللہ تعالی اپنی مخلوق میں متصرف ہیں اسکی حکمت یہ ہے کہ انسانوں میں مذکر اور مونث کی تقسیم کردی۔ جیسا کہ خود اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ بہر حال دونوں جنسوں میں سے کسی ایک کی دوسرے کے بغیر زندگی نہیں۔ کیونکہ عورتیں، مائیں اور پرورش کرنے والی ہیں۔ انہی سے راحت، محبت، انس، مودت اور رحمت تام ہوتی ہے، اور انہی سے مردوں کی محبت مکمل اور اولاد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے تمام جانداروں، حشرات، پرندوں وغیرہ میں یہی صورت رکھی ہے اور ہر مخلوق انہی دو اصناف پر مشتمل ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی عطا پر خوش ہو اور جب کہ اللہ تعالی اسے مکمل سالم اور سلیم الاعضاء اولاد عطا فرمادیں اور یہ کہ وہ لڑکیوں سے بھی اسی طرح خوش ہو جیسا کہ لڑکے پیدا ہونے سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے لڑکیوں کی

پیدائش پر ناخوش ہونے کے فعل جاہلیت پر قرآن کریم میں نکیر فرمائی ہے فرمایا کہ ”جب ان کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی تو اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے۔اور وہ قوم سے اس بری خبر سنائے جانے پر چھپتا پھرتا ہے کہ یا تو اسی ذلت کے ساتھ اسے چھوڑ دے یا زمین میں دبا دے۔

یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ بیٹی پیدا ہونے کو اپنی ذلت سمجھتے تھے اور اسے ناپسند کرتے تھے۔اس لئے بیٹی پیدا ہونے کے بعد اس باپ کی نفرت کے ساتھ زندہ رہتی یا پھر وہ شخص اسے زمین میں گاڑ دیا کرتا تھا۔

اس لئے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کریں۔کیونکہ بے شمار لڑکے اپنے ماں باپ سے نفرت کرنے والے بنے اور انہیں اتنی تکالیف دیں کہ ماں باپ نے ان کی موت کی تمنا کی اور بہت سی لڑکیاں ایسی نیک اور با عفت پیدا ہوئیں کہ جنہوں نے ماں باپ کے حقوق کی حفاظت کی اور نیکی،صلہ رحمی اور خدمت میں کسر نہ چھوڑی اور ماں باپ کو ان کے لڑکا ہونے کے مقابلے میں لڑکی ہونے سے زیادہ فائدہ ہوا۔واللہ اعلم۔(الفتاوی الشرعیة)

## اولاد لڑکا ہو یا لڑکی اللہ تعالی کی رحمت ہوتی ہے

حضور ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا ہرگز جائز نہیں،اولاد لڑکا ہو یا لڑکی اللہ تعالی کی رحمت ہوتی ہے،آپ ﷺ نے لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری دی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص پر بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اسنے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا یعنی ان کی اچھی تربیت کر کے نکاح کر دیئے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کی دیوار بن جائے گی۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے گھر لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ تو اسکی توہین کرے اور نہ ہی بیٹوں کو اس پر ترجیح دے، اللہ تعالی اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

اور ایک روایت کا مفہوم ہے کہ اپنی اولاد کو برابر درجہ دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔

اور ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔

اور ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو یہ کمزور جان ہے جو کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اسکی پرورش اور نگہبانی کرے گا اسے قیامت تک اللہ تعالی کی مدد حاصل رہے گی۔

## لڑکیوں سے حضور ﷺ کی محبت کا ایک واقعہ

ایک بار حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ایک قیمتی انگوٹھی بارگاہِ رسالت میں بطورِ تحفہ بھیجی۔ آپ نے فرمایا یہ انگوٹھی میں اسے دوں گا جو مجھے بہت پیارا ہے۔ پھر آپ نے وہ انگوٹھی حضرت امامہؓ کی انگلی میں پہنا دی۔

آپ کو امامہؓ سے اس قدر پیار تھا کہ جب وہ آپ کی گود میں ہوتیں اور نماز کا وقت آ جاتا تو آپ انہیں اپنے مبارک کندھوں پر سوار کر لیا کرتے۔ جب رکوع میں جاتے تو ننھی امامہ کو آہستہ سے اتار دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو دوبارہ کندھے پر سوار کر لیتے۔

لڑکیوں سے حضور ﷺ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

# شفقت و مہربانی ہر بچے کا حق ہے اور حضور ﷺ کا اسوہ

## شفقت کی بنا پر چھوٹے بچوں کو چومنا اور پیار کرنا مستحب ہے

شفقت کی بنا پر چھوٹے بچوں کو چومنا اور پیار کرنا مستحب ہے۔

**تنبیہ**: لیکن اس میں اتنا خیال کرنا چاہئے کہ یہ شفقت اور پیار کرنا باعث ثواب اور عمل مسنون ومستحب اس وقت ہے کہ جب انسان اپنی سگی اولاد یا محرم رشتہ دار بچوں کے ساتھ یہ معاملہ کرے یا اگر محرم نہ ہوں تو اتنے چھوٹے ہوں کہ ابھی ان پر شہوت کا اندیشہ بھی نہ ہو لیکن اگر بچہ یا بچی اتنا بڑا ہو چکا ہو کہ اس کو پیار کرنے میں نفسانی خواہش کا کچھ عمل دخل شامل ہو جائے تو یہ پیار کرنا سخت گناہ اور حرام ہے۔ (تحفۂ والدین)

## شفقت ومہربانی ہر بچے کا حق ہے اور حضور ﷺ کا اسوہ

شفقت ومہربانی ہر بچے کا حق ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، اور نیک باتوں کا حکم نہ دے اور بری باتوں سے نہ روکے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں جب بھی موسم کا نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اس پھل کو آنکھوں اور ہونٹوں سے لگاتے اور یہ دعا فرماتے: اے اللہ! ہمیں یہ شروع سے آخر تک نصیب فرما پھر جو چھوٹے بچے وہاں موجود ہوتے انہیں وہ پھل عطا فرما دیتے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں عورتیں بھی مسجدوں میں علحدہ صف میں جماعت سے نماز پڑھتی تھیں۔ بعض عورتیں چھوٹے بچے بھی ساتھ لے آتیں جو کبھی کبھار رونے لگ جاتے بچوں سے پیار کرنے والے رحیم وکریم آقا نے فرمایا جب میں نماز شروع کرتا ہوں تو ارادہ ہوتا ہے کہ اس نماز میں زیادہ تلاوت کروں گا لیکن جب کسی صف میں سے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ بچے کے رونے کی آواز سے اس کی ماں کو بھی پریشانی ہوتی ہوگی۔

عرب کے بدو لوگ سخت مزاج ہوتے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ انسان جتنا زیادہ سخت دل ہوگا اتنا زیادہ لوگ اس سے مرعوب ہوں گے۔ اور اسکی عزت کریں گے اسی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو پیار بھی نہیں کرتے تھے۔

ایک بار حضور ﷺ اپنے نواسے حضرت حسنؓ کا منہ چوم رہے تھے کہ وہاں موجود حضرت اقرع بن حابس تمیمیؓ نے حیران ہوکر کہا یا رسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالی بھی رحم نہیں فرماتا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدو نے عرض کی، آپ بچوں کا منہ چومتے ہیں مگر ہم تو کبھی نہیں چومتے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی تمہارے دل سے شفقت و رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

ایک مرتبہ بارگاہ نبوی میں طائف سے انگور آئے، اس وقت حضرت بشیرؓ کے چھوٹے بیٹے نعمان بھی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ نے انگوروں کے دو خوشے انہیں عطا کئے اور فرمایا ایک تمہارا ہے اور ایک تمہاری والدہ کا۔ حضرت نعمانؓ نے راستے میں اپنا خوشا کھالیا انگور بہت مزیدار تھے انہوں نے دوسرا خوشہ بھی کھالیا سزا کے خوف سے والدہ سے اس کا ذکر تک نہ کیا۔ چند دن بعد جب یہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دریافت کیا، نعمان! کیا تم نے وہ انگور اپنی والدہ کو دے دیئے تھے؟ عرض کی یا رسول اللہ! نہیں دیئے، آپ نے فرمایا پھر وہ کہاں گئے؟ انہوں نے عرض کی وہ میں نے کھالئے، آپ ان سے ناراض نہ ہوئے بلکہ آپ نے مسکراتے ہوئے نعمان کے کان پکڑے اور پیار بھرے لہجے میں فرمایا، اے دھوکے باز۔

رسول کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ بچے بھی آپ کے استقبال کے لئے نکلتے اور دوڑ کر پہلے آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتے جو بچے آپ کے پاس پہنچ جاتے آپ ان میں سے کسی کو سواری پر اپنے آگے بٹھا

لیتے اور کسی کو پیچھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آقائے دو جہاں کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو استقبال کرنے والوں میں میں بھی تھا آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا پھر حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے آئے آپ نے انہیں سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔اس طرح ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔

ایک دن حضرت خالد بن سعیدؓ اپنی چھوٹی بچی حسنہ کو گود میں لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔رسول اللہ ﷺ ان کو بے تکلفی سے سنہ کہنے لگے پھر بچی نے رسول پاک کی پشت پر ابھری ہوئی مہر نبوت سے کھیلنا شروع کیا تو باپ نے ڈانٹا آپ نے کہا کہ کھیلنے دو۔

لوگ ایک بچے کو لے کر آئے کہ یہ بہت شریر ہے اور کھجور کو ڈھیلے مار کر گراتا ہے۔آپ نے پوچھا ڈھیلے کیوں مارتے ہو؟ اس نے کہا کھانے کے لئے۔آپ نے ارشاد فرمایا جو زمین پر ٹپکتی ہے ان کو اٹھا کر کھالیا کرو۔ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ کہہ کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

طریق السالکین شرح ریاض الصالحین میں لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ جس طرح بڑوں سے شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اسی طرح آپ بچوں سے بھی محبت فرماتے تھے،حضرت ابراہیمؓ (آپ کے صاحبزادے) جس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے سپرد ہوئے تھے اس کا شوہر لوہار تھا۔رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم سے ملنے عوالی مدینہ جاتے اور مرضعہ کے گھر میں دھواں بھرا ہوا ہوتا۔(کیونکہ مرضعہ کے شوہر لوہاری کا پیشہ کرتے تھے پھر بھی آپ گھر کے اندر تشریف لے جا کر ان کو پیار کرتے تھے)(طریق السالکین ج۲ص ۳۶۵،بحوالہ فتح الباری ج۳ص ۱۷۷)

طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ڈبوں کا ہے اور تعلیم ہے......... کی

# رضاعت کے مسائل اور ماں کے دودھ کے فوائد

## ماں کا دودھ بچے کے لئے دنیا کی سب سے بہترین غذا ہے

اللہ تعالی نے بچوں کے لئے ماں کے دودھ کی شکل میں ایک بہترین نعمت رکھی ہے۔ پہلے دن سے بچے کو جس خوراک کی ضرورت ہوتی ہے خالق نے اس کا بندوبست ماں کے سینے میں کر دیا ہے۔ ماں کے دودھ پلانے کے طبی اور طبعی فوائد بھی ہیں۔

ماں کا دودھ دو سال تک بچے کے لئے بے حد مفید ہے۔ اسکے فوائد جدید طب کی رو سے بھی ثابت ہو چکے ہیں۔ البتہ چار پانچ ماہ بعد دوسری اقسام کی خوراک بھی ساتھ ساتھ شروع کر دینی چاہئے۔

ماں کا بچے کو دو سال دودھ پلانا بچے کے لئے بھی اور ماں کے لئے بھی فائدہ مند ہے، ماں کا دودھ بچے کے لئے غذا بھی ہے اور شفا بھی ہے ماں کا دودھ پینے سے بچہ تندرست اور صحت مند رہتا ہے، (بعض ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں وہ سینے کے کینسر سے محفوظ رہتے ہیں) بیماریوں کا کم شکار ہوتا ہے، اگر ماں بچہ کو دودھ نہ پلائے تو بچہ کی صحت متاثر ہوتی ہے جن بچوں کو بچپن میں دودھ نہیں پلایا جاتا وہ بڑے ہو کر بھی کمزور اور بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔

## ماں جب بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اس کے بچے پر......

بچے کو ماں کا دودھ پلانے کی حکمت اور روحانی فائدہ یہ ہے کہ ماں جب بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اس کے بچے پر حقوق اور احسان بڑھ جاتے ہیں اور اسکی الفت و چاہت اور پیار و محبت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے ماں کے ساتھ ساتھ بچے کے دل میں بھی ماں کی محبت اور چاہت بڑھے گی بچہ فرماں بردار اور مؤدب ہو گا۔ (شادی کا انمول تحفہ ص ۴۰)

## دودھ پلانے کی وجہ سے بچے کو ابتدا میں ماں کی جو....

دوسری بات بچے کو ابتدا میں ماں کی جو توجہ درکار ہوتی ہے وہ یکسوئی سے مل

جاتی ہے۔آج کل بچوں کو بوتل کے ذریعے بازاری دودھ پلانا ایک نقصان دہ عمل ہے جس سے بچے کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔بقول اکبرالہ آبادی ؎

طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ڈبوں کا ہے اور تعلیم ہے .......... کی

## رضاعت کی مدت اوراس کا حکم

بچے کو دودھ پلانے کی مدتِ رضاعت دوسال ہے چاہے بچہ کی ماں دودھ پلائے یا کوئی دوسری عورت پلائے دوسال کے بعد بچے کو دودھ پلانا حرام ہے دوسال کے اندر کسی عورت نے بچہ یا بچی کو دودھ پلادیا تو حرمت ورضاعت ثابت ہوجائے گی ۔خواہ مسلسل دوسال پلایا، یا کبھی بھی چند قطرے بھی اس کے حلق میں چلے گئے ہوں۔یہ صاحبین یعنی امام ابویوسف اورامام محمدؒ کا مذہب ہے۔ورنہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ڈھائی سال کا ہے۔(شامی ج۴ص ۳۹۰)

علماء نے لکھا ہے کہ اگر بچے کی کمزوری وغیرہ کی وجہ سے ڈھائی سال تک بھی پلادے تو کوئی گناہ نہیں لیکن ڈھائی سال کے بعد بچے کو دودھ پلانا بالاتفاق حرام ہے۔

یہاں ایک مفید بات ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس کو دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مفتی حضرت مفتی عزیزالرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت لکھتے ہیں کہ چونکہ دونوں قول مفتی بہ ہیں اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ فطام (مدت رضاعت) میں صاحبین کے قول پر عمل کیا جائے کہ دوسال کے بعد بچہ کو دودھ نہ پلائے اورحرمت رضاعت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر عمل کیا جائے کہ (اگرڈھائی سال کے اندر بھی دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہوجائے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۷ص ۴۳۴)

## مدت رضاعت سے قبل دودھ چھڑانے کا حکم

بچے کی کسی بیماری کی وجہ سے یا ماں کے معذور ہونے کی وجہ سے ماں باپ دونوں ملکر باہمی مشورے سے دوسال سے کم ہی مدت میں بچے کا دودھ چھڑا دیں تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

نوٹ۔یاد رہے کہ یہ دودھ چھڑانا آپس کی رضامندی سے بچے کی مصلحت کے پیش نظر ہو آپس کی لڑائی جھگڑے میں پڑ کر بچہ کو تختۂ مشق نہ بنالیں۔مرتب

## دودھ کو کسی سیال چیز میں ملا کر پلانے کا حکم

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں یا کسی پتلی سیال چیز میں مل گیا اور وہ کسی بچے کو پلا دیا گیا تو غالب کا اعتبار ہوگا اگر عورت کا دودھ ان چیزوں سے زیادہ ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔اور اگر دودھ کی مقدار کم ہے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس ومعلوم ہو اگر دودھ اور ملی ہوئی سیال چیز یں برابر ہیں تو بھی حرمت ثابت ہونا ضروری ہے کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہوا۔
(شامی ج۴ص۴۰۱)

## دودھ کو جامدات میں ملا کر پلائے تو؟

اور اگر دودھ جمی ہوئی چیز مثلاً روٹی، ستو بسکٹ وغیرہ میں ملایا گیا اور روٹی وغیرہ نے دودھ کو جذب کرلیا پھر وہی کھانا بچہ کو کھلایا گیا اور اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہے تو حرمت ثابت ہو جائے گی بشرطیکہ لقمہ لقمہ کر کے کھلایا گیا ہو اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا ہو تو اس میں ذائقہ کا موجود ہونا شرط نہیں مطلقاً حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔اگر ان چیزوں کو دودھ میں ملا کر پلایا گیا تو کسی حال میں حرمت ثابت نہیں ہوگی خواہ

دودھ غالب ہو یا مغلوب کیونکہ دودھ کی حقیقت بدل گئی۔(شامی ج۴ص۴۱۲)

## کوئی بچہ بھوک سے تڑپ رہا ہوتو عورت بغیر شوہر کی اجازت کے بھی دودھ پلاسکتی ہے

کوئی بھی عورت کسی دوسرے کے بچہ کو بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے دودھ نہ پلائے ہاں اگر اس بچہ کی ماں وہاں نہیں ہے یا اس کی ماں کو دودھ نہیں اتر رہا ہے اور بچہ بھوک سے تڑپ رہا ہے تو بغیر شوہر کی اجازت کے بھی دودھ پلاسکتی ہے۔(حوالہ بالاص۴۰۲)

## حالتِ جنابت میں عورت کا دودھ پلانا

حالتِ جنابت میں بچہ کو دودھ پلانا درست ہے۔(احسن الفتاویٰ۳۶/۲)

## مجامعت کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا

**سوال:** مجامعت کی حالت میں عورت بچہ کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** اس حالت میں دودھ پلانا درست ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۶۰)

## بہن نابالغ بھائی کو دودھ پلاسکتی ہے

**سوال:** بہن نابالغ بھائی کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟

**جواب:** پلاسکتی ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۱۲۱)

## بھاوج نابالغ دیور کو دودھ پلاسکتی ہے

**سوال:** بھاوج دیور نابالغ کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟

**جواب:** پلاسکتی ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۱۲۱)

## خون ملا ہوا دودھ بچے کو پلانا حرام ہے

**سوال:** ایک عورت کے پستان سے دودھ کے ساتھ خون بھی آتا ہے، جبکہ بچے کی

رضاعت ابھی باقی ہے، کیا اس عورت کے لئے بچے کو دودھ پلانا جائز ہے؟

**جواب**: دودھ میں خون کا رنگ نظر آئے تو حرام ہے۔ (احسن الفتاوی ج۸ ص۱۲۵)

# شیر خوار بچے کی تربیت
# اوران کے کچھ معالجات

## شیر خوار بچے کی تربیت اوران کے کچھ معالجات

بہشتی زیور میں شیر خوار بچوں کی تربیت کے کچھ مفید طریقے بتلائے گئے ہیں۔ اگر بچوں کی مائیں اُن پر عمل کریں تو انشاءاللہ بہت مفید ہوگا۔

(۱) بچہ کسی ایسی جگہ رکھیں جہاں روشنی زیادہ نہ ہو، زیادہ روشنی سے نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

(۲) بچہ کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔

(۳) جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو جھولے میں جُھلاّنا اور بچہ کو لوریاں دینا بہت مفید ہے، جھولے میں بچہ کا سر اونچا رکھنا چاہئے۔

(۴) بچہ کے لئے سب سے اچھا ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ ماں کو مسان کا مرض نہ ہو، تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچہ کے منہ میں دے تو وہ بھی مفید ہے۔

(۵) ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے اگر ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بچہ کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

(٦) جب بچہ کا دودھ چھڑانے کے دن قریب آئیں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ بے دھیانی میں کوئی سخت چیز نہ چبالے، اس سے یہ ڈر رہتا ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کمزور رہیں گے۔

(۷) بعض دفعہ دانتوں کے نکلتے وقت بچہ کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں، ایسی حالت میں بچہ کے سر اور گردن پر تیل ملیں۔

(۸) جب بچہ کی بولنے کے لئے زبان کچھ کھلنے لگے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ (کوّے کے پاس سے) کو انگلی سے آہستہ آہستہ مل دیا کریں، اس ترکیب سے بچہ جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔

(۹) جتنا ممکن ہو اپنی حیثیت کے مطابق بچوں کو اچھی غذا دو اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام دے گی، خاص کر سردی کے زمانے میں میوہ یا تِل کے لڈو کھلایا کرو، ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔

## دودھ کی کمی کا علاج

اگر کسی عورت کے دودھ کم ہو تو اُس کو چاہئے کہ خود دودھ زیادہ پیئے، یا بھیجا زیادہ کھائے، یا مُرغ کا شوربہ پیئے، یا پانچ ماشہ کلونجی پھانک کر دودھ پیئے یا گاجر کا حلوہ کھائے۔

## دودھ خراب کرنے والی چیزیں

دودھ پلانے والی کو چاہئے کہ ایسی چیزیں نہ کھائے جس سے دودھ خراب ہو، مثلاً ساگ، رائی، پودینہ، ان چیزوں سے دودھ خراب ہوتا ہے۔

## دودھ خراب یا اچھا ہونے کی پہچان

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ عورت کا دودھ خراب ہے یا اچھا تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک قطرہ دودھ کا ناخن پر ڈال کر دیکھو اگر وہ فوراً بہہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے یا جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے تو وہ خراب ہے، اور اگر وہ ذرا بہہ کر رُک جائے تو وہ اچھا ہے۔

## بچوں کی بیماریاں اور ان کا علاج

اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ جو بچہ ماں کا دودھ پیتا ہو تو ماں کو پرہیز کی بڑی ضرورت ہے، جس عورت کا دودھ خراب ہو تو بچہ کو بالکل نہ دیا جائے، خاص طور پر مسان کے مرض میں تو بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، یہ مرض بچے کو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو لگاتار

بچے مرتے ہی چلے جاتے ہیں۔

## مسان کی بیماری اوراس کی پہچان

اس مرض کو ''ام الصبیان،، کمیڑہ بھی کہتے ہیں اور اس کی مختلف صورتیں ہیں، اس مرض میں کبھی بچہ سُوکھ کر مرجاتا ہے کبھی ایک دم بے ہوش ہوجاتا ہے اور ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اور منہ میں جھاگ آجاتے ہیں، کسی بچے کو پیاس زیادہ لگتی ہے، کوئی دستوں میں ختم ہوجاتا ہے، کوئی بچہ سوتے سوتے مرجاتا ہے، کوئی بچہ دوسال یااس سے کم وبیش مدت اچھا رہتا ہے، پھرایک دم مرجاتا ہے، یہ سب مسان کی علامتیں ہیں۔

جب تک ماں کا صحیح علاج نہ ہواور حمل سے پہلے یا شروع حمل میں دوا نہ کی جائے بچہ کونفع نہیں ہوتا، آج کل یہ مرض عورتوں میں بہت ہونے لگا ہے لہٰذااس کا علاج کسی ماہر طبیب سے کرانا چاہئے، اس مرض میں عورتوں کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ خدا نخواستہ کچھ اوپرا اثر ہے۔

## مسان کا علاج

اس مرض کے متعلق یہ بات بھی معلوم ہوجانی ضروری ہے کہ جس عورت کوحمل گرجانے کی عادت ہو وہ چار مہینے تک اور پھر ساتویں مہینہ کے بعد بہت احتیاط رکھے، کوئی گرم چیز نہ کھائے، کوئی وزن نہ اٹھائے، چلتے وقت اس کا خیال رکھے کہ اونچا نیچا پاؤں نہ پڑے، ہر وقت لنگوٹ کسا رہے۔

جب گرنے کے آثار معلوم ہوں تو فوراً کسی حکیم سے رجوع کرے، اور خدا نخواستہ اگر گرجائے تو بڑی احتیاط کرے، کوئی بات حکیم کی رائے کے خلاف اپنی عقل سے نہ کرے، چونکہ جب ایک دفعہ حمل گرجاتا ہے تو آئندہ یہ عارضہ لگ جاتا ہے اور اگر بچہ پیدا بھی ہوتو کمزور ہوتا ہے اور زندہ بھی نہیں رہتا، اگر زندہ رہ بھی گیا تو ''ام

الصبیان،،(مسان) مرگی وغیرہ جیسے موذی امراض میں مبتلا رہتا ہے۔
(تعلیم النساء ص ۱۸۴،۱۸۵)

## سوتے ہوئے بچہ کا پیشاب کردینے کا علاج

عام طور پر ناسمجھ ہونے کی وجہ سے بچے بچھونے پر پیشاب کرہی دیتے ہیں،اس لئے ایک دومرتبہ رات کو اٹھا کر پیشاب کرالینا چاہئے اوراگر مثانہ کی کمزوری کا شبہ ہوتو ناریل اورمصری کھلائیں،یا تِلوں کے لڈو کھلائیں،اس سے بچہ میں طاقت بھی آئے گی اورسوتے میں پیشاب کردینا بھی انشاءاللہ جاتا رہے گا۔(تعلیم النساء ص ۱۸۷)

ڈاکٹر محمد اقبال خلیل اپنی کتاب ''اسلام میں بچوں کے حقوق وتحفظ'' میں لکھتے ہیں کہ بچے کی نفسیاتی کمزوریاں بھی خاص توجہ چاہتی ہیں مثلاً بعض بچے بڑی عمر میں بھی بستر پر پیشاب کرتے ہیں، بچہ چھوٹی عمر میں بستر پر پیشاب کرتا ہوتو اس کو برداشت کیا جائے کیونکہ یہ فطری عمل ہے۔بڑی عمر میں بستر پر پیشاب کرنے سے بچے اور ماں دونوں کو سخت کوفت ہوتی ہے۔اس وقت بچے کو ذہنی پریشانی میں مبتلا کرنے کے بجائے اعتماد دینے اور مدد دینے کی ضرورت ہوتی ہے،رات کو سونے سے پہلے رفع حاجت کرانے اورصبح فجر سے پہلے دوبارہ کرانے کی مشق کرانی چاہئے۔
(''اسلام میں بچوں کے حقوق وتحفظ'' ص ۴۵)

## بچہ کا سوتے سوتے گھبرا کر اُٹھ بیٹھنا

اگر بچہ میں خدانخواستہ یہ بات ہوتو مکھن اور مصری یا بادام اور مصری چٹائیں۔(تعلیم النساء ص ۱۸۷)

## بچہ کا باربار دودھ ڈالنا

ایسے بچہ کو دودھ ذرا کم پلائیں،اگرصرف دودھ یا سفید مواد نکلتا ہوتو پودینہ دو

ماشہ دانہ الائچی خورد ایک ماشہ پانی میں پیس کر شربت انار شیریں ایک تولہ ملا کر پلائیں۔اور اگر کسی اور رنگ کی قے کرتا ہوتو پھر حکیم سے رجوع کریں۔
(تعلیم النساء ص ۱۸۷)

## بچوں کی عیادت کرنا

عیادت بچوں کی بھی کرنی چاہئے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر مستقل ایک باب قائم کیا ہے ''باب عیادۃ الصبیان''،(بخاری)

# لباس کا بیان

## چھوٹی بچی کو چھوٹا اور تنگ لباس پہنانا

**سوال**: بعض لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ وہ اپنی چھوٹی بچیوں کو چھوٹے اور تنگ لباس پہناتے ہیں۔ جن سے ان کی ٹانگیں اور جسم کے بعض اعضاء کھلے رہتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور آج کل تو انتہائی تنگ پاجاموں کا رواج چل رہا ہے جو تیرہ چودہ سال تک کی لڑکیاں بھی پہن رہی ہیں۔ اس کی شرعی وضاحت فرمائیے۔

**جواب**: اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو اپنا پورا جسم ڈھانکنے اور چھپانے کا حکم دیا ہے اور ایسے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہننے کی تلقین کی ہے جس سے جسم کی ساخت نمایاں نہ ہو۔

چھوٹی بچیاں جو بالکل تین سے پانچ سال تک کی ہوں وہ عام طور سے مشتہاۃ نہیں ہوتیں اور کچھ وہ بچیاں ہیں جو پانچ چھ سال کی عمر میں ہوں یا دوسری قسم کی وہ بچیاں جو چھ سال سے زائد عمر کی بچیاں ہوں یا نو دس سال کی عمر سے تجاوز کر گئی ہوں۔

پہلی قسم کی بچیوں کو تو اس قسم کے لباس پہنائے جا سکتے ہیں۔ دوسری قسم کی بچیوں کو بھی اس سے پرہیز کرانا چاہیئے۔

نو سال کی عمر کی بچیاں تو مراہقہ ہیں ہی اور اس سے کم عمر بچی اگر تندرست ہوں تو وہ بھی مراہقہ کے حکم میں ہیں۔ ان کو اس طرح کے لباس پہنانا جائز نہیں۔ کیونکہ فی زمانہ معصوم بچیوں سے زیادتی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اس لئے پانچ سال کی عمر کے بعد بھی پہنانا نہیں چاہیئے۔ یہ تو شرعی حکم کی بات ہے۔ لیکن جہاں تک تربیت اسلامیہ کا تعلق ہے۔ معمولی سی سمجھدار ہو جانے والی بچیوں کو بھی یہ لباس نہیں پہنانا چاہیئے۔ بلکہ انہیں پورے لباس پہننے کی عادت ڈالی جائے تاکہ ان کا ذہن آزادی اور اس قسم کے لباسوں کی محبت کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ یہ لباس اہل مغرب کا شیوہ ہیں اور انہی کی دیکھا دیکھی ہمارے معاشرے میں بھی انہیں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ان

سے مشابہت بھی لازم آتی ہے۔

اور اگر بچیوں میں ان لباسوں کی محبت اور ان کی برائی دل سے نکل گئی تو بڑے ہونے کے بعد ان کی ذہنی آزادی اور بگڑنے کا قوی خطرہ ہے۔لہٰذا بچپن سے ان کی تربیت اسلامی ماحول میں کی جائے اور ان چیزوں سے نفرت دلائی جائے۔

(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۴۳،۴۴)

## چھوٹی بچی کو دوپٹہ پہنانا

**سوال**: میرا بھائی اپنی چار سالہ بچی کو دوپٹہ پہناتا ہے اور بچی اسکارف وغیرہ باندھتی ہے۔میرا بھائی کہتا ہے کہ جو بچہ جس عادت اور حالت میں جوان ہوتا ہے اسی پر بوڑھا ہوتا ہے۔وہ یہ چیز میرے بچوں پر بھی لاگو کرنا چاہتا ہے۔جبکہ میں اس کے خلاف ہوں۔میرا موقف ہے کہ دوپٹہ چادر وغیرہ جوان ہونے کے بعد پہنایا جائے۔آپ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

**جواب**: اس میں کوئی شک نہیں جو آپ کے بھائی نے کہا ہے وہی اکثر ہوتا ہے کہ جو بچہ جن عادتوں اور ماحول میں جوان ہو وہ بوڑھا بھی انہی عادتوں اور ماحول پر ہوتا ہے۔اسی لئے نبی کریم ﷺ نے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھانے کا حکم فرمایا ہے۔حالانکہ بچہ ابھی مکلّف نہیں، مقصود صرف عادت ڈالنا ہے۔

لیکن بچی پر ابھی مکمل ستر کا حکم نہیں ہے، اس پر اپنا چہرہ، گردن، ہاتھ اور پاؤں چھپانا ضروری نہیں اور اتنی چھوٹی بچی کو دوپٹہ وغیرہ کی عادت ڈالنے کے لئے کچھ وقت ضرور پہنایا جائے، مگر اتنا زیادہ لازم نہ کیا جائے کہ وہ اسے بوجھ سمجھنے لگے، لیکن جوں جوں بڑی ہوتی جائے اس کی عادت بڑھاتے جائیں اور جب وہ اس عمر کو پہنچے جہاں لوگوں کی نظریں اس عمر کی بچیوں پر پڑنے لگتی ہیں اس کی سختی سے پابندی کرائی جائے۔فی زمانہ یہ عمر آٹھ نو سال میں آجاتی ہے اور بعض بچیوں کی قد کاٹھ اور صحت کا فرق بھی ہوتا ہے۔

بہرحال عادت ڈالنے کے لئے اس طرح کرنا درست ہے۔مگر اتنا التزام کہ بچے تنگ ہوں یا لوگ انہیں تنگ کریں مناسب نہیں ہے۔
(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۴۴،۴۴)

## تصویر والے کپڑے اور جوتے بچوں کو پہنانا

**سوال** : بچوں کے جو کپڑے بازار میں ملتے ہیں ان کپڑوں میں جاندار چیزوں کی تصویریں، کارٹون وغیرہ بنے ہوتے ہیں، بچوں کو یہ لباس پہنانا کیسا ہے؟

**جواب**: علماء کہتے ہیں کہ جس طرح جاندار کی تصاویر والے کپڑے بڑوں کے لئے پہننا حرام ہیں اسی طرح بچوں کے لئے بھی حرام ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تصویر جاندار کی رکھنا جائز نہیں ہے، لہٰذا یہ حرمت بچے بڑے دونوں کے حق میں برابر ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس قسم کے لباسوں کا قطعی بائیکاٹ کریں تاکہ اس راستہ سے شر اور فساد ہمارے قریب داخل نہ ہو اور جب اس کا بائیکاٹ ہوگا تو ان چیزوں کو بلاد مسلمین میں آنے کا راستہ ہی نہ ملے گا کہ ان چیزوں کو مسلمان اپنائیں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب مصوروں کو ہوگا اور پھر جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

اس لئے تصویروں کا نہ صرف پہننا اور گھر میں رکھنا حرام ہے، ان کا خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔اس لئے ماں باپ پر واجب ہے کہ وہ بچوں کے لئے اس طرح کے لباس خریدیں جو تصویروں سے خالی ہوں۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۴۵)

## ماں نے آٹھ نو سالہ بچی کو مختصر لباس پہنایا، باپ منع.......

**سوال**: ایک عورت اپنی آٹھ نو سالہ بچی کو مختصر لباس پہناتی ہے اور باپ اس بات سے

خوش نہیں ہے۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہتا، تو کیا اس صورت میں وہ گناہ گار ہوگا؟

**جواب**: ماں باپ دونوں اس صورت میں گناہ گار ہیں۔ باپ پورے گھر کا مسئول اور ذمہ دار ہے۔ جس میں بیوی بچہ بھی ہیں۔ اسے ان کو نصیحت کرنا واجب ہے۔ ماں بھی اپنی ذمہ داری کا غلط استعمال کر کے گناہ کی مرتکب ہے اور وہ گناہ کے کام میں معاون بھی ہے۔ بہر حال ان دونوں پر گھر اور بچوں کی اسلامی تہذیب کے مطابق آبیاری ضروری ہے۔ اس کے خلاف کرنا گناہ کے کام میں معاونت اور خود گناہ ہے۔

(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۴۶)

## ریشم اور سونا چاندی کا استعمال بچوں...........

**سوال**: کیا چھوٹے بچوں کا لباس سونے چاندی ریشم کا بنانا اور ان کو پازیب پہنانا جائز ہے جس کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔

**جواب**: تینوں اماموں کے نزدیک بچوں کو زیورات پہنانا جائز ہے۔ اور ہمارے نزدیک جائز نہیں اس کا گناہ پہنانے والے پر ہوگا کیونکہ اس کی نسبت پہنانے والے کی طرف ہے۔ کیونکہ ہم بچوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ (نفع المفتی والسائل ص ۳۰۸، ۳۰۹)

**مسئلہ**: ریشم اور سونا چاندی کا استعمال مردوں کی طرح نابالغ کے لئے بھی حرام ہے، اگر باپ یا کسی ولی نے نابالغ لڑکے کو ان چیزوں کا استعمال کرایا تو وہی گنہگار ہوں گے کیونکہ ان کی ذمہ داری تھی کہ بچوں کی ان چیزوں سے حفاظت کرے۔

(البحر الرائق ج ۸ ص ۳۵۰)

# بچہ کو تعویذ پہنانااور
# نظر بد کا علاج

## بچہ کوتعویذ پہنانا

**سوال:** جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت بہت سے لوگ بچے کے گلے میں تعویذ لکھ کر لٹکا دیتے ہیں، یا قرآنی آیات کی تختی نما لوح اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں جس سے بچہ بظاہر اچھا اور تندرستی کی حالت میں رہتا ہے؟ ایسا کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** جواب سے پہلے یہ اصول سمجھ لیجئے کہ تعویذ کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم تو وہ تعویذ ہیں جو قرآنی آیات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ تعویذ ہیں جو غیر معلوم المراد الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ تعویذ ہیں جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم کے تعویذ پہنانا جائز ہے۔

(تعویذ پہنانے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تعویذ موم جامہ کیا ہو یا پلاسٹک میں اچھی طرح بند ہو، اس طرح وہ بند ہو جائے گا اور پھر اسے بیت الخلاء میں لے جانے یا نہلانے میں بے ادبی کا اعتراض بھی باقی نہ رہے گا کیونکہ اگر قرآنی آیت جیب میں بند رکھی ہو نظر نہ آتی ہو تو اسے رکھ کر بیت الخلاء میں جایا جا سکتا ہے اور اس سے جو بھی فائدہ محسوس ہو اسے من جانب اللہ سمجھا جائے۔)

**فائدہ:** تعویذ تو ان بچوں کے لئے ہوتا ہے جو دعائیں نہیں مانگ سکتے کہ لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیا جائے۔ جو دعائیں مانگ سکتے ہوں ان کو تو چاہیئے کہ اپنی ہر پریشانی کا حل دعاؤں کے ذریعہ تلاش کریں اور اپنے مسائل اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ حل کروائیں۔ اور ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے بہترین تعویذ ہر فرض نماز کے بعد سورۃ اخلاص (**قل هو الله احد**) معوذتین (**قل اعوذ برب الناس، قل اعوذ برب الفلق**) اور آیت الکرسی کا پڑھنا ہے۔ اسی طرح ''منزل،، نامی کتابچہ جو قرآنِ کریم کی آیات پر مشتمل ہے جو نظر، جادو، آسیب وغیرہ میں بہت ہی مفید ہے اس کے پڑھنے کا

بھی اہتمام کریں۔اوران سب سے بڑھ کر یہ کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا تعویذ شریعت کی پابندی ہے۔(مردوں کے تین سوفقہی مسائل،ص۳۴)

**مسئلہ**: تعویذ کپڑے میں لپٹا ہوا ہوتو اس کو پہن کر بیت الخلا جا سکتے ہے۔
(زبدۃ الفقہ حصہ اول ص ۱۴۱)

## شیطان زہریلے جانور اور نظر بد سے حفاظت کے لئے.....

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن و حسینؓ کو شیطان اور زہریلے جانوروں سے اور نظرِ بد سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا پڑھتے رہتے:

اعیذ کما بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ
(مشکوۃ المصابیح ص ۱۳۴)

**ترجمہ**: میں تم دونوں کو اللہ تعالی کے پورے کلمات کے وسیلہ سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ہر نظرِ بد سے اللہ تعالی کی پناہ میں دیتا ہوں۔

''اعیذ کما،، یہ لفظ تثنیہ کے لئے ہے یعنی دو بچوں کے لئے اس طرح پڑھا جائے ،اگر کسی ایک لڑکے کے لئے پڑھنا ہوتو (اعیذکَ) کاف کے زبر کے ساتھ،اگر لڑکی کے لئے پڑھنا ہوتو (اعیذکِ) کاف کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے۔(شیاطین سے حفاظت ص ۱۷۷)

## نظر سے حفاظت کے لئے

وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لمّا سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ھو الا ذکر للعٰلمین ،، حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نظر بد کے لئے مفید ہے(اس کو لکھ کر باندھ دیں۔یا بچہ پر دم کردیں۔(تربیت اولاد ص ۴۶ بحوالہ اعمال قرآنی)

## کسی بچہ کو اگر نظر لگ جائے تو یہ دعا پڑھ کر دم کر دے

کسی بچہ کو اگر نظر لگ جائے تو یہ دعا پڑھ کر دم کر دے۔

"اللھم اذھب حرّھا و بردھا و مرضھا،،(نسائی،ابن ماجہ)

**ترجمہ**: الٰہی تو اس (نظر بد) کی گرمی اور سردی اور بیماری کو دور فرما دے (تعلیم النساء ص۲۷۶)

## نظر بد سے بچانے کے لئے بچے کے سیاہ دھاگا باندھنا

**سوال**: بچے کی پیدائش پر مائیں اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لئے اسکے گلے یا ہاتھ کی کلائی میں کالے رنگ کی ڈوری باندھ دیتی ہیں یا بچے کے سینے یا سر پر کاجل سے سیاہ رنگ کا نشان لگا دیا جاتا ہے تا کہ بچے کو بری نظر نہ لگے۔ کیا یہ فعل درست ہے؟

**جواب**: محض تو ہم پرستی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج اص۳۷۲)

# بچوں کے کھیل کود اور ان کے کھلونوں کا حکم

## تفریح اور کھیل کود بچوں کا حق ہے

بچوں کا یہ بھی حق ہے کہ کھیل کود اور تفریح کے لئے ان کو مواقع فراہم کئے جائیں۔بچوں کے لئے کھلونے یا دیگر کھیل کا سامان فراہم کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔کھیل کود کا موقع دینا بچوں کا حق ہے۔البتہ ایسے کھیل جو خطرناک ہوں یا جن میں چوٹ لگنے کا خطرہ ہو اس میں احتیاط ملحوظ رکھنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح جو کھیل ناجائز ہو ان سے بھی والدین بچے کو بچائیں۔

حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی زید بن سہیل ایک چڑیا کے ساتھ کھیلا کرتے پھر ایک دن وہ پرندہ مر گیا تو حضور ان کو از راہ مذاق چھیڑتے اور پوچھتے ارے ابو عمیر! تمہارا پرندہ کیا ہوا؟

## بچہ کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا درست ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بے تکلفی سے رہا کرتے تھے یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرماتے کہ اے ابو عمیر! تمہارا لال کیا ہوا اور اس کے پاس ایک لال تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گیا تھا۔(بخاری ومسلم)

اس روایت کی روشنی میں علماء نے لکھا ہے کہ بچہ کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا درست ہے جب کہ اس کو بچہ تکلیف نہ دے۔(حقوق العباد ص۱۶۰)

## گڑیا سے کھیلنا کیسا ہے؟

**سوال**: آج کل گھروں میں بچوں کے کھلونے نظر آتے ہیں جو جانوروں اور انسانوں کی شکل کے ہوتے ہیں اور بچے ان سے کھیلتے ہیں اور مختلف بے جان چیزوں کے بھی ہوتے ہیں۔ان سب کے بارے میں شرع کا حکم کیا ہے؟

**جواب**: جن کھلونوں میں مکمل نقوش کسی جانور کے یا انسان کے نہ ہوں، اگر چہ کچھ اعضاء معلوم ہوتے ہوں لیکن خلقت مکمل ظاہر نہ ہو، جیسے بچیاں گھروں میں کپڑے وغیرہ کی گڑیا بناتی ہیں اس کے جواز میں تو شک نہیں، اور یہ اسی قسم کی گڑیا ہیں جن سے حضرت عائشہؓ کا کھیلنا منقول ہے۔

لیکن اگر وہ مکمل خلقت والی ہوں جو شکل سے بالکل انسانی مجسمہ لگتی ہوں جن سے ہمارے بازار بھرے پڑے ہیں اور خصوصاً جب کہ ان میں آوازیں، حرکت رقص وغیرہ ہوں، یہ تو اللہ تعالی کی خلقت کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے اور بالکل حرام اور ناجائز ہے اور حضرت عائشہؓ جن گڑیوں سے کھیلتی تھیں، ظاہر ہے وہ اس طرح کی نہ ہوتی تھیں، ان سے کھیلنا یا انہیں گھر میں رکھنا بالکل حرام ہے۔

(حضرت عائشہؓ جن گڑیوں سے کھیلتی تھیں اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعض ذہنوں میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب ذی روح کی تصویر بنانا اور اس کا گھر میں رکھنا جائز نہیں اور اس پر صحیح حدیثوں میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیقہؓ کو گڑیوں سے کھیلنے اور گھر میں رکھنے کی اجازت کیوں دی؟

اس کا جواب عاجز کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت صدیقہؓ کی یہ گڑیاں تصویر کے حکم میں داخل ہی نہیں تھیں، وہ تو چودہ برس پہلے کی بات ہے، خود ہمارے اس زمانہ میں جبکہ سینے پرونے کے فن نے وہ ترقی کرلی ہے جو معلوم ہے، گھروں کی چھوٹی بچیاں اپنے کھیلنے کے لئے جو گڑیاں بناتی ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ تصویریت کے لحاظ سے وہ اتنی ناقص ہوتی ہیں کہ ان پر کسی طرح بھی تصویر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے حضرت عائشہؓ کی گڑیوں کے بارے میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (معارف الحدیث ج ۶ ص ۸۴،۸۵))

لیکن چونکہ بچہ ان چیزوں کے ساتھ کھیلنے کو چاہتا ہے اور تضیع اوقات کا مسئلہ اس

کے لئے مضر نہیں ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ انسانی یا جانوروں کی شکلوں والے کھلونے دینے کے بجائے بے جان چیزوں کے کھلونے دیئے جائیں اور اگر ایسی گڑیائیں ہوں تو ان کی خلقت اور مکمل نقوش ختم کر کے دیئے جائیں۔

بہر حال موجودہ کھلونے جو بازار میں جاندار کی شکلوں کے ملتے ہیں یہ پوری مورتیاں ہیں اور گھر اور بازار ان سے مندروں کے نمونے لگتے ہیں۔ان سے اجتناب ضروری ہے۔

خلقت بگاڑنے اور نقوش ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی آنکھ، ناک، چہرہ اور جسم کے دوسرے ابھار ختم کردیئے جائیں تو ان سے کھیلنے اور گھر میں رکھنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۴۶، ۴۷)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ گڑیوں کی شکل وصورت آنکھ، کان، ناک وغیرہ بنی ہوئی ہوتو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں، ان کا رکھنا اور بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں اور اگر مورتی واضح نہ ہوتو بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۷ ص ۶۸، ۶۹)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ پوری طرح مورتیاں ہوتی ہیں۔ان مجسموں کی خرید وفروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے۔اور ان کی بدولت ہمارے گھر بت خانوں کا منظر پیش کررہے ہیں، گویا کہ شیطان نے کھلونے کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنادیا ہے۔اللہ تعالی مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۷ ص ۷۰ بتغیر)

جناب الحاج ابراھیم یوسف باوا رنگونی رحمہ اللہ اپنے گھر کا ایک واقعہ تحریر

فرماتے ہیں کہ ''میرے سسرال والے میری چھوٹی اولاد کوخفیہ طور پر گڑیا کھیلاتے تھے ایک دن نظر پڑ گئی تو اسے توڑ پھوڑ ڈالی اورتنبیہ کی کچھ عرصہ بعد گھر والوں نے کہا کہ آپ کا حضرت مفتی محمود ہاشم یوسف صاحب (جو حضرت شیخ الحدیث کے خلیفۂ مجاز اور دار العلوم رنگون کے مہتمم ) کے پاس آنا جانا ہوتا ہے آپ ان سے یہ مسئلہ پوچھ لیں، وہ لکھتے ہیں کہ اول تو مجھے مناسب معلوم نہیں ہوا کہ ایسا مسئلہ پوچھا جائے (غالب گمان یہ تھا کہ سارے ہی لوگ اس مسئلہ کو جانتے ہیں کہ یہ حرام ہے )وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ڈرتے سہمے پوچھ ہی لیا تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ جائز ہےاور فرمایا کہ سیدہ عائشہؓ گڑیا سے کھیلتی تھیں بار بار میری بدگمانی دور کرنے پوچھتا رہا اور ہر بار حضرت یہی فرماتے رہے میں نے گھر والوں کو دس روپیئے دیئے اور کہا کہ جاؤ خرید و کھلاؤ کچھ عرصہ بعد ''اختری بہشتی زیور،، کے مطالعہ کے دوران معلوم ہوا کہ گڑیا (مورت ) تصویر میں داخل ہے اسلئے حرام ہے،اس میں یہ لکھا پایا کہ سیدہ عائشہؓ جس گڑیا سے کھیلتی تھیں اس وقت یا تو اس کے حرام ہونے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا یا وہ گڑیا ایسی تھی کہ اس کے چہرے پر آنکھ وغیرہ کا نقش ونگار نہ تھا۔

باوا صاحب لکھتے ہیں کہ میں فوراً مفتی صاحب کے پاس گیا اور کتاب میں لکھا بتایا آپ نے کئی بار الٹ پلٹ کر دیکھا اور اطمینان کر کےفرمایا کہ میری بھول ہوگئی۔

(تذکرۂ محمود ص ۹،۸)

## جاندار کی شکل والے شکر کے کھلونے فروخت کرنا جائز نہیں

**سوال**: دیوالی میں مسلمان حلوائی کوشکر کے کھلونے گائے ،بیل، آدمی گھوڑے وغیرہ سانچہ میں ڈھال کرفروخت کرنا جائز ہے یانہیں؟

**جواب**: جائز نہیں ہے۔(فتاوی دار العلوم دیو بند ج ۱۶ ص ۳۰۵)

# بچوں کی سالگرہ منانے کا حکم

## سالگرہ منانا ایک قبیح رسم ہے

**سوال:** بچوں کی سالگرہ منانے اور اس موقع پر قرآن خوانی کرانے کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

**جواب:** سالگرہ منانا ایک قبیح رسم ہے، اس کا ترک واجب ہے، اصل سالگرہ تو یہ ہے کہ ایسے مواقع پر اپنی زندگی کا احتساب کیا جائے، اپنے اعمال کے بارے میں سوچا جائے کہ جنت کی طرف لے جا رہے ہیں یا جہنم کی طرف؟ (احسن الفتاوی ج ۸ ص ۱۵۴، ۱۵۵)

## سالگرہ یا ''عید میلاد طفل،، منعقد کرنا

**سوال:** بعض ہمارے مسلمان بھائی اپنی اور اپنے بچوں کی عید میلاد،، ولادت کی خوشی یا سالگرہ مناتے ہیں اسلام میں اس قسم کی عیدوں کی کیا حیثیت ہے؟

**جواب:** عبادات میں اصل ''توقیف،، ہے (یعنی جتنا منقول ہے اسی کو حد سمجھنا) اس لئے جو اللہ تعالی نے مشروع نہیں کیا اس عبادت کو کرنا جائز نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو ہمارے معاملے میں نئی چیز ایجاد کرے گا جو دین میں سے نہیں تو وہ چیز مردود ہے۔ اور فرمایا ''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہوگا۔

ولادت کی عیدیں منانا دین میں گھڑی گئی نئی عبادات میں سے ہیں۔ کسی شخص کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے پوری زندگی میں کہیں منقول نہیں کہ آپ نے کبھی اپنی پیدائش کا دن منایا ہو یا اس دن خوشی منانے کی ہدایت فرمائی ہو اور نبی کریم ﷺ کی امت کے افضل ترین لوگوں یعنی خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ نے بھی کبھی سالگرہ یا یا اپنی ولادت کی عید نہیں منائی اور خیر صرف ان کی ہدایت اور راستے کی اتباع میں ہے اور اس کی پیروی میں ہے جو کچھ انہوں نے اپنے نبی کے مدرسے سے حاصل کیا۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۴۱)

## اسلامی تہذیب میں دوعیدوں کے سوا کسی تیسری عید کی.....

**سوال**: بچے کی پیدائش کی سالانہ خوشی جسے ہمارے ہاں سالگرہ عربوں میں ''عید میلاد طفل،،اور انگریزوں کے ہاں ''برتھ ڈے،، کہا جاتا ہے منانا جائز ہے یا نہیں؟ یہ غیروں کے ساتھ مشابہت ہے یا یہ محض بچے کی تالیف قلب اور خوشی ہے؟

**جواب**: سالگرہ کرنا یا عید میلاد طفل منانا، دو باتوں سے خالی نہیں ہے، یا تو عبادت سمجھا جاتا ہے یا پھر عادت، اگر عبادت سمجھا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالی کے دین میں اضافہ اور بدعت ہے، اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

یا پھر یہ عادت اور رسم ورواج کے طور پر کیا جاتا ہے، یہ بھی اللہ تعالی کے سامنے آگے بڑھنے اور اس کی حدود کو پار کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اسلامی رواج اور اسلامی تہذیب میں دوعیدوں کے سوا کسی تیسری عید کی گنجائش نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو ان کے مخصوص دن کی عید سے منع فرما دیا، نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار دو مخصوص دنوں میں کھیل کود کرتے اور اسے عید شمار کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالی نے تمہارے لئے دو عیدیں رکھی ہیں جو تمہاری دو عیدوں سے بہتر ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (ابوداؤد)

اور اس میں دوسری برائی اللہ تعالی کے دشمنوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ کیونکہ یہ اصولی طور پر مسلمانوں کی عادت نہیں بلکہ غیروں کی وراثت ہے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ قیامت میں انہی کے ساتھ ہوگا۔

انسان کی عمر زیادہ ہونا کسی شخص کے لئے اس وقت تک اچھی بات نہیں جب

تک وہ یادالٰہی میں خرچ نہ ہوئی ہو۔بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر زیادہ ہوئی اور عمل اچھے رہے ہوں اور برا شخص وہ ہے جس کی عمر زیادہ ہوئی اور عمل برے ہوئے ہوں۔اور پھر ہر سال کا گزرنا انسان کی زندگی کا ایک سال کم کرتا ہے۔اور انسان موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ان باتوں اور دیگر خرافات مثلاً مخلوط اجتماع،نام ونمود،ریا کاری اور دیگر گناہوں کی بناپر سالگرہ منانا ممنوع اور ناجائز ہے۔(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۴۲،۴۳)

## سالگرہ پر ناچنے والوں کا انجام

**سوال**: جو مسلمان اپنے گھر میں بچے یا بڑے کی سالگرہ مناتے ہیں جو کہ غیروں کی رسم ہے۔اس موقع پر گھر کے کچھ لوگ کیک کاٹنے کے بعد اپنی ماں بہنوں اور دوسری غیر محرم خواتین کے ساتھ ملکر ناچتے ہیں،ان لوگوں کا آخرت میں کیا مقام ہوگا؟ شریعت کی رو سے بیان فرمائیے۔

**جواب**: آخرت میں ان کا مقام تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے،البتہ ان کا یہ عمل کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۷ ص۳۴۲ بتغیر)

## سالگرہ یا ''سال گرا''

لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ایک سال کا ہوگیا اسکی سالگرہ ہوگی سال گرہ نہیں ''سال گرا'' کہنا چاہئے،اس لئے کہ اگر بچہ اپنی عمر ساٹھ سال لیکر آیا ہے تو اس میں سے ایک سال گر گیا۔عمر ۵۹ ہوگئی۔لوگ خوشیاں مناتے ہیں ہمارا بیٹا ایک سال کا ہوگیا دو سال کا ہوگیا ادھر ملک الموت دیکھ رہا ہے کہ اسکی روح قبض کرنے میں ۶۰ کی بجائے ۵۸ سال رہ گئے۔لوگ کہتے ہیں کہ بچے کی عمر بڑھ رہی ہے درحقیقت وہ اپنی قبر کی طرف جارہا ہے۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا　　　کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھ رہا ہے؟

(شہادت حسین ص ۴۷)

# بچوں کی دینی تعلیم اور تربیت کی عمر کیا ہو؟

## بچوں کو دین کی تعلیم کس عمر سے دینا شروع کر دینی چاہیئے؟

**سوال**: بچوں کو دین کی تعلیم کس عمر سے دینا شروع کر دینی چاہیئے؟

**جـــواب**: بچوں کو با قاعدہ دینی تعلیم وتربیت ان کے سن تمیز کو پہنچنے پر شروع کر دینی چاہیئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بچوں کو سات سال کا ہونے کے بعد نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو۔ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ بچہ کی تمیز کی عمر شروع ہوتے ہی اس کی با قاعدہ تعلیم وتربیت شروع کر دی جائے۔

لیکن دین کا شوق، کلمے، اچھی باتیں، سلام کرنا، ادب کرنا یہ بچوں کو بولنے کے بعد سے ہی سکھانا شروع کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح قرآن پڑھنا اور ابتدائی باتیں وغیرہ عام طور سے بچے تین ساڑھے تین سال کی عمر سے ہی پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اسی عمر میں ابتدائی چیزیں بتانی اور سکھانی چاہیئے اور دینی مدارس میں انہی دنوں سے بھیجنا چاہیئے۔

لیکن اگر بچوں کو کسی وجہ سے اسی عمر میں شروع نہ کرایا جاسکے تو سات سال کی عمر سے ضرور شروع کرا دینا چاہیئے تا کہ حدیث شریف کے خلاف لازم نہ آئے۔

اور ابتدائی تعلیم میں اسے وضو کرنا، نماز، دعائیں اور قرآنی سورتیں اور احادیث دن بھر کی دعائیں سونے جاگنے، کھانے پینے وغیرہ کی دعائیں یاد کرادی جائیں۔

سن تمیز کو پہنچنے کے بعد بچے کو احساس ہو جاتا ہے کہ اسے کس چیز سے منع کیا جارہا ہے اور کس چیز کو کرنے کے لئے کہا جارہا ہے۔ اس لئے اسے غیر مناسب باتوں سے روک ٹوک شروع کر دی جائے۔

مثلاً جھوٹ نہ بولنا، چغلی نہ کھانا وغیرہ جیسی باتیں۔ سن تمیز سے پہلے بچے کو اگر

کہی بھی جائیں تو بچہ کواس کا شعور ہونہیں سکتا۔لیکن اس سے پہلے بھی سکھاتے رہنا چاہئے تا کہ اس کی تربیت خیر پر ہواور وہ بچپن ہی سے شر کو چھوڑ دے۔

بہت سے لوگ اپنی اولاد کے معاملات کا اہتمام نہیں کرتے اوران پر توجہ نہیں دیتے اور انہیں یونہی چھوڑ دیتے ہیں، چھوٹے چھوٹے پانچ چھ سال کے بچے بھی یونہی گلیوں میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، بری باتیں سیکھنے لگتے ہیں، بدکلامی سیکھتے ہیں،اسی طرح سات سال اوراس سے زیادہ عمر کے بچوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔

اس حالت کی وجہ سے بچہ اگراسی حال میں بڑا ہو جائے تو وہ اچھے اخلاق کے ساتھ بڑا نہیں ہوتا اس لئے اس کی اس تمام بے راہ روی کی ماں باپ سے قیامت میں پوچھ گچھ ہوگی اور وہی اس کے ذمہ دار ہوں گے کیونکہ مذکورہ حدیث میں دینی تعلیم کے اہتمام کا والدین کو ذمہ دار بنایا ہے تو جو شخص اس کی نماز اور دیگر تعلیم وتربیت کا خیال نہیں کرے گا۔وہ نبی کریم ﷺ کا فرمان اور ایک ناجائز فعل کا مرتکب قرار پائے گا کیونکہ اس نے اس واجب کو چھوڑا ہے جو نبی ﷺ نے اس پر لازم فرمایا ہے۔

ارشادنبوی ہے،سنو!تم میں سے ہر شخص نگران ہے اوراس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے بعض والدین اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور اپنی اولاد کو وقت نہیں دیتے،اس کا سارا وقت کاروبار اور دنیاوی معاملات میں گذر جاتا ہے اور یہ مسلمان علاقوں میں بہت بڑے خطرے کی بات ہے۔جس کی وجہ سے مسلمان بچوں کی تربیت اچھی نہیں ہورہی۔ان حالات کی وجہ سے وہ نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔اوراس کی سراسر ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوتی ہے۔

(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۵۰ تا ۵۲)

## پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوجانا چاہئے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ ضروری چیز کے لئے یعنی نماز کے لئے سات برس قرار دیئے ہیں۔تو میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ یہی عمر پڑھنے کے لئے بھی مناسب ہے۔

البتہ زبانی تعلیم اور (دعائیں وغیرہ) کرادینا یہ پہلے سے بھی جاری رکھے۔ اور چار برس اور چار مہینے اور چار دن تجویز کر کے لوگوں نے اپنی طرف سے رسم مقرر کر لی ہے۔شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔(ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۲۰۱)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک مستقل باب قائم کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ پانچ سال ہی کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوجانا چاہئے۔
(بخاری اول باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ)

## مقصدی علوم پانچ ہیں

تعلیم میں سب سے بنیادی چیز تو دینی تعلیم ہے۔اس لئے کہ وہ ہر شخص کی ناگزیر ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے،اس کے علاوہ ایسی ضروری دنیوی تعلیم دلانی بھی والدین کی ذمہ داری اور ان کا فریضہ ہے جو اولاد کی زندگی یا اس کی معیشت کے لئے ناگزیر ہو۔سلفِ صالحین نے ایسے غیر دینی مفید علوم وفنون کی بھی توصیف کی ہے۔حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا (مقصدی) علوم پانچ ہیں،فقہ مذہب کو سمجھنے کے لئے،طب جسمانی علاج کے لئے،انجنیر نگ تعمیر کے لئے،قواعد نحو زبان دانی کے لئے،اور علم نجوم وقت کی تحقیق کے لئے۔(حلال وحرام ص ۴۶۲)

# بچوں کی پٹائی کرنا اور
# ان کو لعن طعن کرنا .....

## اپنے بچوں کولعن طعن کرنا گناہ ہے

**سوال**: میری بیوی کی عادت ہے کہ وہ میرے بچوں کولعن طعن کرتی ہے۔انہیں برا بھلا کہتی ہے اور کبھی باتوں سے اور کبھی لاتوں سے ان کو اذیت دیتی ہے، ہر چھوٹے بڑے بچے سے مار پٹائی کرتی ہے، میں نے کئی مرتبہ اسے یہ عادتیں چھوڑنے کے لئے کہا، سمجھایا مگر اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ انہیں تم خود بگاڑ رہے ہو اور یہ بد بخت بچے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بچے ماں سے نفرت کرنے لگے ہیں اور وہ اس سے کسی قسم کی بات میں الجھنے سے گھبراتے ہیں، کیونکہ معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ گالیوں کی صورت میں نکلے گا، میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اپنے بچوں کو لعن طعن کرنا گناہ ہے، اسی طرح دوسروں کو بھی لعنت کرنا گناہ ہے۔صحیح حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی طرح ہے۔اسی طرح ارشاد ہے کہ مومن کو گالیاں دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔اسی طرح ارشاد ہے کہ لعنت کرنے والے لوگ نہ تو شہداء بن سکتے ہیں اور نہ قیامت میں کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں۔

اس لئے مذکورہ عورت کو توبہ کرنا واجب ہے اور یہ کہ وہ آئندہ اپنی زبان کو گالیاں دینے سے روکے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کے لئے ان کی اصلاح اور ہدایت کے لئے دعائیں کیا کرے۔اور شوہر پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو، اولاد کو گالیاں دینے سے اور بے تحاشا مار پیٹ کرنے اور لعنت کرنے سے روکے اور سمجھاتا رہے، اور اولاد کو بھی سمجھائے۔

اگر نصیحت سے کوئی فائدہ نہ ہو تو صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کچھ عرصے اس سے اپنا بستر علیحدہ کرلے، اور طلاق دینے میں بالکل جلدی نہ کرے بلکہ اسے سمجھاتا رہے اور اپنی پوری کوشش اسی میں صرف کرے۔اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت نصیب

فرمائیں اور اپنی اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص۵۲،۵۳)

## بچوں کے لئے بددعا کرنا

**سوال:** بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کو ان کی شرارتوں اور غلطیوں پر بددعائیں دیتے ہیں۔اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

**جواب:** والدین کو بچوں کی غلطیوں اور شرارتوں پر عفو ودرگذر اور صبر سے کام لینا چاہئے، کیونکہ بچوں میں عقل تو ہوتی نہیں ہے اس لئے ان سے قول اور عمل میں خطا ہو ہی جاتی ہے۔تو جب والد حلیم الطبع ہو اور بچوں سے درگذر سے کام لے اور بچے کو والد کی نرمی، محبت اور شفقت کا احساس ہو جائے پھر باپ اسے نصیحت کرے تو بچہ جلدی قبول کرتا ہے۔

لیکن بعض والدین سے یہ بہت بڑی غلطی صادر ہو جاتی ہے وہ یہ کہ وہ اپنے بچوں کو بددعا دیتے ہیں، کبھی موت کی، کبھی برائی کی، کبھی ٹانگ ٹوٹنے کی، کبھی جہنم میں جانے کی اور پھر کبھی موت کی اور کبھی یہ کہ انہیں زندگی میں کبھی سکھ نصیب نہ ہو۔

لیکن جب غصہ کم ہوتا ہے تو خود افسوس ہوتا ہے کہ یہ کیا بددعائیں دے دیں۔کیونکہ ماں باپ کو ان سب باتوں کا وقوع خود پسند نہیں ہوسکتا کہ اولاد ان چیزوں میں مبتلا ہو جائے۔بس غصہ کی شدت یہ بددعائیں کروا دیتی ہے۔

اللہ تعالی اس قسم کی بددعاؤں کو ویسے ہی معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ ارشاد گرامی ہے۔اگر اللہ تعالی شر کو لوگوں پر اتنا جلدی لے آئے جتنا جلدی وہ خیر کو چاہتے ہیں تو ان کی موت واقع ہو جائے۔(یونس، آیت نمبر۱۱۔)

اس لئے والدین کو چاہئے کہ صبر وتحمل اور ہلکی پھلکی تنبیہ، نصیحت وغیرہ سے کام لیں، کیونکہ بچہ کو کبھی کبھار تنبیہ سے وہ تادیب حاصل ہوتی ہے جو تعلیم وتربیت سے نہیں

ہوتی، لیکن بد دعا کرنا مناسب نہیں، کیونکہ اگر کبھی قبولیت کا وقت آ گیا تو پھر ساری عمر کا پچھتاوا رہے گا، جس کا پھر نعم البدل نہیں۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۵۴، ۵۵ بتغیر)

## چھوٹے بچے کو مارنا جائز نہیں

**سوال**: میری شادی کم عمری میں ہوگئی اور سولہ سال کی عمر میں ماں بن گئی، میرا بچہ بہت روتا تھا، اسکی عمر تین ماہ تھی تو کئی ایک مرتبہ بہت رویا، میں اس کے رونے سے ویسے بھی بہت تنگ ہوتی تھی تو میں اس کو مارنا شروع کر دیتی تھی اور میں نے اسے ایک سال کی عمر تک کئی مرتبہ مارا۔ اب وہ سات سال کا ہے، دوسری جماعت کا طالب علم ہے۔ لیکن مجھے جب وہ بات یاد آتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور مجھے اس کا افسوس بھی ہے۔ اب میں کیا کروں؟ اس کا کوئی کفارہ وغیرہ ہے؟

**جواب**: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ کا یہ عمل غلطی تھی کیونکہ وہ تو ایک ناسمجھ بچہ تھا اور تادیب کا محل بھی نہ تھا۔ یہ غالباً دلبرداشتہ ہونے کے بعد ایسا ہوا جو کہ انتہائی لغو حرکت اور نادانی تھی، بس اس کا یہی حل ہے کہ آپ توبہ واستغفار کریں اور انشاء اللہ آپ پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں، اللہ تعالی سے امید ہے کہ بچہ کو نیک اور صالح بنائے گا اور آپ کی ندامت بالکل بجا ہے۔ لیکن توبہ سارے گناہ مٹا دیتی ہے۔

(بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۵۳)

## سزا میں کتنی ............... سکتے ہیں

تنبیہ کرنے اور سزا دینے کی ضرورت پڑتی ہے اس کی اجازت ہے اور ''الضرورۃ یتقدر بقدر الضرورۃ،، یعنی ضروری بقدر ضرورت ہی ضروری ہوتا ہے کے قاعدے سے اتنی ہی تادیب (سزا) دینے کی اجازت ہوسکتی ہے۔ جو پرورش اور تربیت میں مفید ہو۔ نہ اتنی جو کہ درجۂ ایلام (سخت تکلیف اور مصیبت) تک پہنچ جائے۔

اور ماں باپ سے ایسی زیادتی گناہ ہونے کے علاوہ انسانیت اور فطرت کے

بھی خلاف ہے۔ ماں باپ کو تو حق تعالی نے محض رحمت بنایا ہے۔ ان سے ایسی زیادتی ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص انسانیت سے بھی خارج ہے۔

ضرب فاحش (سخت مار) سے فقہاء نے صراحۃً منع فرمایا ہے اور جس مار سے کھال پر نشان پڑ جائے۔ اس کو بھی فقہاء نے ضرب فاحش میں داخل کیا ہے۔ اور جس مار سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجۂ اولی منع ہے۔
لیکن ضرب فاحش سے خود استاذ (باپ) کو تعزیر (یعنی سزا) دی جائے گی۔
(اصلاح انقلاب امت ج ۲ ص ۲۲۰، بحوالہ ردالمختار)

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے حضرت (حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ ملا جی حافظ جی لڑکوں کو بہت مارتے ہیں جب ان کی کھال قیامت میں کھینچی جائے گی تب ان کو پتہ چلے گا، یہ مختلف مجلسوں میں کئی مرتبہ فرمایا کہ یہ ملاجی، میاں جی، حافظ جی، مولوی جی جو لڑکوں کو بری طرح مارتے ہیں ان کی کھال قیامت میں کھینچے گی جب ان کو پتہ چلے گا۔
(مجالس مسیح الامت ج ۳ ص ۳۱۴)

اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ حد سے زیادہ مار پیٹ ایک تو بچہ کے قُویٰ (اعضاء) کو کمزور کر دیتا ہے دوسرا ڈر اور خوف کی وجہ سے بہت ساری چیزیں بھول جاتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے لات، گھونسہ، چپل پھینک کر مارنا یا وحشی بن کر موٹی لکڑی وغیرہ سے پیٹنا بچے کو بے حیا و بے حس بنا دیتا ہے، اور وہ پیٹنے کی بھی پروانہیں کرتا، اس میں بے حیائی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ساری عمر بے حیائی والی عادت کے ساتھ زندگی گذارتا ہے بڑا ہونے کے بعد کوئی اسے گالی دے، مارے اور ذلیل کرے اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ بے حیا کا بے حیا ہی رہتا ہے۔

اس لئے اسلام اولاد کی اصلاح وتربیت کا ایک مخصوص طریقہ بتلاتا ہے اور یہ

تعلیم دیتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے سزا دینے کے بجائے ایسے طریقے استعمال کئے جائیں جس سے بچہ خود اس کام سے نفرت کرنے لگے۔

سزا دینے میں بچے کی طبیعت کا اندازہ لگائے بغیر سزا نہ دیجئے اگر بچے کی طبیعت کے اعتبار سے بغیر سزا کے سمجھانے اور نصیحت کرنے اور ڈرانے دھمکانے سے ہی اصلاح ہوجاتی ہے تو سزا کا رخ اختیار مت کیجئے۔ہاں اگر اصلاح وتربیت میں سمجھانے بجھانے وعظ ونصیحت کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ کے تمام طریقے غیر موثر ثابت ہوجائیں تو ایسی صورت میں اتنا......کی اجازت ہے جو حدود کے اندر ہو اور جو ظالمانہ و بے رحمانہ و وحشیانہ طریقہ پر نہ ہو، چہرہ اور جسم کے نازک حصوں پر نہ...... چاہئے۔بخاری اور طبرانی کی ایک روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے چہرہ پر مارنے سے سختی سے منع فرمایا، کیوں کہ اس سے کان ناک اور آنکھوں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اور بچہ زندگی بھر اس سزا کا نقصان اٹھاتا رہے گا، جاہلانہ اور وحشیانہ طریقوں سے مارنے سے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ بھی سکتا ہے اور نازک جگہوں پر مار لگ سکتا ہے اور بچے کی صحت متاثر بھی ہوسکتی ایک تو بچہ کے قُویٰ (اعضاء) کو کمزور کردیتا ہے دوسرا ڈر اور خوف کی وجہ سے بہت ساری چیزیں بھول جاتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے لات، گھونسہ، چپل پھینک کر مارنا یا وحشی بن کر موٹی لکڑی وغیرہ سے پیٹنا بچے کو بے حیا و بے حس بنا دیتا ہے، اور وہ پیٹنے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، اس میں بے حیائی پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے اور ساری عمر بے حیائی والی عادت کے ساتھ زندگی گذارتا ہے بڑا ہونے کے بعد کوئی اسے گالی دے، مارے اور ذلیل کرے اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ بے حیا کا بے حیا ہی رہتا ہے۔

بچے عام طور پر سخت سے سخت سزا کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی کرتے ہیں جو ان کے ذہن میں ہوتا ہے، اگر اولاد (یا شاگرد) کو سزا دینے میں زیادتی ہوجائے تو جس

پر زیادتی ہوئی ہے اس کے ساتھ احسان کیجئے یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے۔

تنبیہ اور سزا کی صورت میں سزا اتنی ہی دی جائے جتنی ضرورت ہے سزا کا ضرورت سے زیادہ ہونا گناہ ہے۔ضرب فاحش (سخت مار) سے فقہاء نے صراحتاً منع فرمایا ہے اور جس مار سے کھال پر نشان پڑ جائے یا ہڈی ٹوٹ جائے اور کھال پھٹ جائے اس کو بھی فقہاء نے ضرب فاحش میں داخل فرمایا ہے۔

(اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ ص ۳۸۰ تا ۳۸۲)

سزا کا بہترین علاج یہ ہے کہ مختصر وقفہ کے لئے بچہ کا کھیل بند کر دیا جائے یا جیب خرچ روک دیا جائے یا تفریح بند کر دی جائے یا اچھی غذائیں روک دی جائیں یا سیکل وموٹر سیکل کھینچ لی جائے یا باہر نکلنے ہی نہ دیا جائے یا ایک وقت کا کھانا بند کر دیا جائے۔ (اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ ص ۳۸۸)

اکثر لوگ اپنی اولاد کو محض سختی یعنی ڈنڈے کے زور پر دینداری میں رکھنا چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسے بچے ماحول سے آزاد ہوتے ہی پھر غیر اسلامی حرکتیں اور نافرمانیاں شروع کر دیتے ہیں اس لئے محض ڈنڈے کے زور پر اعمال صالحہ پیدا کرانے کے بجائے ان کے ذہن کو بدلنے کی محنت کیجئے جب ذہن میں اسلام کی عظمت ومحبت اور اہمیت بیٹھ جائے گی تو وہ بغیر ڈنڈے کے ماں باپ کے سامنے بھی اور پیچھے بھی اسلام پر عمل پیرا رہیں گے اور کسی صورت میں اسلام کی خلاف ورزی کرنا پسند نہیں کریں گے۔ (اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ ص ۳۸۴)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ بے جا تشدد اور سخت گیری اکثر اوقات بڑے مضر اور نقصان دہ نتائج پیدا کرتی ہے، مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون نے طلبہ کی نفسیات اور ایسے نامناسب رویہ کے اثرات پر بڑی حکیمانہ گفتگو کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

جس کا طریق تربیت غلاموں بچوں یا خادموں کے ساتھ تشدد آمیز اور قہر آلود ہوتا ہے، ان کے زیر تربیت لوگوں پر خوف مسلط ہوتا ہے، وہ تنگ دل ہو جاتے ہیں اور ان کی طبیعت کا نشاط ختم ہو جاتا ہے پھر اس کی وجہ سے اس کے اندر سستی اور کسل پیدا ہو جاتا ہے اور یہ چیز اس کے لئے جھوٹ اور مختلف برائیوں کا محرک ثابت ہوتی ہے وہ مکر وفریب اور حیلہ جوئی سیکھتا ہے یہاں تک کہ یہی رفتہ رفتہ اس کی عادت اور طبیعت بن جاتی ہے۔ (حلال وحرام ص ۴۶۴)

## غصہ کے وقت بچوں کو نہیں مارنا چاہئے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غصہ میں بچوں کو ہرگز نہ مارا جائے (چاہے استاذ ہو یا باپ ہو) بلکہ غصہ فرو ہونے کے بعد سوچ سمجھ کر سزا دی جائے اور بہتر سزا یہ ہے کہ بچوں کی چھٹی بند کردی جائے، اس کا ان پر کافی اثر ہوتا ہے، ملا جی مارنے میں اس واسطے آزاد ہیں کہ ان سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں، بچے تو باز پرس کے اہل نہیں اور والدین کا مقولہ ہے کہ ''ہڈی ہماری اور چمڑی میاں جی کی،،

مگر یاد رکھو جس حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو اس کا مطالبہ حق تعالی کی طرف سے ہوگا۔ (انفاس عیسی ص ۱۷۳)

## اگر بچوں پر ظلم کیا جائے تو اس کی معافی کا معاملہ بھی بڑا مشکل ہے

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ بچوں کو مارنے کا معاملہ بڑا خطرناک ہے، ہمارے والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اور گناہوں کی معافی توبہ کے ذریعہ ممکن ہے لیکن اگر بچوں پر ظلم کیا جائے تو اس کی معافی کا معاملہ بھی بڑا مشکل ہے کیونکہ یہ حق العبد ہے اور حق العبد صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتا جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے جس بندے کی حق تلفی کی گئی ہے اور

یہاں پر بندہ نابالغ ہے اورنابالغ کی معافی بھی معتبر نہیں ،حتی کہ اگر وہ نابالغ زبان سے بھی یہ کہدے کہ میں نے معاف کیا تب بھی وہ معافی معتبر نہیں ،اس لئے اس کی معافی بڑی مشکل ہے،لہٰذا بچوں کو مارنے اوران پرسختی کرنے میں ڈرتے رہنا چاہئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کو پڑھانے والے استادوں کا کام بہت مشکل ہے،بچوں کو قابو کرنا بڑادشوار ہوتا ہے اور کبھی نہ کبھی ......کی نوبت آہی جاتی ہے اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی اور علاج کارگر نہ ہورہا ہواور......کی نوبت آہی جائے تو اس کے بارے میں حضرت فرمارہے ہیں کہ غصہ کی حالت میں نہ مارو بلکہ اس وقت طرہ دے جاؤ اور جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت سوچ سمجھ کر سزا دو،اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتنی ہی سزا دوگے جتنی سزا کی ضرورت ہوگی اور حد سے تجاوز نہیں کروگے اور اگر غصہ میں.....شروع کردوگے تو جہاں ایک.....کی ضرورت تھی وہاں دس تک جائیں گےاس کی وجہ سے ایک تو فی نفسہ گناہ ہوا کہ جتنی......کی ضرورت تھی اس سے زیادہ.......دیا۔

دوسرے یہ کہ نقصان ہوا کیونکہ جو چیز حد سے زیادہ ہوتی ہے وہ حقیقت میں نقصان دہ ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ بعد میں ندامت بھی ہوئی۔(اصلاحی مجالس ج۴)

بچوں کو حد سے زیادہ شدید ......کی سزا نہ دے۔کہ قیامت کے دن اس کا حساب ہوگا۔(تحفہ اساتذہ کرام ص ۱۷۷)

## ایک تنبیہ ایسی بھی جسے طلباء خود چاہے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں طلبہ کو سزا کے طور پر کبھی کبھی ......بھی دیا کرتا تھا لیکن بعد میں اسکی تلافی اور دلداری میں کسی کو چار آنے اور کسی کو آٹھ آنے حسب موقعہ دیا کرتا تھا، بہت سے طلبہ تو اس انتظار

میں رہتے کہ شیخ سزا دے دیں تو ہمیں پیسے ملیں۔جس سے ہفتہ عشرہ کا خرچ چل جائے۔(تحفہ اساتذہ کرام ص ۱۷۷)

(احقر نے جن سے حفظ قرآن کریم کی سعادت جامعہ ڈابھیل میں حاصل کی ان کا بھی یہی معمول تھا۔مرتب)

## تعزیر کے متعلق ایک کوتاہی

تعزیر کے متعلق ایک کوتاہی یہ ہے کہ جفا کاروں کے نزدیک اسکی کوئی حد ہی نہیں جب تک اپنے غصہ کوسکون نہ ہوجائے سزا دیتے ہی چلے جاتے ہیں جیسے استاد کہ یہ اس باب میں ہزار گنا بڑھے ہوئے ہیں۔عدالت اور پولیس کوتو یہ بھی فکر ہے کہ کبھی مظلوم شخص اوپر کے حکام سے استغاثہ (فریاد) نہ کر بیٹھے۔

شوہر کومحبت ہوتی ہے،باپ کوشفقت ہوتی ہے یہ اسباب ظلم کے کم کرنے والے ہوتے ہیں اوران حضرات ومدرسین کوکوئی اندیشہ نہیں ہے۔(تحفہ اساتذہ کرام ص ۱۷۷)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کو گوارا نہ تھا کہ بچوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ سختی کا برتاؤ کیا جائے اگرکسی چھوٹے بچے کے پیٹنے یا کراہنے کی آواز آپ کے کان میں پڑتی تو آپ بے چین ہوجاتے اور کبھی باپ کے اپنے لڑکے کوزیادہ مارنے کی شکایت آپ سنتے تو آپ کوصدمہ ہوتا اور مناسب الفاظ میں باپ کونصیحت فرمایا کرتے تھے۔(تذکرۃ الرشید)

## بہت سے بچے مار پیٹ کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دیتے ہیں

ڈاکٹر محمد اقبال خالد اپنی کتاب ''اسلام میں بچوں کے حقوق اور تحفظ'' میں لکھتے ہیں کہ اسکولوں اور مدرسوں میں استادوں کی مار پیٹ کا ذکر بھی اخبارات کی زینت بنتا رہتا ہے۔بعض اوقات تو استاد بچے کومعمولی خطا پر اتنی بری طرح زدوکوب کرتے ہیں کہ

وہ ہلاک ہوجاتے ہیں یا مستقل معذوری کا شکار ہوجاتے ہیں۔ان واقعات کی روک تھا م بھی بہت ضروری ہے۔ بہت سے بچے مار پیٹ کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دیتے ہیں اور آوارہ گردی اختیار کرلیتے ہیں۔ جو بچے گھروں سے بھاگتے ہیں اسکی ایک بڑی وجہ وہ والدین یا اساتذہ کی مار پیٹ بتاتے ہیں۔ میں جب بٹگرام گیا تو وہاں ایک اسٹاپ کا نام ''نا رضا'' موڑ کے نام سے مشہور ہے، جہاں سے کراچی جانے والی بسیں ان بچوں کو اٹھاتی ہیں جو گھروں سے ناراض ہوکر بھاگتے ہیں۔ایک اور بات یہ کہ جسمانی تشدد کے ساتھ جنسی تشدد کے واقعات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ (اسلام میں بچوں کے احکام اور تحفظ ص ۱۴۰،۱۴۱) ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔

## بچوں کو عزت دے کر تربیت کرو توہین کر کے نہیں

یہاں میں حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم کے بیان کا ایک اقتباس نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ماں باپ اور اساتذہ سے کہتا ہوں کہ ''بچوں کو عزت دے کر تربیت کرو توہین کر کے نہیں،، توہین سے کی گئی تربیت ردعمل لاتی ہے، پھر فرمایا پاکستان میں سہیل احمد بڑا مشہور اداکار ہے ۱۹۹۶،۹۷ عیسوی سے لے کر ۲۰۰۰ تک ہم نے فلمی اداکاروں میں (تبلیغ کا) کام کیا، سہیل احمد میرے ساتھ جماعت میں تھا تو وہ مجھ سے باتوں باتوں میں کہنے لگا میرا باپ ڈی، ایس، پی تھا اپنی زندگی میں اس نے ایک روپیہ رشوت نہیں لی، مولانا نے اس سے کہا پھر تو اس فیلڈ میں کیسے آگیا؟ تو وہ کہنے لگا میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا میں دوستوں کے ساتھ ایک دن فلم دیکھنے چلا گیا، میرے باپ کو پتہ چلا اس نے پولیس کا بٹ اتارا اور میرے سر پہ مار، مار، مار، مار میرا خون نکال دیا تو میں نے ضد میں اپنے دل میں کہا میرے باپ نے مجھے فلم (دیکھنے) سے روکا ہے میں اسے اداکار بن کے دِکھاؤں گا۔ایک باپ کی غلط سختی

نے کہاں..........پہنچا دیا۔

## بچوں کی شوخی اعتدال کے خلاف نہیں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی شوخی اعتدال (اور تہذیب) کے خلاف نہیں کیوں کہ بچپن کا مقتضا یہی ہے کہ بچہ بچوں کی طرح شوخ ہو۔ باوا۔ دادی کی طرح متین (اور سنجیدہ) نہ ہو۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے ایک مرید سے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو ہمارے پاس نہیں لاتے وہ بے چارہ کچھ بہانے کر دیتا۔ کیوں کہ اسے اندیشہ تھا کہ مرزا صاحب بہت نازک مزاج ہیں۔ اور بچے شوخ مزاج ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انکی کسی حرکت سے آپ کو تکلیف پہنچے جب آپ نے کئی بار تقاضہ کیا تو تین چار دن ٹال کر وہ اپنے بچوں کو لائے۔ اور اس مدت میں ان کو خوب تعلیم دی کہ اس طرح سر جھکا کر بیٹھنا۔ یوں ادب کرنا مجلس میں ادھر ادھر نہ دیکھنا۔ بچوں نے اسی طرح کیا کہ سلام کر کے بت کی طرح خاموش بیٹھ گئے۔ نہ نگاہ اوپر اٹھائی نہ کوئی بات کی اب مرزا صاحب ان کو کھولنا چاہتے ہیں تو کھولتے نہیں۔ مرزا صاحب نے مرید سے فرمایا کہ میاں تم آج بھی اپنے بچوں کو نہ لائے۔

اس نے عرض کیا حضرت! یہ حاضر تو ہیں۔ فرمایا یہ بچے ہیں؟ یہ تو تمہارے بھی ابّا ہیں۔ بچے تو کھیلتے ہیں کودتے ہیں۔ شوخیاں کرتے ہیں۔ کوئی ہماری ٹوپی اتارتا۔ کوئی کمر پر سوار ہوتا۔ بچے تو ایسے ہوتے ہیں۔ اور یہ تو تمہارے ابّا بن کر بیٹھ گئے۔

(تقلیل الاختلاط ص ۳۵۰)

## بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

**سوال:** میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے۔ بہت غصہ والا ہے غصہ میں آ کر وہ

انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے بعض دفعہ دوسروں کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے، کوئی ایسا وظیفہ بھیج دیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہو جائے۔

**جواب:** بچوں کی بدتمیزی ونافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور تین بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۷ ص ۲۰۸)

# نابالغ کی دعوت ا ور
# ھدیۂ نابالغ حکم

## استاذ کو نابالغ کی دعوت یا ہدیہ کا قبول کرنا جائز نہیں

نابالغ کو جو پیسہ اس کے وارث اس کے اخراجات کے واسطے دیں استاذ کی دعوت یا اس کو ہدیہ کرنے کے لئے نہ دیں تو استاذ کو اس نابالغ کی دعوت یا ہدیہ کا قبول کرنا جائز نہیں۔ (ملفوظاتِ فقیہ الامت ج اقسط ۲ ص ۳۲)

## چھوٹے بچوں کو ان کی تقریب میں ملنے والے تحفہ کا حکم

کسی تقریب میں نومولود اور چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے اس لئے وہ سب نیوتہ بچہ کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کرے۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہئے اور باپ دادا کے ہوتے ہوئے ماں، نانی، دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔

اگر ظاہر میں بچہ کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ مقصود تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچے ہی کے نام سے دیدیا تو ماں باپ کی ملک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے رشتہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اگر باپ کے رشتہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔

## جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو........

جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہئے

کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لائیں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لگائیں۔

اپنے نابالغ لڑکے کے لئے خاص اسی کو دینے کی نیت سے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہوگیا۔ یا نابالغ لڑکی کے لئے خاص اسی کو دینے کی نیت سے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اس کی مالک ہوگئی۔ اب ان کپڑں کا یا اس زیور کا کسی اور لڑکے لڑکی کو دینا درست نہیں جس کے لئے بنوائے ہیں اسی کو دے۔ البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری ہی چیز ہے محض استعمال کے لئے دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی۔

## ایسی صورت میں رواج کا قرینہ کافی ہے

اسی طرح آج کل یہ رواج ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لئے خواہ بالغ ہو یا نابالغ ہو محض پہنانے کی نیت سے کپڑے بناتے ہیں۔ اولاد کو مالک بنانے کی نیت نہیں ہوتی لیکن زبان سے اپنی نیت کا اظہار بھی نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں رواج کا قرینہ کافی ہے اور اس سے ہبہ ثابت نہیں ہوگا۔ اس رواج کے ہوتے ہوئے ہبہ اس وقت ثابت ہوگا جب وہ زبان سے ہبہ ہونے کی تصریح کریں گے۔

## جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو نہیں دے سکتا اسی طرح باپ کو بھی.....

جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو نہیں دے سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کیلئے مانگنے پر دیں تو اس کا لینا درست نہیں۔ البتہ اگر ماں باپ کو نہ ہونے کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے۔

**مسئلہ**: ماں باپ وغیرہ کو بچے کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا

بھی صحیح نہیں۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ دوم ص۱۴۶ تا ۱۴۸)

## نابالغ بچوں سے ان کے مال میں سے چندہ لینا.......

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: نابالغ بچوں سے ان کے مال میں سے چندہ لینا بالکل جائز نہیں، جو مال بچہ کی ملک ہے وہ اگر کسی کو بھی خوشی سے دینا چاہے تو نہیں دے سکتا اور نہ اس کا ولی دے سکتا ہے، البتہ اگر ماں باپ اپنی طرف سے روپے دیں اور بچہ کی ملک نہ کریں مگر اس کے ہاتھ سے دلوائیں اس میں مضائقہ نہیں، لیکن اس کی ملک ہو جانے کے بعد کسی کو نہ دینا جائز نہ لینا، آج کل لوگ جوش میں آکر بچوں کے دیئے ہوئے پیسوں کو بڑے فخر سے لے لیتے ہیں اور مجمع عام میں اس کو بتلاتے ہیں کہ یہ معصوم بچہ کا متبرک ہے، اگر بچہ سے اس کی ملکیت میں سے والدین نے کسی فقیر یا مدرسہ والوں کو کچھ دلوا دیا تو فقیر سے یا مدرسہ والوں سے رقم واپس نہ لو بلکہ خود بچہ کو اس کے عوض اور رقم دے دو جس میں نیت عوض کی قید ضروری ہے ورنہ یہ مستقل ہبہ ہوگا پہلے کا عوض نہ ہوگا اور مدرسہ کے چندہ کرنے والوں کو بھی چندہ لیتے ہوئے ان مسائل کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (التحصیل والتسھیل مع التکمیل والتعدیل)

## باپ کا اپنی نابالغ اولاد کے لئے کچھ خریدنا

باپ اگر اپنے چھوٹے بچے کے لئے کچھ خریدے اور اپنی جانب سے اسکی قیمت ادا کر دے تو باپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اسکی قیمت کا مطالبہ اپنے بیٹے سے کرے، ہاں! لیکن اگر باپ نے خریدتے وقت ہی گواہ بنالیا کہ میں یہ چیز اپنے بیٹے کے لئے اس شرط پر خرید رہا ہوں کہ میں اس سے اسکی قیمت واپس لے لوں گا، تو اب باپ اپنی نابالغ اولاد سے اس خریدی ہوئی چیز کی قیمت واپس لے سکتا ہے۔ (ھندیہ ج۳ ص۱۷۴)

## چائلڈ بینیفٹ کی رقم ماں باپ کے پاس بچوں کی امانت ہے

**سوال**: ہمارے یہاں (یعنی انگلینڈ، برطانیہ) میں حکومت کی طرف سے چھوٹے بچوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے اور حکومت کا مقصد ہی بچوں کو دینا ہوتا ہے، بچہ کا باپ (یا ماں) اس پر قبضہ کرتا ہے اور موقع بموقع ان پر خرچ کرتا ہے، بچہ کی والدہ اس جمع شدہ رقم سے اپنے کسی عزیز کو امداد کے طور پر دینا چاہتی ہے، بچہ کا باپ اس پر راضی نہیں ہے تو وہ دے سکتی ہے یا نہیں؟

**جواب**: جب حکومت کا مقصد بچوں ہی کو مال دینا ہو تو وہ مال بچوں کا ہے اور ماں باپ کے پاس امانت ہے وہ مال بچوں ہی کے کام میں استعمال کرنا چاہئے، کسی کو دینا جائز نہیں ہے، بچوں کے مال میں ایسا تصرف کرنا جس میں بچوں کا نقصان ہو جائز نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کو ان کا مال دیدینے میں بچوں کا نقصان ہے، لہٰذا ماں کو شرعاً یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ج۵ص۳۳۲،۳۳۳)

بہشتی زیور میں ہے۔

**مسئلہ**: جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہئے، کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں، خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لاویں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لگاویں (بہشتی زیور ص۵۴، ۵۵)

**مسئلہ**: جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا، اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں، اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لئے مانگی دیویں تو اس کا لینا درست نہیں، البتہ اگر ماں باپ کو (لاچاری، تنگی کی وجہ سے) نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے۔

**مسئلہ**: ماں باپ وغیرہ کو بچہ کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں، بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں، خوب یاد رکھو۔
(فتاوی رحیمیہ ج۵ص۳۳۳، بحوالہ بہشتی زیور ص ۵۵، پانچواں حصہ، بچوں کو دینے کا بیان)

## نابالغ کا حق ادا کرنے کا طریق

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اگر کسی شخص کے ذمہ نابالغ کا کوئی حق واجب ہوتو اس کے ادا کرنے کی سہل صورت یہ ہے کہ اس کو کوئی ایسی چیز بنا کردے جو خاص اسی کے استعمال میں آئے جیسے کپڑا جوتا وغیرہ۔ (مجالس حکیم الامت ص۲۷)

## نابالغ کے ساتھ مشترک مصارف

جو رقم نابالغ بچوں کے لئے کسی ادارے یا انجمن کی طرف سے منظور ہوتی ہے اس میں سے بالغوں پر خرچ کرنا جائز نہیں، صرف نابالغوں کے مصارف میں خرچ کی جائے، البتہ کھانے پینے میں سب کا حساب مشترک رکھ سکتے ہیں۔
(احسن الفتاوی ج۶ص۴۰۲)

## نابالغوں کے مال کا ولی کون ہے؟

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے نابالغوں کے مال کی ولایت سوائے باپ دادایا ان کے وصی کے کسی کو نہیں ہے، بھائی اور چچا اور ماں ان میں مساوی ہیں ان میں سے کسی کو ولایت نابالغ کے مال کی نہیں ہے۔ باپ دادا وغیرہ کے نہ ہونے کی صورت میں ولایتِ مال نابالغ کی حاکم اور قاضی کو ہے، پس حاکم نابالغوں کا مال جس کو امانتدار سمجھے اس کی حفاظت میں دیدے اور پھر بالغ ہونے پر ان کا مال ان کے حوالے کردے۔
(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص۵۳۳)

## والد کا صغیر کی زمین بیچنا

**سوال**: والد اپنے صغیر بیٹے کی زمین فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

**جواب**: اگر والد کی بیٹے پر شفقت معروف ہو یا مستور الحال ہو تو بیچ سکتا ہے۔
(احسن الفتاوی ج۶ ص ۵۱۳)

## نابالغ کے لئے وصیت کرنا درست ہے

نابالغ کے لئے وصیت کرنا درست ہے۔اسی طرح اس بچہ کے لئے بھی وصیت کرنا جائز ہے جو ابھی حالت حمل میں ہو۔(درمختار علی ردالمختار ج۱۰ص ۳۳۷)

## بچہ کا کوئی سامان اٹھانا (لقطہ کا حکم)

جس طرح عاقل بالغ شخص کے لئے یہ اجازت ہے کہ وہ گرے پڑے مال کو اٹھالے اور اصل مالک تک اسے پہنچانیکی کوشش کرے اسی طرح ایک بچہ کے لئے بھی یہ جائز ہے کہ وہ گری ہوئی چیزوں کو اٹھالے۔

لیکن جب بچہ کوئی چیز اٹھالے تو اب اسکے ولی اور سرپرست پر اس چیز کے اصل مالک کی تلاش ضروری ہے۔چنانچہ اگر بچہ سے یہ مال ضائع ہو جائے تو اس کا ذمہ دار اس کا ولی ہوگا نہ کہ وہ بچہ۔(ردالمختار ج۶ ص ۴۳۹)

## بچے کے مرفوع القلم ہونے کا مطلب

**سوال**: حدیث شریف میں ہے کہ تین افراد پر سے قلم اٹھالیا گیا ہے ایک تو سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو، دوسرا بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو، تیسرا مجنون جب تک کہ ہوش میں نہ آجائے۔کیا ان تینوں پر دنیا وآخرت کے تمام اعمال معاف ہیں اور کسی کا حق تلف کرنا بھی؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

**جواب**: حدیث شریف کے معنی ہیں کہ ان پر گناہ نہیں ہے اور احکام شرائع کے مکلّف نہیں ہیں، جب تک وہ ان حالتوں میں ہیں کوئی شرعی حکم ان پر لاگو نہیں ہوگا۔مثلاً سونے والا اٹھ کر ہی نماز پڑھے گا۔

اگر یہ لوگ ایسا کام کر بیٹھیں جس سے کسی کا مال ضائع ہوجائے یا کوئی جان چلی جائے تو ان پر تو اس سلسلے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔لیکن بہر حال ان اموال اور جانوں کا فدیہ اور تاوان ان کے سر پرستوں کے ذمہ ہوگا۔یوں کہہ لیا جائے کہ حقوق اللہ ان کے حق میں مسامحت پر مبنی ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی ان کے رشتہ داروں اور ان کے سر پرستوں کے ذمہ ہوگی۔(بچوں کے مخصوص مسائل واحکام ص ۶۱،۶۲)

# یتیم کے مال کے مسائل اور اس کا حکم

## یتیم بچوں کے مال سے مدرسہ جاری رکھنا

**سوال:** ایک شخص فوت ہوگیا، اولاد صغار چھوڑ گیا، اس نے مدرسہ جاری کیا تھا، اس وقت یتیم بچوں کے مال سے مدرسہ جاری رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس شخص نے کوئی مال یا زمین مدرسہ کے لئے علیحدہ مقرر نہیں کی تھی؟

**جواب:** یہ جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ ص ۵۳۵)

## یتیموں کی روٹی یا کوئی چیز کھانی جائز ہے یا نہیں؟

**سوال:** یتیم کچھ بالغ اور کچھ نابالغ ہیں ان کی روٹی یا کوئی چیز کھانی جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** بالغوں کے حصہ میں سے کھانا ان کی اجازت سے درست ہے اور نابالغوں کے حصہ میں سے کھانا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ ص ۵۳۵، ۵۳۶)

## یتیم کے مال میں سے کسی کو کھانا دینا اور خیرات کرنا

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے یتیم نابالغ کے مال میں سے کسی کو کھانا دینا اور صدقہ خیرات کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ ص ۵۳۶)

## یتیم کو اس کا مال کب سپرد کیا جائے؟

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے صبی عاقل اپنے مال کا مالک تو ہر حال میں ہے لیکن قبل از بلوغ بلکہ قبل از رُشد اس کا ولی وصی اس کے مال کو اس کے حوالے نہ کریں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ ص ۵۳۷)

## یتیم کا مال جو استعمال کئے بغیر خراب ہوجاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

**سوال:** یتیم کا مال جو بغیر استعمال کئے خراب ہوجاتا ہے فروخت کرنا و عاریت پر دینا درست ہے یا نہیں؟

**جواب:** فروخت کرنا درست ہے (اور اجرت پر دینا بھی جائز ہے) عاریت نہ دیا جائے (کہ اس میں یتیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ ص ۵۳۹)

# حمل کی میراث اور اس کا حکم

## اگر وارث انتظار نہ کریں اور بچہ کی ولادت سے قبل ہی.....

اگر کسی عورت کو ایسا حمل ہو جو میت کا وارث ہوسکتا ہو تو بچہ جننے تک ترکہ کی تقسیم کو ملتوی رکھیں تا کہ بچہ کی ولادت پر پہلی تقسیم کو توڑ کر نئی تقسیم نہ کرنی پڑے۔

لیکن اگر وارث انتظار نہ کریں اور بچہ کی ولادت سے قبل ہی تقسیم کرنا چاہیں تو اس حمل کو لڑکا سمجھ کر جتنا حصہ اس کا بنتا ہے اتنا اس کے لئے بطورِ امانت رکھیں اور اس کے مرد ہونے کی وجہ سے جو لوگ محروم ہوتے ہیں ان کو محروم رکھیں اور جن کا حصہ کم ہوتا ہے ان کو کم دے۔

اب اگر لڑکا ہی پیدا ہوا تو اس کا پورا حصہ اس کو دیا جائے گا اور ترکہ کی تقسیم علی حالہ قائم رہے گی۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو لڑکی کا جس قدر حصہ بنتا ہے اتنا اس کو دیا جائے گا اور حمل کو لڑکا سمجھ کر جن لوگوں کا حصہ کم کیا گیا تھا یا بالکل محروم کر دیئے گئے تھے ان کا حق دیا جائے گا۔

حمل کے لئے جو حصہ رکھا جاتا ہے وہ اس کو اس صورت میں پہنچتا ہے جبکہ وہ زندہ پیدا ہو جائے۔ اگر پیٹ ہی میں مر گیا تو وہ اس کا مالک نہ ہوگا اور اس کو کالعدم سمجھ کر میت کے باقی وارثوں میں اس کو تقسیم کر دیں گے۔

جو حمل پورا زندہ پیدا ہونے کے بعد مرا یا نصف بدن باہر نکل آنے کے بعد مر گیا وہ اپنے حصے کا مالک ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ مالک ہو کر فوراً مر گیا ہے اس لئے اس کا حصہ ان لوگوں پر تقسیم کیا جائے گا جو اس بچے کے شرعی وارث بنتے ہیں۔ یعنی اب یہ مال اس بچہ کا ترکہ سمجھا جائے گا اور صرف انہیں وارثوں کو ملے گا جو اس کے مرنے کے وقت موجود اور مستحق ہوں گے۔ (مسائلِ بہشتی زیور حصہ دوم ص ۳۴۱، ۳۴۲)

## اگر میت کا کوئی وارث بطنِ مادر میں ہو تو اس کے.........

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ایک کوتاہی یہ ہے کہ کبھی میت کے

وارثوں میں وہ بچہ بھی ہوتا ہے جوابھی بطنِ مادر میں ہے۔ہم کو یادنہیں کہ کسی مستفتی نے سوال میں کبھی اس کوظاہر کیا ہو۔اورہم جواب دینے والے لوگوں کی بھی کوتاہی ہے۔اس کا احتمال ہی نہیں ہوتا اور سائل سے اس کی تحقیق ہی نہیں کرتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے بدون اس کے تولد کے تقسیم ترکہ کی صورت معلق رہے گی۔ بعد تولد کے صحیح سوال قائم ہوگا۔ (حقوق العبادص ۳۴۵)

## تقسیمِ میراث میں ایک غلطی

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: تقسیمِ میراث میں بہت سے اہل علم و صلاح بھی غلطیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں تقسیمِ میراث سے پہلے مشترک مال میں سے ایصالِ ثواب کے نام پر بغیر اجازت سب ورثہ کے خرچ کردیتے ہیں اور تبرکات کے نام کچھ اشیاء تقسیم کردیتے ہیں جس میں دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہوکر سب کام حرام ہو جاتا ہے۔اور خصوصاً نابالغ بچوں کے حقوق کی حفاظت انتہائی ضروری ہے اس میں اکثر لوگ غفلت کرتے ہیں۔ یہ بھی یادرہے کہ نابالغ کی کوئی چیز اس کی اجازت سے بھی دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ (مجالس حکیم الامت ص ۷۱)

# نابالغ اورمسافرت

## مراہقہ بغیر محرم سفر کرسکتی ہے یانہیں؟

مراہقہ بغیر محرم سفر کرسکتی ہے یانہیں؟

ایسی لڑکی جو ابھی بالغ تو نہیں ہوئی لیکن قریب البلوغ ہے وہ بھی بغیر محرم سفر نہیں کرسکتی ورنہ گنہگار ہوگی۔ (احکام مسافر ص ۵۱ بحوالہ بزازیہ ج ۱ ص ۱۷۰)

## نابالغ محرم کے ساتھ سفر کرنا

عورت صنف نازک ہے اس کی طبیعت میں کمزوری پائی جاتی ہے سفر میں اس کو ہر طرح کی ضروریات لاحق ہوسکتی ہیں اور اس کی عزت وآبرو کی حفاظت بھی ایک اہم مسئلہ ہے اس لئے محرم کا سفر میں ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے ظاہر ہے نابالغ جو کہ خود محتاج ہے وہ اس صنف نازک کو ہر خطرہ سے کیونکر محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے اس کا ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہے لہٰذا نابالغ کے ساتھ سفر کرنا گویا بغیر محرم کے سفر کرنا ہے جو کہ گناہ سے خالی نہیں۔ (احکام مسافر ص ۵۲ بحوالہ عالمگیری)

**سوال:** عورت کے لئے بلا محرم سفر جائز نہیں اگر نابالغ محرم کے ساتھ سفر کرے تو جائز ہے یا کہ محرم کا بالغ ہونا ضروری ہے؟

**جواب:** بارہ سال سے کم عمر کے بچے کے ساتھ سفر بالاتفاق جائز نہیں، بارہ سال کے بعد جواز میں اختلاف ہے، لہٰذا بارہ سال کا بچہ اگر ہوشیار ہو، جسمانی اور عقلی لحاظ سے بالغ جیسا ہو تو اس کے ساتھ سفر کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۸ ص ۳۰)

## کیا چھوٹا بچہ سفر میں محرم بن سکتا ہے

**سوال:** کیا عورت اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ سفر کرسکتی ہے؟ اور یہ بچہ محرم کے قائم مقام ہوسکتا ہے؟ اور شوہر اپنی مصروفیت کا بہانہ کرکے بچہ کے ساتھ سفر میں بھیج دے؟

**جواب:** عورت کو مسافت شرعیہ کا سفر بغیر محرم کے کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ہے

کہ جو عورت اللہ تعالی پر ایمان رکھتی ہے وہ بغیر محرم سفر نہ کرے۔اور کتب فقہ میں صراحت کی گئی ہے کہ عورت بغیر محرم کے کسی سفر میں نہیں جاسکتی۔(ہدایہ) محرم کی تعریف جو کتب فقہ میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ عاقل بالغ شخص ہو جس سے اس کا نکاح ابدی حرام ہو یا شوہر ہو۔

نابالغ بچہ محرم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں حفاظت اور دفاع کی صلاحیت نہیں، وہ تو خود اس قابل ہے کہ اسکی حفاظت اور دفاع کیا جائے۔

اور شوہر کے لئے اپنی بیوی کو اس طرح سفر پر بھیجنا جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جب ایک شخص نے بتایا کہ میں نے غزوے میں نام لکھوایا ہے اور میری بیوی حج پر جارہی ہے اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ۔یعنی آپ نے غزوے پر خاتون کے سفر کو ترجیح دی کہ وہ بغیر محرم نہ جائے۔تو پھر یہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ عورت اپنے معصوم اور نابالغ بچے کے ساتھ سفر پر چلی جائے۔

اور اگر عورت کو کوئی حادثہ پیش آجائے اسکی طبیعت خراب ہوجائے یا اجنبی جگہ پر گاڑی کھڑی ہوجائے یا جہاز کسی ائیر پورٹ پر اتر جائے تو وہاں عورت کا پرسان حال کون ہوگا۔

بہرحال بچہ میں عورت کی حفاظت اور اسکی خبر گیری کرنے کی صلاحیت نہیں، اور وہ عورت کا سفر میں محرم بننے کا اہل نہیں ہے، لہٰذا عورت کو بچے کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے۔(بچوں کے مخصوص مسائل واحکام ص ۶۰، ۶۱)

## نابالغ بچہ اگر درمیان سفر بالغ ہو تو قصر کب کرے؟

نابالغ بچہ اگر درمیان سفر بالغ ہوا تو اس کی دو صورت ہوگی موضع بلوغ سے

آگے جاتا ہے مگر بقدر مسافت سے کم تو اس صورت میں قصر نہیں کرسکتا لیکن اگر بقدر مسافت جاتا ہے یا موضع بلوغ سے واپس ہورہا ہے وہاں سے منزل مقصود بقدر مسافت ہے تو قصر کرے گا۔ (احکام مسافرص ۸۷ بحوالہ بحرج ۲ ص ۱۳۰)

## بچوں کا حالت سفر میں قصر کرنا

اسلام میں ایسا مسافر جو کم سے کم ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) تک سفر کے ارادہ سے نکلے تو اس کے لئے فرض نمازوں میں قصر کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے.:

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ (نساء ۱۰۱)

مگر یہ انعام خداوندی ان حضرات کے لئے ہے جو مکلّف ہوں اور اپنے اندر نیت وارادہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں اسلام نے چوں کہ نابالغ بچوں کو مکلّف نہیں بنایا ہے، اس لئے شرعی طور پر انہیں ارادہ اور نیت کرنے کا بھی اہل نہیں قرار دیا ہے۔ اس لئے اس انعام خداوندی کے حقدار بچے نہیں اور سفر میں بچے اگر نماز پڑھنا چاہیں تو وہ قصر نہیں کریں گے بلکہ مکمل ادا کریں گے۔ (بچے۔ حقوق واحکام ص ۱۱۶)

## نابالغ بچہ دورانِ سفر بالغ ہوگیا تو..........

اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہوجائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر ہوگا اور اگر اس جگہ کا فاصلہ مسافت سفر سے کم ہے تو وہ بچہ مسافر نہ ہوگا۔ (البحر الرائق ۲/۱۳۰، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۷۹، بزازیہ علی الہندیہ ۴/۷۲، خانیہ علی الہندیہ ۱/۱۶۷، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیہ ۲/۴۱، شامی بیروت ۲/۵۴۰)

# طلاق کی عدت

## نابالغ لڑکی کی طلاق کی عدت

اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آتا تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ تین مہینے بیٹھی رہے اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے۔

کسی نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی۔ اس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی پھر عدت کے اندر ہی ایک یا دو مہینے کے بعد حیض آ گیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے۔ جب تک تین حیض پورے نہ ہوں عدت ختم نہ ہوگی۔

## اگر کسی کو حمل ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو......

اگر کسی کو حمل ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اس کی عدت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہوگئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی دیر میں بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہوگئی۔

## نابالغ لڑکے کی طلاق واقع نہیں ہوتی اس کے لئے بلوغت..

نابالغ لڑکے کی طلاق واقع نہیں ہوتی اس کے لئے بلوغت شرط ہے اور نابالغ کی طرف سے باپ دادا یا کوئی عصبہ بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ (فتاوی برائے خواتین ج۲ص۱۰۳ بتغیر)

## معتدہ طلاق کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو تو.......

معتدہ طلاق کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو تو دوا یا آپریشن کے ذریعے رحم کی صفائی کرائی جائے۔ اگر بچہ کا کوئی عضو بن چکا ہو مثلاً ہاتھ پاؤں یا انگلی وغیرہ تو اس صفائی یا اسقاط سے عدت ختم ہوگئی۔ اگر کوئی عضو نہ بنا ہو تو معتدہ طلاق تین حیض شمار کرے۔ اگر اسقاط اور صفائی کے بعد کم از کم تین روز خون آئے تو وہ بھی حیض شمار ہوگا۔

معتدہ طلاق عدت جلد ختم کرنے کی خاطر اگر اپنا حمل ساقط کرا دے تو اگر بچے

کا کوئی عضو بن چکا ہوتو عدت ختم ہو جائے گی۔اور اگر کوئی عضو نہ بنا ہوتو معتدہ طلاق تین حیض پورے کرے۔

**تنبیہ**: حمل پر چار ماہ گزرنے کے بعد اس کا اسقاط بالکل جائز نہیں کیونکہ چار ماہ پورے ہونے پر بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے اور اس وقت اسقاط کرانا بچے کو قتل کرنا ہے۔چار ماہ سے پہلے بھی چونکہ عدت پوری کرنے میں کوئی مجبوری نہیں ہے لہٰذا اسقاط جائز نہیں۔

## نابالغ لڑکی پر سوگ کرنا واجب نہیں البتہ گھر سے...........

نابالغ لڑکی پر سوگ کرنا واجب نہیں۔البتہ گھر سے باہر نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اُس کو بھی درست نہیں۔

# اولاد کی پرورش کا بیان

## اسلام نے والدین کو اپنے بچوں کی بقا اور نشو ونما کا ذمہ دار ٹھرایا ہے

اسلام نے والدین کو اپنے بچوں کی بقا اور نشو ونما کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے والدین کی بچوں سے محبت اور شفقت بھی بچوں کی پرورش میں ایک اہم عامل ہے چونکہ وہ اپنے وجود کی حفاظت نہیں کرسکتا اس لئے ضروری ہے کہ اس کو مناسب غذا، ماحول، کپڑے وغیرہ فراہم کئے جائیں اور اس کو خاندان کا تحفظ حاصل ہو۔ پورے انسانی معاشرے اور حکومت تک کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ بچوں کی بہترین انداز میں پرورش ہو۔ اسی لئے خلفاء راشدین کے دور میں بچوں کے لئے وظیفہ مقرر کیا جاتا تھا۔

## بچوں کی سب سے بڑی تربیت گاہ ماں کی گود ہے

بچوں کی سب سے بڑی تربیت گاہ ماں کی گود ہے، بچپن میں بچوں کو جو بھلی یا بری عادت پڑ جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی، اس لئے اس سلسلہ میں کچھ مفید اور کار آمد باتیں درج کی جاتی ہیں، اگر ان لکھے ہوئے اصولوں پر بچوں کی تربیت کی جائے تو امید ہے انشاء اللہ بچہ بڑا ہوکر ماں باپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا، ورنہ نتیجہ اس زمانہ میں نگاہوں کے سامنے ہے۔

(۱) صاف ستھرا رکھو، کیونکہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔ (۲) زیادہ بناؤ سنگار مت کرو۔ (۳) دودھ پلانے اور کھانا کھلانے کا وقت مقرر رکھو تاکہ وہ تندرست رہے (۴) اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔ (۵) عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کبھی سپاہی سے ڈراتی ہیں، کبھی کہتی ہیں بوڑھا آ گیا۔ کبھی اور کسی ڈراونی چیز کا نام لیتی ہیں، اس قسم کی باتوں سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ (۶) بچوں کے ہاتھ غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ ایسی چیزیں دلاتی رہا کرو، اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان سے بہن بھائیوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان میں سخاوت کی عادت ہو۔ (۷) بچوں کے سامنے زیادہ

کھانے والوں کی برائی کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو حبشی کہتے ہیں اور بیل جانتے ہیں۔(۸) بچہ کی سب ضدیں پوری مت کرو، اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔(۹) چلّا کر بولنے سے روکو، خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلّانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت پڑ جائے گی۔(۱۰) اگر لڑکی ہے تو جب تک وہ پردہ میں بیٹھنے کے قابل نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ اس سے ایک تو بچی کی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں (۱۱) شام (مغرب) کے وقت بچوں کو گھر سے باہر مت نکلنے دو، کیونکہ یہ شیاطین کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے۔(۱۲) اِن باتوں سے بچوں کو نفرت دلاتی رہو مثلاً غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بغیر کسی بات کے ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا، اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو فوراً اس کو روکو اور مناسب تنبیہ کرو۔(۱۳) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے تو مناسب سزا دو تا کہ آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرے، ایسی باتوں میں لاڈ اور پیار بچوں کو خراب کر دیتا ہے۔(۱۴) بہت سویرے مت سونے دو۔(۱۵) جب سات سال کی عمر ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالو۔(۱۶) کبھی کبھی نیک لوگوں کی حکایات سنایا کرو اس سلسلہ میں حکایات صحابہ بہت اچھی کتاب ہے۔(۱۷) کھیل تماشے کی عادت مت ڈالو۔(۱۸) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو پہلے قرآن مجید پڑھاؤ۔(۱۹) مکتب جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔(۲۰) مکتب سے آنے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ اس کی طبیعت کُند نہ ہو جائے، لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو، چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔(۲۱) آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں خریدنے کے لئے

پیسے مت دو۔(۲۲) کھیل تماشہ دکھانے کی عادت مت ڈالو۔(۲۳) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے، نگاہ اوپر اٹھا کر نہ دیکھے۔(۲۴) ماں کو چاہئے کہ بچے کو باپ سے ڈراتی رہے۔(۲۵) کھانے کا طریقہ، بڑوں کو سلام کا طریقہ، محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ بھی بتلاتی رہو۔(۲۶) جب بچے سے کوئی اچھی بات خوبی کی دیکھوتو اس پر اس کو خوب شاباش دو، پیار کرو بلکہ اسے کچھ انعام بھی دوتا کہ اس کا دل بڑھے۔(۲۷) اور جب کوئی بری بات دیکھوتو اس کو تنہائی میں سمجھاؤ کہ دیکھو یہ بری بات ہے، دیکھنے والے کیا کہیں گے، خبردار! پھر ایسا مت کرنا، نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور پھر اگر وہی کام کرے تو مناسب تنبیہ کرو۔ (تعلیم النساء ص ۱۸۸ تا ۱۹۰)

## میاں بیوی میں جدائی ہوگئی ہوتو بچے کی پرورش کا حق........

**سوال**: اگر خدانخواستہ ماں باپ کے مابین طلاق واقع ہوجائے تو بچوں کی پرورش کا حقدار کون ہے؟

**جواب**: اس بارے میں واضح حکم یہ ہے کہ پرورش کے بارے میں ماں باپ کے اختلاف کی صورت میں بچہ اپنی ماں کے پاس سات سال کی عمر تک رہ سکتا ہے اور بچی نو سال کی عمر تک۔اس کے بعد باپ چاہے تو وہ اپنے بچوں کو اپنی نگرانی اور پرورش میں رکھ سکتا ہے۔لیکن بچوں کا نان ونفقہ اور اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ جب ماں باپ میں بچوں کو اپنے پاس رکھنے میں اختلاف ہو، اگر ماں باپ میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہ ہوتو جہاں جس کے پاس رضامندی سے رکھنے پر اتفاق ہو بچے وہیں رہ سکتے ہیں۔اوپر گذرا حکم اختلاف کی صورت میں ہے۔

اور اختلاف کی صورت میں بچے ماں کے پاس ہوں یا سات اور نو سال کی عمر

تک باپ کے پاس ہوں، بچوں کو ان کی ماں یا باپ سے ملنے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، وہ اپنے بچوں سے مل سکتے ہیں تا کہ بچوں کو اپنے ماں باپ دونوں کی محبت وشفقت اور نگرانی میسر ہو سکے۔

اگر بچوں کی ماں دوسری شادی کر لے اور جس سے کی ہو وہ بچوں کا ذی رحم محرم نہ ہو تو ماں کا حق پرورش ختم ہو جائے گا اور بچوں کا باپ انہیں ان کی ماں سے واپس لے سکتا ہے۔

بہر حال ایسی صورتحال میں انتہائی حکمت اور بصیرت سے کام لینے کی ضرورت ہے تا کہ بچے نفسیائی مسائل کا شکار نہ ہوں اور کسی غلط راستے پر نہ چل پڑیں۔
(کمافی کتب الفقہ ،الھدایۃ والشامیہ وغیرھا)

میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کو ہے۔ماں لینے پر تیار نہ ہو اور دوسرے لینے پر تیار ہوں تو پھر پرورش کا حق نانی کو ہے (حضرت مولانا رفیق احمد صاحب بھیسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ننھال کے لوگوں کو تعلق دودھیال کے لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے دادا کی اولاد میں تو رقابت بھی ہوتی ہے، تحاسد بھی ہوتا ہے، لیکن نانی کی طرف نانا کی طرف اس طرح کی بیماریاں نہیں ہوتی، زیادہ محبت نانی کی طرف سے آتی ہے، کیونکہ رحم کا سلسلہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے، مردوں میں رحم کا سلسلہ کم ہوتا ہے، اس لئے پرورش اور حضانت کا حق اللہ تعالی نے ننہال کے خاندان کو دیا ہے اور ولایت کا اور شادی بیاہ کا اختیار اللہ تعالی نے دادا کے خاندان کو دیا ہے کیونکہ شادی کے مسئلہ میں سوجھ بوجھ کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور اس میں باپ کے خاندان کو زیادہ تعلق ہوتا ہے، اور اپنی عزت کی وجہ سے وہ اچھے خاندان کو تلاش کرتے ہیں، یہ اتنی بہترین تقسیم ہے کہ دنیا کی ساری قومیں بھی مل کر اس طرح کی تقسیمیں نہیں کر سکتیں۔ تذکرہ رفیق الامت ص ۳۰۷) اس کے بعد دادی کو ہے۔ یہ نہ

ہوں تو سگی بہنوں کو حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔اس کی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں مگر جو ماں شریک بہنیں ہیں وہ پہلے ہیں پھر باپ شریک بہنیں ہیں۔پھر خالہ اور پھر پھوپھی۔اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر باپ زیادہ مستحق ہے پھر دادا پھر سگا بھائی پھر باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کے لڑکے پھر باپ شریک بھائی کے لڑکے وغیرہ پھر چچا تایا پھر چچازاد بھائی وغیرہ۔اگر یہ مرد رشتہ دار جن کا ذکر ہوا اور جو عصبہ ہیں یعنی جن کے ساتھ رشتہ میں عورت کا واسطہ آتا ہے ان کا حق ہے۔ان میں مقدم ماں شریک بھائی ہے۔پھر اس کا بیٹا ہے پھر ماں شریک چچا پھر سگا ماموں ہے۔پھر ماں شریک ماموں ہے وغیرہ۔

**مسئلہ**: اگر ایک درجہ میں ایک سے زیادہ افراد ہوں مثلاً ایک سے زیادہ سگی بہنیں ہیں یا ایک سے زیادہ سگے بھائی ہیں تو ان میں حقدار وہ ہوگا جو سب سے زیادہ نیک ہو پھر جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

**مسئلہ**: چچازاد بھائی لڑکے کی پرورش کا حق تو رکھتا ہے لڑکی کی پرورش کا حق نہیں رکھتا کیونکہ ان میں آپس میں محرمیت نہیں ہے۔

## پرورش کے حق میں مندرجۂ ذیل شرائط ہیں

(۱) امین ہو اور اس سے بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مثلاً پرورش کرنے والی عورت اپنی ملازمت وغیرہ میں زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہو اور اس سے بچہ ضائع ہوتا ہو تو اس کو حق نہیں ہوگا۔

(۲) پرورش کرنے کی قدرت ہو۔

(۳) فاسق فاجر نہ ہو کہ اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بچہ ضائع ہوتا ہو۔

**مسئلہ**: اگر عورت فاسق ہو لیکن ایسا فسق ہو کہ بچہ ضائع نہ ہوتا ہو مثلاً عورت بے

نمازی ہو یا ٹیلی ویزن دیکھتی ہے تو بچے کی سمجھداری کی عمر تک اس کو پرورش کا حق رہے گا۔

**مسئلہ**: اگر ایسا فسق ہو کہ جس سے بچہ ضائع ہوتا ہو مثلاً زنا و بدکاری میں مبتلا ہو یا چوری ڈاکہ کرتی ہو تو اس کو حق نہ ہوگا۔

(۴) باپ اگر تنگ دست ہو تو (مگر پھر بھی) اس کے باوجود حقدار مفت پرورش کرنے پر تیار ہو۔

(۵) حقدار بچے کو ایسے گھر میں نہ رکھے جس میں بچے سے بغض رکھنے والے لوگ ہوں۔

(۶) اگر پرورش کرنے والی عورت ہو تو وہ اجنبی شوہر کے نکاح میں نہ ہو۔

مسئلہ۔ اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کرایا جو بچے کا محرم رشتہ دار نہیں تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق ماں کو نہیں رہا۔ البتہ اگر اس بچے کے کسی محرم رشتہ دار سے نکاح کرلیا تو ماں کا حق باقی ہے۔ ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن، خالہ وغیرہ مرد سے نکاح کرلے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔

**مسئلہ**: غیر مرد سے نکاح کرلینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے طلاق دے دی یا مر گیا تو اب پھر ماں کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

## پرورش کا حق کب تک

لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے تاکہ وہ لڑکے کی تعلیم و تربیت کرے۔ اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس کی عمر تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہوگئی تو باپ لے سکتا ہے تاکہ وہ لڑکی کی حفاظت کرے۔ اب عورت کو روکنے کا حق نہیں۔

## پرورش کے چند دیگر مسائل

**مسئلہ**: پرورش بچے کا حق ہے لہٰذا ماں کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ البتہ اگر اگلے درجہ کا کوئی شخص بچے کی پرورش کرنے پر راضی ہو تو پھر ماں کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

**مسئلہ**: عورت اگر بچے کے باپ کے نکاح میں نہ ہو یا اس کی عدت میں نہ ہو تو اس کو پرورش کرنے کی اجرت لینے کا حق حاصل ہے جو اگر بچے کے پاس مال ہے تو اس میں سے ملے گی ورنہ بچے کا باپ دے گا۔

**مسئلہ**: بچے کی پرورش کا خرچہ یعنی جو بچے پر خرچ ہو وہ سارا باپ کے ذمہ ہے۔

**مسئلہ**: لڑکا جب سات سال کا ہو جائے اور لڑکی جب نو سال کی ہو جائے تو باپ ان کو لے لے گا بچے کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ جس کے ساتھ چاہے رہے۔

**مسئلہ**: لڑکا جب بالغ ہو جائے اور سمجھ بوجھ والا ہو جائے اور اس پر امن ہو تو باپ اس کو زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ وہ چاہے اکیلا رہے چاہے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ رہے۔

## کیا بچوں کی پرورش صرف نانی ہی کر سکتی ہے؟

**سوال**: کیا بچوں کی والدہ کے انتقال کے بعد باپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنی نگرانی میں خود دادا دادی پھوپھیاں اور چچا سے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش نہیں کروا سکتا ہے؟ کیا مذہب میں سیدھا سیدھا قانون ہے کہ بچوں کو باپ سے چھین کر نانی کو دیدو، بچے باپ کو ترستے رہیں اور باپ بچوں کو؟ جبکہ وہ لوگ بد اخلاق اور لالچی ہیں کیونکہ میری بیوی کا زیور اور بیمہ وغیرہ سب ان کے قبضہ میں ہے اور دیتے بھی نہیں۔

**جواب**۔ عام قانون تو یہی ہے کے لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کی عمر نو سال ہونے

تک ماں کے بعد نانی بچوں کی پرورش کا استحقاق رکھتی ہے۔ سات سال یا نو سال کے بعد باپ لے سکتا ہے۔ لیکن نانی کو پرورش کا حق ملنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دیانت و امانت سے آراستہ ہو۔ آپ نے جو حالات لکھے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو بچوں کا مفاد و مصلحت یہی ہے کہ انہیں نانی کے حوالے نہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۷ ص ۲۴۰ بتغیر)

## ماں باپ کو بچے سے ملنے کا حق ہے

بچہ والدین میں سے ایک کے پاس ہو تو دوسرے کو بچے سے روزانہ ایک مرتبہ ملنے کا اور خبر گیری کرنے کا حق ہے۔

بچہ والدین کے علاوہ کسی اور کے پاس ہو تو ماں باپ دونوں کو ایک مرتبہ روزانہ ملنے کا حق ہے۔

بچہ والدین میں سے کسی ایک کی پرورش میں ہو تو اس پر واجب نہیں ہے کہ وہ بچے کو دوسرے سے ملانے کے لئے بھیجے بلکہ دوسرا خود آ کر مل جائے اور پرورش کرنے والا ملنے سے روک نہیں سکتا۔

بچہ جب ماں کی پرورش میں ہو اور ماں اس کو کسی دوسرے شہر لے جانا چاہے تو باپ کی اجازت کے بغیر نہیں لے جا سکتی سوائے اس صورت کے کہ ماں کا آبائی شہر کوئی دوسرا ہو اور شوہر نے اس سے اس شہر میں نکاح کیا ہو تو وہ بچے کو اپنے آبائی شہر لے جا سکتی ہے۔ اسی طرح بچہ جب باپ کی پرورش میں ہو تو وہ اس کو ماں کی اجازت کے بغیر دوسرے شہر نہیں لے جا سکتا۔ (مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۵۵۲ تا ۵۵۵)

## اولاد کی پرورش کرنے اور نان ونفقہ دینے کا شرعی ضابطہ

نابالغ اولاد جن کی ملکیت میں کچھ بھی مال نہیں ان کے اخراجات ان کے باپ

کے ذمہ ہیں۔اگر باپ خود تنگ دست اور مفلس ہو کوئی دوسرا اس ذمہ داری میں شریک نہیں۔(عالم گیری ج ا ص ۵۶۰)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اولاد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔دو حال سے خالی نہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ مالدار ہوں یعنی کسی طریقہ سے وہ مال کے مالک ہو گئے ہوں۔خواہ بطور ہبہ کے یا بطور میراث کے۔سو اس حالت میں تو ان کا نان ونفقہ خود ان کے مال میں واجب ہے۔والدین کے ذمہ صرف انتظام کرنا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ مالدار نہ ہوں۔پھر اس مالدار نہ ہونے کی حالت میں دو صورتیں ہیں۔ایک صورت یہ کہ وہ بالغ ہوں۔دوسری صورت یہ کہ وہ نابالغ ہوں۔

بالغ ہونے کی صورت میں دو احتمال ہیں۔ایک احتمال یہ کہ اپنے لئے محنت و مزدوری نوکری چاکری کر سکتے ہوں (یعنی خود کھا کما سکتے ہوں) اس صورت میں بھی خود ان کا نان نفقہ انہیں کے ذمہ ہے۔ماں باپ کے ذمہ نہیں۔

دوسرا احتمال یہ کہ وہ کھانے کمانے پر قادر نہیں۔اس صورت میں ان کا حکم نابالغ کی طرح جو آگے آرہا ہے۔یہ دونوں احتمال تو بالغ ہونے کی صورت میں تھے۔

اور نابالغ ہونے کی صورت میں دو صورتیں ہیں۔ایک صورت یہ کہ باپ زندہ ہو۔دوسری صورت یہ کہ باپ زندہ نہ ہو۔اگر باپ زندہ ہو تو صرف باپ کے ذمہ نان نفقہ ہے ماں کے ذمہ کچھ بھی نہیں۔

البتہ دودھ پلانا دیانۃً فتوی کی رو سے ماں کے ذمہ واجب ہے اور بروئے حکم و قضا جبر نہ ہوگا۔اگر بچہ کسی اور کا دودھ نہ پیئے اس وقت ماں پر بھی جبر کیا جائے گا۔

اور اگر باپ زندہ نہ ہوتو ماں کے ذمہ (نفقہ واجب) ہے۔اور اگر (ایسی صورت میں یعنی جب کہ باپ زندہ نہ ہو) بچہ کے اقارب ذی رحم (رشتہ دار) زندہ ہوں توسب پر تقسیم ہوگا۔ (امداد الفتاوی ج۲ص۵۳۳)

## معذورلڑکے کے نان ونفقہ کاحکم

جو بچہ معذور ہو (چاہے بالغ ہو یا نابالغ) مثلاً اندھا، اپاہج تو اس کا نان ونفقہ ماں باپ کے ذمہ ہے، اگر ماں باپ نہ ہوں تو عزیز واقارب کے ذمہ ہے چاہے کتنی ہی عمر ہوجائے۔ (انفاس عیسی ج۲ص۴۶۴)

## باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اور.......

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ان کی ماں کے ذمہ ہے۔اور یہ نفقہ کی کفالت اسی وقت تک ہے جب تک وہ خود کوئی محنت نہ کرسکیں ۔(فتاوی برائے خواتین ج۲ص۲۸۷بتغیر)

## ولدالزنا کی پرورش گناہ نہیں

**سوال:** ایک عورت سے زنا صادر ہوگیا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مرگئی اوراس لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا رہا، اب لوگ اعتراض کرتے ہیں تو نانا اسکی پرورش کرے یا نہیں؟

**جواب:** اس لڑکی کی پرورش کرنا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اورضروری ہے لہذا اس وجہ سے اس کی پرورش ترک کرنا نانا کے لئے درست نہیں۔

(فتاوی برائے خواتین ج۲ص۲۷۶)

## اندھا شخص بچے کا ولی بن سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال:** کیا اندھا شخص بچے کا ولی بن سکتا ہے؟

**جواب**: صورتِ مسؤلہ میں اگراندھا آدمی کسی بچے کا ولی ہوتو اگر وہ بچے کی پرورش کا صحیح بندوبست کرسکتا ہے تو بچے کی پرورش کا حق اسی کو ہوگا۔بصورت دیگراس کے بعد جس کا حق پرورش کا ہوگا وہ اس بچے کی پرورش کرنے کا حقدار ہوگا۔

(بچوں کے مخصوص مسائل واحکام ص۶۲)

# لڑکے اور لڑکی کی بلوغت کی علامات

## لڑکا کب بالغ ہوتا ہے

لڑکے کی جوانی وبلوغ شریعت میں مختلف علامتوں سے پہچانی جاتی ہے وہ چار ہیں۔(۱)احتلام ہونا۔(۲)شہوت کے ساتھ انزال ہونا۔(۳)اس سے کسی عورت کو حمل ٹھہر جانا۔(۴)اگر ان تینوں علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوتو اخیر میں پندرہ سال (اسلامی اعتبار سے) پورے ہونے پرلڑکا بالغ شمار ہوگا۔

**نوٹ**: لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت بارہ سال اورلڑکی کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت نوسال ہے اس سے پہلے نہ لڑکا بالغ ہوسکتا ہے نہ لڑکی۔

(درمختار علی ھامش شامی ج۹ص۲۲۵)

## لڑکی کب بالغ ہوتی ہے

لڑکی کم سے کم کتنی عمر میں بالغ ہوسکتی ہے اس کے متعلق شوافع سے مختلف رائے منقول ہیں (۱) نوسال (۲) ساڑھے نوسال (۳) دس سال لیکن جس رائے کوزیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے وہ پہلا قول ہے یعنی نوسال ہے۔(قاموس الفقہ ج۳ص۳۰۴)

لڑکی کی علامت بلوغ پانچ ہیں۔(۱)حیض کا آنا۔(۲)احتلام ہونا۔(۳)حمل ٹھہر جانا۔(۴) بیداری کی حالت میں شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا۔(اگر ان چاروں علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوتو اخیر میں )(۵)لڑکی پندرہ سال پر (اسلامی سال کے اعتبار سے) بالغہ شمار ہوگی۔(درمختار علی ھامش شامی ج۹ص۲۲۵)

## لڑکی حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو نماز کا حکم

**سوال**: ایک لڑکی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو اس پر نمازِ عشاء کی قضا واجب ہے؟

**جواب**: اگرلڑکی فجر طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو اس پر عشاء کی

نماز کی قضاء واجب نہیں ہے۔( کیونکہ بلوغ سے پہلے نماز فرض نہیں اور بعد البلوغ حیض کی وجہ سے ساقط ہے )(مسائلِ مستورات ص۵۰)

## نوسال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نوسال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔(بدائع الصنائع ۱/۱۵۷)

**مسئلہ**: نابالغہ لڑکی پندرہ سال کی عمر سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی ہو تو حیض سے پاک ہونے پر احتیاطاً اس پر غسل واجب ہوگا۔ایسے ہی لڑکا پندرہ سال کی عمر سے پہلے احتلام کے ساتھ بالغ ہوا اور اسے پہلے احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے۔(زبدۃ الفقہ حصہ اول ص۸۹)

# متفرقات

## قسم صرف اللہ تعالی کی کھائی جاتی ہے

قسم صرف اللہ تعالی کی کھائی جاتی ہے (بعض عورتیں جو مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے) بچوں کی جان کی قسم کھاتی ہے جائز نہیں نہ اس سے قسم ہوتی ہے۔(اگر کسی نے ایسا کام کرلیا ہے تو) غیر اللہ کی قسم کھانے پر اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔
(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۴ص ۲۹۶ بتغیر)

بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے اس سے توبہ کی جائے (اگر کسی نے ایسی قسم کھالی ہے) تو یہ قسم لازم نہیں ہوتی نہ اس کے کفارے کی ضرورت ہے۔ (حوالہ بالا ج ۴ص ۲۹۶ بتغیر)

## نابالغ بچے کا قرآن کریم پر حلف کرنا غیر معتبر ہے

**سوال:** ایک نابالغ بچے یا بچی نے قرآن کریم پر حلف کیا کہ آئندہ وہ گناہ کا فلاں کام نہیں کرے گا پھر اس نے وہ کام کرلیا تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور قرآن کریم اٹھانے پر گناہ ہوگا یا نہیں یا جس نے اس سے قرآن کریم اٹھوایا وہ گنہگار ہوگا؟

**جواب:** بچے کا قرآن کریم اٹھانا اس کی قسم کھانا غیر معتبر ہے۔ قرآن کریم اٹھانے یا اٹھوانے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ وہ بچہ یا بچی اگر وہ کام پھر کرلے تو کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔ (فتاوی برائے خواتین ج ۲ص ۲۹۴)

بچہ کی قسم اگرچہ وہ سمجھدار ہو صحیح نہیں ہوتی۔ (مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۵۶۳ بتغیر)

## کھیلتے بچوں کی موجودگی میں نماز..........

**سوال:** جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرے بچے آکر وہیں کھیلتے ہیں اور میرے سامنے بھی آجاتے ہیں۔ جس سے نماز کے سکون اور خشوع میں فرق پڑتا ہے۔ میرے لئے کوئی نصیحت فرمائیے۔

**جواب:** آپ کو اس جگہ نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ جہاں بچے کھیلتے ہوں

کیونکہ بچوں سے بچنا ممکن نہیں ہے، سکون والی جگہ پر نماز پڑھنی چاہئے، لیکن اگر بچے اتنے نا سمجھ ہیں کہ آپ کے الگ جگہ جانے سے ان کے گر جانے یا چوٹ کھانے یا نقصان کر دینے کا اندیشہ ہے اور ان کا کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے تو آپ اسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۳۱)

## جب بچہ بولنا شروع کرے تو اسے پہلے کلمہ پڑھائے

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جب بچہ بولنا شروع کرے تو اسے پہلے 'لا الٰہ الا اللہ،، کی تعلیم دو۔ (حصن حصین)

## بچے کو آداب زندگی اور اخلاق سکھانا

چھوٹی عمر سے بچے کو اچھے اخلاق اور آداب سکھانا بہت ضروری ہے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اس کو اچھا ادب سکھانا ہے۔ (ترمذی)

بچوں کو قرآن وحدیث میں موجود قصص انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور سیرت طیبہ کے واقعات، سیرت صحابہ اور اولیاء کرام کے واقعات اور ان کے کارنامے قصوں اور کہانیوں کی شکل میں سنائے جاسکتے ہیں جو چھوٹی عمر کے بچے بہت شوق سے سنتے ہیں۔

قرآن حکیم میں حضرت لقمان حکیم کی اپنے بچے کو نصیحت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

دینی تعلیم کے ساتھ بچوں کو عصری تعلیم بھی دلوائے۔

## ماں باپ یا سر پرست فضل وشرف کے لئے بچے کو.........

حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کی والدہ نے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں حضور کی خدمت کے لئے پیش فرمادیا انہوں نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی، اس

سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ یا سر پرست فضل وشرف کے لئے بچے کو کسی صالح و فاضل کی سپردگی میں دے سکتے ہیں۔ (فضل الباری ج۲ص۲۵۱)

## ہمیشہ اپنے بچے کے قصور پر نظر رکھیں

اپنے بچوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں اور دوسرے کے بچوں کے ساتھ بھی اپنے بچوں کی مانند برتاؤ کریں۔اگر بچوں میں باہم لڑائی ہوجائے تو اپنے بچوں کی بے جا حمایت نہ کرے۔یہ خیال رکھے کہ اپنے بچے کے لئے آپ کے سینے میں جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے میں ان کے بچوں کے لئے ہیں۔بعض اوقات بچوں کی لڑائی میں بڑے کود پڑتے ہیں اور اس سے بڑے پیمانے پر فساد پیدا ہوجاتا ہے اور قتل وخونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔اس لئے ہمیشہ اپنے بچے کے قصور پر نظر رکھیں اور ہر پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ میں اسکی کوتاہی اور غلطی کی کھوج لگا کر حکمت اور مسلسل توجہ سے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

(اسلام میں بچوں کو حقوق وتحفظ'' ص۴۰)

## مغرب کے وقت بچوں کو گھر سے نہ نکلنے دے

سورج غروب ہونے کے بعد اور رات کی ابتداء کے وقت شیاطین آبادی میں پھیل جاتے ہیں،اس لئے اس وقت نبی کریم ﷺ نے بچوں کو گھر میں رکھنے کا خاص طور پر حکم دیا ہے،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رات آنے لگے یعنی شام ہوجائے تو تم اپنے بچوں کو روک لو(باہر جانے مت دو)اس لئے کہ شیطان اسوقت پھیل جاتا ہے۔

(بخاری حدیث نمبر۳۳۰۴)

## گھر میں آنے کی اجازت اور نابالغ کی اطلاع

اگر کسی کے مکان میں داخل ہونے کی اجازت چاہی جائے اور کوئی نابالغ لڑکا

اطلاع دے کہ اسے اندر آنے کی اجازت ہے، تو کیا اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ اس میں رائے مختلف ہیں، ایک رائے یہ ہے کہ اس سلسلہ میں نابالغ کی اطلاع بھی معتبر ہوگی اور گھر میں داخل ہونا درست ہوگا۔ اور روسری رائے یہ ہے کہ خود اجازت طلب کرنے والے کا دل اس پر مطمئن ہو کہ بچہ صحیح اطلاع دے رہا ہے یہ اپنی ناسمجھی اور بے وقوفی میں نہیں کہہ رہا ہے تو گھر میں داخل ہوا گر اس کا اطمینان نہ ہو تو داخل ہونا درست نہیں۔

(بچے۔حقوق واحکام ص ۳۲۹ بتغیر)

## بچپن میں بچوں کو ڈرانے سے بھی احتراز کرنا چاہئے

بچپن میں بچوں کو ڈرانے سے بھی احتراز کرنا چاہئے، بچوں کو ڈرانے سے ان پر نفسیاتی بوجھ پڑتا ہے، پھر بچہ ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے اور اسکی ذہنی صلاحتیں متاثر ہوتی ہیں۔ا(سلام میں بچوں کے حقوق وتحفظ ص ۴۵)

## بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو.........................

یہ ایک فطری اور واقعی بات ہے کہ کم سنی میں بچے اور بچیاں، ماں اور باپ تمام کے تمام ایک ہی ساتھ سوتے ہیں اور رہتے ہیں، لیکن یہی بچے اور بچیاں جب بڑے ہو جائیں اور ان میں عقل وشعور ایک حد تک پیدا ہو جائے جس کا اندازہ بعض فقہاء نے دس سال اور بعض نے چھ سال کی عمر سے لگایا ہے تو ان سب کے بستر شریعت کے احکام کے مطابق الگ الگ کردیئے جائیں والدین سے بچوں کا بستر اس لئے الگ کردیا جائے تاکہ ماں باپ کے ازدواجی تعلقات میں ستر اور پوشیدگی کی رعایت ہو سکے کیوں کہ یہ خود بچوں کی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے۔

اسی طرح نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کے بستر بھی الگ کردیئے جائیں تاکہ فتنہ کا اندیشہ ختم ہو جائے۔ (بچے۔حقوق واحکام ص ۳۳۰، ۳۳۱ بتغیر)

## بچہ کوسلانے کے لئے افیون دینا

**سوال:** بچہ تمام شب بوجہ دودھ کم ہونے کے ماں کی دودھیوں سے لپٹا رہتا ہے، اس وجہ سے بچہ کی ماں کوسخت درجہ تکلیف رہتی ہے اگر اس تکلیف کی وجہ سے بچہ کو افیم دیدی جائے تا کہ بچہ کی ماں کو رات کو آرام سے سو سکے جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** اس صورت میں بچہ کو افیم دینا درست نہیں ہے، البتہ اس کی ماں کا دودھ نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ بھوکا رہ کر سوتا نہیں تو اس کے لئے غذا کا انتظام کیا جائے تا کہ وہ شکم سیر ہو کر سو جائے ۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱۶ص ۱۳۴)

## ماں نے بچہ پر کروٹ لی، بچہ مر گیا تو..........

**سوال:** ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ سو رہی تھی ۔ رات کو سوتے میں کروٹ لی تو بچہ دب گیا اور اس کا انتقال ہو گیا، اب عورت کے قصور کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب** : مذکورہ صورت میں عورت نے جان بوجھ کر بچے کی جان نہیں لی، بلکہ خطا اور غلطی سے بچے کی وفات ہوگئی ہے۔اس لئے اول تو یہ ہے کہ توبہ و استغفار کرے، دوسرے یہ کہ اس پر کفارہ واجب ہے کہ وہ دو ماہ مسلسل روزے رکھے، اگر طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلائے ۔ اور اگر سسرال والے مطالبہ کریں تو اس بچے کی دیت عورت کے عاقلہ (میکہ والوں اور قریبی رشتہ داروں پر واجب ہوگی ۔ (بچوں کے لئے مسائل واحکام ص ۳۹)

## مدرسہ کے نابالغ بچوں سے کام لینا جائز نہیں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: مدرسہ کے نابالغ بچوں سے کام لینا کسی استاد کو جائز نہیں ۔ (کلمۃ الحق ص ۱۲۲)

## نابالغ لڑکوں کا مہندی لگانا

زیب وزینت کی بعض صورتیں عورتوں کے لئے مخصوص ہیں، مہندی لگانا بھی ان ہی میں سے ہے جو زینت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، اس لئے مردوں کو اسکی اجازت نہیں خواہ نابالغ کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر ضرورت کے تحت مہندی لگائی جائے تو اسکی اجازت ہے۔ (ردالمختار علی درالمختار ج ۱۹ ص ۵۲۲)

## کان میں سوراخ کرنا

پیدائش کے بعد بچیوں کے کان میں سوراخ کیا جاتا ہے جس کو کان چھیدنا کہا جاتا ہے چونکہ کان چھیدنے سے مقصود زیور پہنانا اور زینت اختیار کرنا ہوتا ہے اور زینت اللہ تعالی نے عورتوں کے لئے مقرر فرمائی ہے لہٰذا کانوں میں سوراخ کرنا اور کان چھیدنا صرف لڑکیوں کے لئے جائز ہے لڑکوں میں یہ عمل ممنوع اور ناجائز ہے اور احادیث میں لڑکوں کے لئے اس عمل کو مکروہ بیان کیا ہے لہٰذا بچی میں تو مصلحتاً چھیدنے کی اجازت ہے۔

## وقف کا مسئلہ

مسئلہ۔ اپنی جائیداد کو اللہ تعالی کی ملکیت کے حکم پر روک رکھنے اور جس پر چاہے اس کی منفعت صرف کرنے کو وقف کرنا کہتے ہیں۔ وقف کے صحیح ہونے کے لئے منجملہ اور شرائط کے ایک شرط ’’بالغ،، ہونا بھی ہے، لہٰذا ’’نابالغ،، کا وقف صحیح نہیں ہے۔
(مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۵۸۶، ۵۸۷ بتغیر)

## اگر عورت نماز میں مشغول ہوگی تو غالب گمان یہ ہے کہ بچہ کو اس سے نقصان ہوگا تو......

اگر عورت نماز میں مشغول ہوگی تو بھوک سے اس کا بچہ روئے گا اور اس سے

غالب گمان یہ ہے کہ بچہ کو اس سے نقصان ہوگا اور اگر عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو نماز کے وقت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس عورت کو جائز ہے کہ وہ نماز کے ادا کرنے میں تاخیر کر دے اور بچہ کو پہلے دودھ پلائے۔ اور اسی طرح دایہ کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ نماز پڑھے گی تو بچہ مر جائے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز تاخیر سے پڑھے اور بچے کے پاس آئے۔ (نفع المفتی والسائل ص ۱۵۳)

## بیٹا ہونے کا تعویذ

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب سکھروی مدظلہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے یہاں صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کو بیٹے کی خواہش ہوتی ہے اور جن کے یہاں بیٹیاں ہوتی ہیں ان کو ان کے رشتوں کی فکر بھی ہوتی ہے جو ایک فطری بات ہے شریعت اس سے انکار نہیں کرتی، اس لئے تدبیر کے درجے میں ایک عرض ہے کہ اگر کسی کے یہاں بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں اور اس کے یہاں بیٹا نہ ہوتا ہو تو اسکے لئے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی ''بیاض'' میں ایک عمل لکھا ہے وہ یہ کہ ''سورۂ یوسف'' کو کسی کاغذ پر باریک باریک اس طرح لکھے کہ اسکے حروف نہ مٹیں اور پھر اس کو موم جامہ کر کے کوئی خاتون اپنے پیٹ پر باندھ لے جب تک وہ تعویذ اس کے پیٹ پر بندھا رہے گا انشاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہوگا، بعض دوستوں نے اس کا تجربہ کر کے بتایا کہ ہم نے اس کو درست پایا۔ (اصلاحی بیانات، ج۲ص ۴۶)

نیز فرماتے ہیں کہ ایک عمل مجھے اپنے بزرگوں سے حاصل ہوا ہے وہ یہ کہ جب کسی کی بیوی امید سے ہو اور اسکی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمادے تو وہ عورت اپنی شہادت کی انگلی کو اپنی ناف کے ارد گرد گھمائے اور اکتالیس (۴۱) مرتبہ ''یا متین'' پڑھے اور پڑھنے کے بعد یہ کہے کہ یا اللہ! میرے پیٹ

میں جو بچہ ہے میں نے اس کا نام آپ کے نبی کے نام پر ''محمد'' رکھ دیا۔اس عمل کی برکت یہ ہے کہ اس سے لڑکا پیدا ہوتا ہے کیونکہ ''محمد'' نام کا لڑکا ہی ہوسکتا ہے،لڑکی نہیں ہو سکتی۔(حوالا بالا)

ایک اور عمل بچہ (لڑکا) پیدا ہونے کا تفسیر جلالین کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ میاں بیوی جب اپنی (طبعی) ضرورت سے فارغ ہوجائے تو مرد فراغت کے بعد اپنے عضو مخصوص کو دائیں جانب ہوکر باہر نکالے،اس طرح حمل سے اگر نطفہ قرار پائے تو لڑکا پیدا ہوگا،اور عورت کو دائیں کروٹ پر سونے کا حکم کرے تاکہ اگر نطفہ قرار پائے تو لڑکا پیدا ہو۔اگر بائیں پہلو پر سوئے گی تو لڑکی پیدا ہوگی۔(مجربات سیوطی ص ۴۱)

لیکن یہ سب تدبریں ہیں،اگر اللہ تعالی چاہیں تو کسی کو ان تدابیر کے اختیار کرنے کے باوجود لڑکی عطا فرمادیں۔اور کتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو ان تدبیروں کے بغیر لڑکا عطا فرمادیتے ہیں۔بہرحال آدمی اللہ تعالی کی مرضی پر راضی رہیں۔

## مجبوری میں مانع حمل دوا استعمال کرنا

**سوال**: زید کی بیوی کے قوٰی بار ہا اولاد ہونے کی وجہ سے نہایت مضمحل ہیں۔زید اور اس کی بیوی اس امر پر راضی ہوگئے ہیں کہ کسی دوا کے استعمال سے قطعِ توالد وتناسل کر ڈالیں،حسب عادت جماع جاری رہے اور اولاد نہ ہو،جائز ہے یا نہیں؟

**جواب**: بہ صورت مذکورہ فعلِ مذکور درست ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱۶ص ۳۲۲)

## حالتِ حمل میں خون کا حکم

اگر کسی عورت کو حمل کے زمانے میں خون نظر آئے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے یعنی وہ اس کی وجہ سے روزہ اور نماز نہیں چھوڑے گی (تنویر الابصار ۱/۴۱۴)

## اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز.....

اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔
(مسائل بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۸۴)

## نابالغ بچہ پر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا

نابالغ بچہ پر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔لیکن اگر یہ پڑھے اور بالغ سنے تو اگر بچہ ناسمجھ ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہیں اور اگر سمجھدار ہے تو سجدہ واجب ہے۔(مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۰۱)

## اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی نماز میں زور سے ہنسے تو........

اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی نماز میں زور سے ہنسے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، ہاں وہ نماز جاتی رہتی ہے۔(مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۰)

## جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو.....

جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔(مسائلِ بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۰)

## ٹسٹ ٹیوب سے تولید

ٹکنالوجی کی ترقی نے اس بات کو ممکن بنا دیا ہے کہ فطری طریقہ تناسل یعنی زوجین کے باہمی اختلاط کے بغیر ہی بچے پیدا ہوں، آج یہ صورت ٹسٹ ٹیوب کی شکل میں رائج ہے، تو سوال یہ ہے کہ کیا ٹسٹ ٹیوب کی مدد سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب مرد سے ثابت ہوگا؟ نیز اگر تولید کے عمل میں دو عورتوں کی شرکت ہو تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

اس سلسلہ میں پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ٹسٹ ٹیوب سے تولید کی

مختلف صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ اجنبی مرد وعورت کے مادۂ منویہ کو کسی ٹیوب میں رکھ کر اس میں اسکی پرورش کی جاتی ہے، یا یہ کہ کسی اجنبی مرد کے مادۂ منویہ کو لیکر اجنبی عورت کے رحم میں ڈالدیا جاتا ہے، جہاں اس مادۂ منویہ سے بچہ کی پرورش عمل میں آتی ہے، ظاہر ہے ان صورتوں میں ایک اجنبی مرد کے مادۂ منویہ کا دوسری اجنبی عورتوں کے مادۂ منویہ سے اختلاط ہورہا ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے، نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

کسی شخص کے لئے جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو درست نہیں کہ وہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے۔ (سنن ابی داود حدیث نمبر ۲۱۵۸)

نیز نسب ہی کی حفاظت اور اختلاط نسب سے بچنے کے لئے اسلام نے بیوی کے لئے شوہر سے جدائی کے بعد عدت کو واجب قرار دیا ہے تاکہ نسب کا اختلاط نہ ہو سکے اس لئے یہ صورت قطعاً جائز نہیں اور نہ اس صورت میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا، کیوں کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ ارشاد نبوی ہے ''الولد للفراش وللعاھر الحجر''، یعنی بچہ اس شخص کا ہوتا ہے جو شوہر ہو یا مالک ہو، زانی کے لئے تو محرومی ہے۔

ٹسٹ ٹیوب سے تولید کی دوسری صورت یہ ہے کہ زوجین کے مادۂ منویہ کو لے کر ٹیوب میں رکھا جائے اور اس سے بچہ کی پرورش کی جائے، یا یہ کہ شوہر کے مادۂ منویہ کو لے کر بیوی کے رحم میں ہی رکھ کر پرورش کی جائے، یہ صورت علاج کے قبیل سے ہے اور اسکی گنجائش ہے۔

ٹسٹ ٹیوب سے تولید کی تیسری شکل یہ ہے کہ میاں بیوی کے مادۂ منویہ کو شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈال کر اسکی پرورش کی جائے، اس صورت میں پیدا ہونے

والے بچہ کا نسب تو مرد سے ثابت ہوگا ہی، لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ ان دو عورتوں میں سے کسے اس بچہ کی ماں کہا جائے گا؟ جس نے بچہ کی پرورش اپنے رحم میں کی ہے اور اسے جنا ہے، یا کہ جس کا بیضہ منی دوسرے کے رحم میں ڈالا گیا ہے اسے؟ اس سلسلہ میں علماء کی دونوں رائیں ہیں، مگر چونکہ قرآن مجید نے اصل ماں اس عورت کو قرار دیا ہے جو بچے کو جنم دے اس لئے جس عورت نے اپنے رحم میں بچے کی پرورش کی ہے اور ولادت کی تکلیف اٹھائی ہے اسے ہی ماں قرار دیا جانا زیادہ بہتر ہے، البتہ حرمت نکاح کا رشتہ دونوں عورتوں اور ان کی اولاد سے متعلق ہوگا کیوں کہ اس میں احتیاط مطلوب ہے۔ (بچے حقوق واحکام ص ۳۵۴ تا ۳۵۷ بحوالہ ھندیہ ج ۱ ص ۱۹۲)

## کلوننگ کے عمل سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

کلوننگ کے ذریعہ بچہ کی پیدائش کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی مرد یا عورت کے خلئے کو لے کر اسے عورت کے بیضہ میں داخل کیا جاتا ہے، پھر اسے بار آور کرنے کے بعد عورت کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اگر شوہر کے خلیہ کو اسکی بیوی کے بیضہ کے ساتھ بار آور کر کے خود اسی کی بیوی کے رحم میں پرورش کے لئے رکھا جائے، تو پیدا ہونے والے بچہ کا نسب ماں، باپ دونوں سے ثابت ہوگا، کیوں کہ ان دونوں کے اجزاء اس مولود کی تخلیق میں معاون ہوئے ہیں۔

اور اگر اسی عورت کے خلیہ کو اسکے بیضہ میں ڈال کر خود اسی کے رحم میں پرورش کے لئے رکھا گیا ہو تو اس صورت میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب صرف ماں سے ہی ثابت ہوگا، دنیا میں اس طرح کی مثال پہلے بھی سامنے آچکی ہے، چنانچہ جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش بھی صرف ماں سے ہوئی ہے اور ان کی نسبت بھی ماں

کی طرف کر کے انہیں عیسی بن مریم کہا گیا ہے۔ (سورہ مریم آیت:۳۴)

کلوننگ کے ذریعہ بچہ کی پیدائش کی ایک اور صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مرد کے خلیہ کو بارآور کر کے کسی اجنبی عورت کے رحم میں اسکی پرورش کی جائے، تو اس صورت میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب صرف ماں یعنی جس کے رحم میں اسکی پرورش ہوئی ہے اسی سے ثابت ہوگا، باپ جس کا خلیہ لیا گیا ہے اس سے اس بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا، کیوں کہ شریعت میں مرد سے بچہ کے ثبوت نسب کے لئے مرد و عورت کے درمیان اسلامی طریقہ کے مطابق نکاح کا پایا جانا ضروری ہے اور اس صورت میں عورت و مرد دنوں اجنبی ہیں، البتہ اس عورت سے بچہ کا نسب اس لئے ثابت مانا جائے گا کہ بچہ کی پرورش اسی کے رحم میں ہوئی ہے اور اسی نے اپنے رحم میں بچہ کی غذا کے لئے اسے اپنا خون فراہم کیا ہے جس کی وجہ سے بچہ میں اسکی جزئیت شامل ہوگئی ہے، اسکی نظیر فقہاء کے یہاں بھی ملتی ہے، چنانچہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوا گرچہ زانی مرد کے حمل سے ہی یہ بچہ پیدا ہوتا ہے، مگر پھر بھی اس بچہ کا نسب زانی مرد سے نہیں بلکہ صرف اس عورت سے ثابت ہوتا ہے جس نے بچہ کو جنم دیا ہے۔ (الفقہ الاسلامی ادلتہ:۷:۶۷۵)

# مؤلف کی دیگر اہم تالیفات

(۱) منتخب تقاریر۔ جلد اول۔ (مطبوعہ )

(۲) مجالسِ خطیب الامت۔ دو جلدیں۔ (مطبوعہ )

(۳) لطائفِ سورۂ یوسف۔ دو جلدیں (مطبوعہ )

(۴) ملفوظاتِ خطیب الامت۔ (جلد اول۔ (مطبوعہ )

(۵) منتخب تقاریر، جلد دوم۔ (غیر مطبوعہ )

(۶) فیضانِ عبد الرؤف، جلد دوم۔ (غیر مطبوعہ )

(۷) حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات۔ (غیر مطبوعہ )

(۸) قیمتی باتیں۔ (دو جلدیں) (غیر مطبوعہ )

(۹) ندائے قرآن از عبادِ رحمٰن۔ (دو جلدیں) (غیر مطبوعہ )

(۱۰) ارشادات خطیب الامت۔ جلد اول۔ (غیر مطبوعہ )

## ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولوی عبد اللہ انصاری، مدرس، مدرسہ اسلامیہ، صوفی باغ، سورت: 9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نزد ٹاٹا سکول بس اسٹانڈ، نوساری: 9824741280

9824084292

(۵) عبد السلام ابراھیم مارویا، اسٹامفورڈ ہل، لندن: 07877937731